تاریخِ قرآن

تالیف

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب دامت برکاتہم

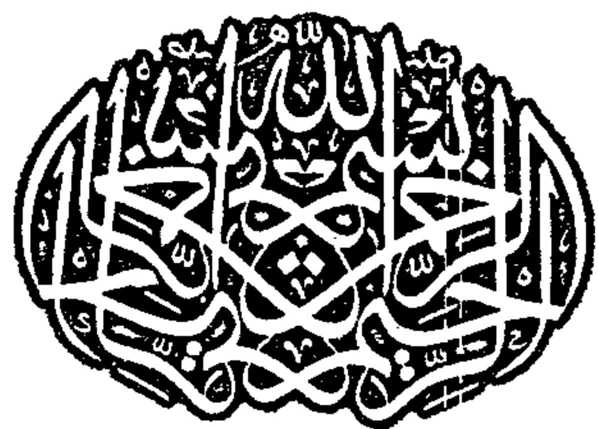
اضافہ جدیدہ

حافظ تنویر احمد شریفی

فاضل جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی

مکتبہ شریفیہ

قاری شریف احمد اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی



اللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

تاریخ قرآن

معروف

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب دامت برکاتہم

حافظ تنویر احمد شریفی

فاضل جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی

مکتبہ شریفیہ

قاری شریف احمد اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی

کتاب	:	تاریخ قرآن
تالیف	:	مولانا قاری شریف احمد مدظلہ
اضافہ جدیدہ	:	حافظ تنویر احمد شریفی
اشاعت سوم	:	(اضافہ شدہ پہلا ایڈیشن) ربیع الاول ۱۴۲۹ھ / مارچ ۲۰۰۸ء
کمپوزنگ	:	حامد احمد
سرورق	:	سید الخطاط حضرت نفیس رقمؒ
اہتمام	:	توفیق احمد

ناشر

مکتبۂ شریفیہ

قاری شریف احمد اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی

ملنے کے پتے

۱۔۔۔۔۔مکتبہ رشیدیہ، بالمقابل مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-2767232

۲۔۔۔۔۔ادارۃ الانور، علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن، کراچی

۳۔۔۔۔۔مجیدیہ کتب خانہ، اردو بازار، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان

۴۔۔۔۔۔مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اردو بازار، لاہور

۵۔۔۔۔۔مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار، لاہور

۶۔۔۔۔۔مکتبہ رحمانیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور

۷۔۔۔۔۔والی کتاب گھر، اردو بازار، گوجراں والا

۸۔۔۔۔۔کتب خانہ رشیدیہ، دار العلوم تعلیم القرآن، راجہ بازار، راول پنڈی

۹۔۔۔۔۔مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ

فہرستِ مضامین

عنوانات	صفحہ
عرضِ ناشر — تنویر احمد شریفی	۱۹
رائے عالی — مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	۲۳
تقریظ — مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ	۲۴
تمہید — قاری شریف احمد مدظلہٗ	۲۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے	۲۷
ماخذ	۳۱
باب ①	
تاریخ نزول قرآن	۳۳
فصل ①: تاریخ نزول قرآن کب اور کیسے؟	۳۴
نزول قرآن کا سلسلہ کب شروع ہوا؟	۳۴
نزول قرآن کس رات سے شروع ہوا؟	۳۴
قرآن مجید کون لے کر حاضر ہوا؟	۳۵
حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اوصاف	۳۶
اوصاف حضرت جبرئیل علیہ السلام پر ایک ضروری فائدہ	۳۷
نزول وحی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کیسے پہچانا؟	۳۷
نزول قرآن کس طرح ہوا؟	۳۸
نزول قرآن پر کفار کا اعتراض	۳۹
کفار کے اعتراض کا جواب	۴۰

صفحہ	عنوانات
۴۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید یاد کرنے کا ذوق وشوق
۴۳	قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی چند مثالیں
۴۳	پہلی مثال
۴۴	دوسری مثال
۴۴	تیسری مثال
۴۵	خیط کے معنی میں صحابہ کرامؓ کو مغالطہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وضاحت
۴۶	چوتھی مثال
۴۷	حضرت فضیل ابن عیاضؒ کی گوشہ نشینی پر حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کا خط
۴۹	**فصل ②: انبیا علیہم السلام پر نزول وحی کا بیان**
۴۹	وحی، انبیائے کرام کا امتیازی وصف اور نبوت کی علامت ہے
۴۹	سب سے زیادہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی
۵۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت
۵۱	نزول وحی کے انوار وبرکات
	باب ②
۵۳	**اعجاز قرآن**
۵۵	**فصل ①: قرآن کا اپنے مخالفین ومنکرین کو چیلنج**
۵۷	قرآن کا مقابلہ کرنے سے اعتراف عجز
۵۸	خلاصہ
۵۹	قرآن کی صداقت کا غیر مسلموں کی طرف سے اعتراف
۶۳	**فصل ②: قرآن کی پیشین گوئیاں**
۶۳	آیندہ پیش آنے والے واقعات کی پہلے سے خبر دینا
۶۳	① فارس پر روم کے غلبے کی پیشین گوئی

عنوانات	صفحہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مشرکین مکّہ سے روم کے غلبے پر شرط	۶۵
تاریخ زوال روما کے مصنف ایڈورڈ گبن کا اعتراف حق	۶۶
② جنگ بدر اور غزوۂ احزاب میں مسلمانوں کی کامیابی کی بشارت	۶۷
③ فتح مکّہ کی بشارت	۶۹
④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکاروں سے وعدۂ خلافت	۷۰
فصل ③: اسلامی حکومت کی حدود	۷۱
زمانۂ رسالت میں اسلامی حکومت کی حدود	۷۱
خلافت صدیقی میں حدودِ مملکت	۷۱
خلافت فاروقی میں حدودِ مملکت	۷۱
خلافت عثمانی میں حدودِ مملکت	۷۲
خلافت علوی میں حدودِ مملکت	۷۲
باب ③	
قرآن مجید کا اثر سننے والے پر	۷۵
فصل ①: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر	۷۷
قرآن مجید سننے کا فرشتوں پر اثر	۷۸
قرآن سننے کا اثر جنات پر	۸۰
فصل ②: قرآن مجید سننے کی وجہ سے ایمان قبول کرنا	۸۲
قرآن مجید کا بادشاہوں پر اثر	۸۲
نجاشیؓ شاہ حبش کا قرآن سن کر مسلمان ہونا	۸۳
اہل کتاب کے ممتاز عالم حضرت عبداللہ ابن سلامؓ کا قرآن سن کر مسلمان ہونا	۸۴
علمائے یہود و نصاریٰ کا چھپ چھپ کر قرآن سننا	۸۵
ایک نصرانی عالم کا قرآن سن کر مسلمان ہونا	۸۶

صفحہ	عنوانات
۸۶	مشرکین مکہ پر قرآن کا اثر، مگر قرآن کی تلاوت کے وقت شور مچانا
۸۷	دن کی نمازوں میں قرآن مجید آہستہ پڑھنے کی وجہ
۸۸	**فصل ③: مشرکینِ مکہ پر قرآن کا اثر**
۸۸	حضرت عمر فاروقؓ پر قرآن کا اثر اسلام قبول کرنے سے پہلے
۹۱	حضرت جبیر ابن مطعمؓ پر قرآن کا اثر
۹۲	ولید ابن مغیرہ پر قرآن کا اثر
۹۲	ابوجہل، ابوسفیان، اخنس ابن شریق کا چھپ کر قرآن سننا
۹۳	ابوجہل، ابوسفیان، اخنس ابن شریق کا اعتراف حق
۹۵	ضماد ازدی کا اعتراف حق
۹۶	عرب کے مشہور شاعر لبید کا اعتراف عجز
۹۶	عمرو ابن طفیل دوسی کا قرآن سن کر اسلام قبول کرنا
	ہندوستان کے ایک بزرگ مولانا مظفر حسین صاحبؒ سے قرآن سن کر
۹۸	ہندو خاندان کا اسلام قبول کرنا
	باب ④
۹۹	**تاریخ جمع قرآن**
۱۰۰	**فصل ①: تاریخِ جمعِ قرآن**
۱۰۰	جمع قرآن کے سلسلے میں مخالفین اسلام کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۲	فجر کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف سورتیں پڑھنا
۱۰۲	جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دھر پڑھنا
۱۰۳	صحابۂ کرامؓ کا ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لینا
۱۰۵	**فصل ②: قرآن مجید کی چند سورتوں کے فضائل**
۱۰۵	سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی فضیلت
۱۰۵	آیۃ الکرسی کی فضیلت

صفحہ	عنوانات
۱۰۷	سورۂ یٰسین کی فضیلت
۱۰۸	سورۂ واقعہ کی فضیلت
۱۰۸	سورۂ ملک کی فضیلت
۱۱۰	**فصل ③: جمع قرآن کا پہلا دور**
۱۱۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں جمع قرآن کی کیفیت
۱۱۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین وحی
۱۱۲	**فصل ④: جمع قرآن کا دوسرا دور خلافت صدیقی میں**
۱۱۳	جمع قرآن کے سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ کا صحابۂ کرامؓ سے مشورہ
۱۱۴	جمع قرآن کے لیے حضرت زید ابن ثابتؓ کا تقرر
۱۱۵	حضرت زید ابن ثابتؓ کی شخصیت
۱۱۷	**فصل ⑤: خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے زمانۂ خلافت میں اشاعتِ قرآن**
۱۱۷	تعلیم قرآن کے لیے مدارس کا قیام
۱۱۷	تعلیم قرآن کے لیے صحابۂ کرامؓ کو غیر ممالک میں بھیجنا
۱۱۸	دمشق میں حضرت ابوالدرداءؓ کا طریقۂ تعلیم
۱۱۸	دمشق کے مدرسۂ ابوالدرداءؓ کے طلبا کی تعداد
۱۱۹	فوج میں تعلیم قرآن کا شوق اور حفاظ کی تعداد
۱۱۹	بصرہ میں ایک سال میں فارغ ہونے والے حفاظ کی تعداد
۱۱۹	قرآن مجید کی جبریہ تعلیم
۱۱۹	تعلیم قرآن کے سلسلے میں احتیاط
۱۲۰	تراویح کی جماعت کا اہتمام اور اس کا فایدہ
۱۲۰	قرآن مجید پڑھنے والوں کی عزت
۱۲۰	حضرت عمرؓ کے زمانے میں قرآن کریم کی تعداد
۱۲۱	مذہب کے معاملے میں سخت پالیسی کا فایدہ

صفحہ	عنوانات
۱۲۳	**فصل ⑥: جمع قرآن کا تیسرا دور**
۱۲۳	خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ خلافت میں جمع قرآن
۱۲۳	خلیفہ سوم کے جمع قرآن کے متعلق علمائے کرام کی آرا
۱۲۵	حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے جمع قرآن میں فرق
۱۲۷	جمع قرآن کے سلسلے میں حضرت عثمانؓ کا اقدام
۱۲۸	حضرت عثمان غنیؓ کا قرآن مجید کے نسخے لکھوا کر دوسرے ممالک میں بھیجنا
۱۳۰	قرآن کے رکوع کیسے متعین ہوئے؟
۱۳۱	خدمت قرآن میں حضرت علیؓ کا حصہ
۱۳۲	علم نحو کی ایجاد اور اس کی اہمیت
۱۳۲	علم نحو کی تعریف اور فایدہ
۱۳۲	علم نحو کی ایجاد کی وجہ
۱۳۳	حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت کا ایک واقعہ
	باب ⑤
۱۳۵	**حفاظت قرآن**
۱۳۶	**فصل ①: حفاظتِ الٰہی**
۱۳۸	**فصل ②: حفاظت قرآن پر چند بصیرت افروز واقعات**
۱۳۸	خلیفہ مامونؒ کے زمانے میں ایک یہودی کاتب وخطاط کے مسلمان ہونے کا واقعہ
۱۳۹	انگریزوں کی قرآن کو ختم کرنے کی ناپاک سازش
۱۴۱	حفاظت قرآن پر ایک ملحد کا واقعہ
۱۴۲	حفاظت قرآن پر ایک جلسے کا واقعہ
۱۴۴	**فصل ③: قرآن مجید کی حفاظت کے مختلف طریقے**
۱۴۴	تحریف لفظی سے حفاظت بذریعہ حفاظ قرآن
۱۴۵	پیغمبر عالم ﷺ کے زمانہ مبارک میں بعض حافظ قرآن صحابہ کرامؓ کے نام

عنوانات	صفحہ
صحابہؓ کے حافظے کے متعلق ایک انگریز مؤرخ کا قول	١٤٧
فصل ④: حفاظت قرآن بہ ذریعۂ اعراب ونقاط	١٤٩
تاریخ اعراب، تشدید اور نقطہ ہائے قرآن	١٤٩
فصل ⑤: حفاظت قرآن بہ ذریعہ رسم الخط	١٥٣
رسم الخط کی چند مثالیں	١٥٤
قرآن مجید کے بیس مقامات جن میں اعراب کی غلطی سے کفر لازم آجاتا ہے	١٥٥
ان آیات کا صحیح اور غلط ترجمہ	١٥٦
رسم الخط کے سلسلے کی چند اور ضروری مثالیں	١٥٧
قاری قرآن کو کتنے علوم سے واقف ہونا چاہیے	١٦٠
تلاوت قرآن میں کن باتوں کی رعایت ضروری ہے؟	١٦١
تلاوت میں عیب کی باتیں جن سے پرہیز کرنا اور بچنا ضروری ہے	١٦١
قرآن مجید کسی ماہر قاری اور حافظ سے پڑھنا چاہیے	١٦٢
فصل ⑥: حفاظت بہ ذریعہ فن تجوید۔ تجوید ولحن کا بیان	١٦٣
تجوید کی تعریف	١٦٣
لحن جلی کی چند واضح مثالیں	١٦٤
لحن خفی	١٦٦
قرآن کو حسن صوت اور عرب کے طرز پر پڑھنے کی ترغیب	١٦٧
حسن صوت سے پڑھنے کی تشریح	١٦٨
قرآن کو اہل عرب کے طرز پر پڑھنے کے تین طریقے	١٧٠
① ترتیل	١٧٠
② حدر	١٧٠
③ تدویر	١٧١
ترتیل کا بیان	١٧١

عنوانات	صفحہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پڑھنے کا طریقہ	۱۷۱
ترتیل میں سات چیزوں کی رعایت ضروری ہے	۱۷۲
قرآن مجید کو ترنم سے پڑھنے پر وعید	۱۷۴
قرآن کو ذریعۂ تجارت بنانے پر وعید	۱۷۶
فصل ⑦: حفاظت قرآن بہ ذریعہ قراء	۱۷۷
قرائے سبعۂ عشرہ اور ان کے راویوں کے نام	۱۷۷
حضرت امام حفصؒ کی سند	۱۷۹
حفاظت قرآن کا ایک اور شعبہ	۱۸۰
قواعد تجوید کی تدوین	۱۸۰
قرآن کریم کے کل حروف کی تعداد کا نقشہ	۱۸۰
قرآن مجید کی سورتوں میں حروف، کلمات، آیات، رکوعات کا نقشہ اور دیگر معلومات	۱۸۱
قرآن کریم کی حرکات وسکنات کی تعداد	۱۹۱
حروف شمسی وقمری	۱۹۱
حروف شمسی کی تعریف اور وجۂ تسمیہ	۱۹۲
حروف شمسی چودہ ہیں	۱۹۲
حروف شمسی مثالوں میں	۱۹۳
حروف قمری کی تعریف اور وجۂ تسمیہ	۱۹۳
حروف قمری چودہ ہیں	۱۹۳
حروف قمری مثالوں میں	۱۹۴
فصل ⑧: قرآن پاک کی تلاوت میں حسن وکمال پیدا کرنے والے چند مفید قاعدے	۱۹۵
غنہ کے قاعدے	۱۹۵

صفحہ	عنوانات
۱۹۵	نون ساکن اور تنوین کے قاعدے
۱۹۶	نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدے ہیں
۱۹۶	اظہار کا بیان
۱۹۶	اخفا کا بیان
۱۹۷	نون ساکن کے بعد حروف اخفا کی مثالیں بہ ترتیب حروف
۱۹۷	تنوین کے بعد حروف اخفا کی مثالیں بہ ترتیب حروف
۱۹۸	یرملون (ادغام) کا بیان
۱۹۸	حروف یرملون چھ ہیں
۱۹۹	اقلاب (ابدال) کا بیان
۱۹۹	لام کے قاعدے
۱۹۹	را کے قاعدے
۲۰۵	**فصل ⑨: علمائے دیوبند کی تجوید میں تدریسی خدمات**
۲۰۵	حضرت قاری عبدالوحید الٰہ آبادیؒ
۲۰۶	حضرت قاری عبدالخالق علی گڑھیؒ
۲۰۶	حضرت قاری عبدالمالکؒ
۲۰۷	حضرت قاری حامد حسین علی گڑھیؒ
۲۰۹	**فصل ⑩: فن تجوید میں علمائے دیوبند کی تصنیفی خدمات**
۲۱۳	**فصل ⑪: علمائے دیوبند میں فن تجوید و قرأت کے ماہر**
۲۱۴	فن تجوید میں علمائے دیوبند کے مدرسین
۲۱۷	**فصل ⑫: حفاظتِ قرآن بہ ذریعہ تراجم و تفاسیر**
۲۱۸	دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی فہرست
۲۱۹	پاک و ہند کے اردو تراجم اور مترجمین قرآن ایک نظر میں
۲۲۰	① ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ

صفحہ	عنوانات
۲۲۳	② ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ
۲۲۳	③ زادُ الآخرت ۱۲۴۴ھ
۲۲۴	④ ترجمہ سر سید احمد خان
۲۲۴	⑤ ترجمہ مولانا عبد الحق صاحب حقانی
۲۲۴	⑥ خلاصۃ التفاسیر
۲۲۵	⑦ ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد دہلویؒ
۲۲۵	⑧ ترجمہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ
۲۲۵	⑨ ترجمہ ڈاکٹر عبد الحکیمؒ
۲۲۶	⑩ ترجمہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری
۲۲۶	⑪ ترجمہ مرزا حیرت دہلویؒ
۲۲۶	⑫ ترجمہ احمد رضا خان صاحب بریلوی
۲۲۶	⑬ ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ
۲۲۷	⑭ ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ
۲۲۸	⑮ ترجمہ خواجہ حسن نظامی دہلویؒ
۲۲۹	⑯ ترجمہ حضرت مولانا ابو الکلام آزادؒ
۲۳۰	⑰ ترجمہ وحید الزماں
۲۳۰	⑱ ترجمہ حضرت مولانا فتح محمد صاحب جالندھریؒ
۲۳۰	⑲ نظم المعانی ترجمہ کلامِ ربانی
۲۳۰	⑳ ترجمۃ القرآن مسمّٰی بہ کشف الرحمٰن
۲۳۲	㉑ حاشیۂ قرآن، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ
۲۳۳	قرآن مجید کی اردو تفاسیر
۲۳۵	علمائے دیوبند اور ترجمۂ قرآن کریم
۲۳۷	علمائے دیوبند اور تفاسیر قرآن
۲۳۸	تفسیری افادات کے مجموعے

صفحہ	عنوانات
۲۳۹	مختلف سورتوں اور آیات کی تفسیر
۲۴۱	کتب تفاسیر کے تراجم
۲۴۱	اصول تفسیر وعلوم القرآن
	باب ⑥
۲۴۵	**فضائل قرآن مجید**
۲۴۸	**فصل ①: قیامت کے دن انسان کا سب بڑا اسفارشی قرآن ہوگا**
۲۵۰	قرآن بغیر معنی سمجھے ہوئے پڑھنے میں بھی فائدہ ہے
۲۵۰	پہلا نکتہ
۲۵۰	دوسرا نکتہ
۲۵۰	تیسرا نکتہ
۲۵۲	**فصل ②: حروف مقطعات اور ان کے متعلق صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال**
۲۵۳	نماز اور غیر نماز میں پڑھنے کے اجر وثواب میں تفاوت
۲۵۴	قرآن کی ایک آیت سننے کا ثواب
۲۵۵	قرآن کی ایک آیت سیکھنے کا ثواب سو رکعت نفل سے زیادہ ہے
۲۵۶	**فصل ③: قرآن مجید حفظ وناظرہ پڑھنے کا ثواب اور جنت میں اس کا مقام**
۲۵۶	اگر کوئی ختم کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ قبر میں ایک فرشتہ اس کی تعلیم کے لیے مقرر فرما دیتے ہیں
۲۵۹	**فصل ④: قرآن پڑھ کر بھلا دینے کا عذاب**
	باب نمبر ⑦
۲۶۳	**قرآن مجید جسمانی روحانی بیماریوں کا طبیب ہے**
۲۶۶	**فصل ①: گناہوں سے دل زنگ آلود ہو جاتا ہے اُس کا علاج تلاوت قرآن اور موت کی یاد ہے**

عنوانات	صفحہ
فصل ②: قرآن مجید سے چند جسمانی بیماریوں کا علاج	۲۶۸
آنکھوں کی روشنی اور نگاہ کی کمزوری روکنے کا عمل	۲۶۸
سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لیے شفا ہے	۲۶۹
پتھری، درد گردہ وغیرہ کا علاج	۲۷۰
یرقان کا علاج	۲۷۱
لقوہ کا علاج	۲۷۱
فصل ③: روحانی تکالیف کا علاج	۲۷۲
فراخ روزی اور ادائے قرض کا عمل	۲۷۲
نماز برائے ادائے قرض	۲۷۲
سکون قلب اور نیند آنے کے عمل	۲۷۳
حسب منشا نیند سے بیدار ہونے کا عمل	۲۷۳
چوری سے حفاظت کا عمل	۲۷۳
حافظے کی زیادتی کے لیے مجرب عمل	۲۷۴
باب ⑧ **تلاوت قرآن کے آداب**	۲۷۷
فصل ①: تلاوت قرآن کے آداب وطریقے	۲۷۸
تلاوت قرآن کے ظاہری آداب	۲۷۹
تلاوت قرآن کے باطنی آداب	۲۸۰
سورۂ قیامہ وغیرہ سورتوں کے ختم پر کیا پڑھنا چاہیے؟	۲۸۲
سجدۂ تلاوت کا بیان	۲۸۳
فہرست آیات سجود ترتیب وار	۲۸۴
سجدہ تلاوت کے چند ضروری مسائل	۲۸۵

صفحہ	عنوانات
۲۸۷	تلاوت قرآن کے وقت چند احتیاطی مسائل
۲۸۸	فصل ②: استاذ کا ادب
۲۹۱	فصل ③: قرآن کریم کی بے ادبی کرنے کا ایک عبرت ناک واقعہ
۲۹۳	باب ⑨ مختلف ترغیبی مضامین
۲۹۴	فصل ①: زمانۂ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں دینی تعلیم کا مرکز اور اس کے معلمین
۲۹۴	مسجد نبوی میں دنیا کا سب سے پہلا دینی مدرسہ "صُفّہ"
۲۹۷	فصل ②: صحابۂ کرامؓ کے قرآن سے شغف کے چند واقعات
۲۹۷	حضرت زید ابن ثابتؓ کا قرآن سے شغف
۲۹۷	حضرت عمرو ابن سلمہؓ کا اسلام لانے سے پہلے قرآن یاد کرنے کا شوق
۲۹۸	حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کو قرآن سے اُنس ومحبت
۲۹۹	حضرت عمار ابن یاسر اور حضرت عبادہ ابن بشرؓ کا قرآن سے انس ومحبت کا واقعہ
۳۰۱	فصل ③: بزرگانِ دین کا شغفِ قرآن
۳۰۱	حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ کو قرآن سے شغف اور آپ کی خدمت
۳۰۱	خیر القرون پر ایک ضروری فایدہ
۳۰۲	امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ کا قرآن سے شغف
۳۰۳	حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا عصر سے مغرب تک قرآن ختم کرنا
۳۰۴	شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا قرآن سے شغف
۳۰۴	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دار العلوم دیو بند کا شوق
۳۰۵	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا معمول
۳۰۵	حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوریؒ کا معمول

صفحہ	عنوانات
۳۰۶	شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے معمولات
۳۰۶	شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا قرآن سے شغف
۳۱۰	**فصل ④: عرب کی ایک خدا رسیدہ خاتون کا چالیس سال تک قرآنی آیات میں گفتگو کرنا**
۳۱۹	**تتمہ:**
۳۲۰	قرآن مجید کتنی مدت میں ختم کرنا چاہیے
۳۲۱	طریقۂ ختم منازل فمی بشوق
۳۲۲	قرآن مجید ختم کرنے کا مسنون طریقہ
۳۲۳	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے تراویح میں ختم قرآن کے متعلق سوال اور اس کا جواب
۳۲۳	استفتاء
۳۲۴	جواب
۳۲۵	فتویٰ حضرت نواب قطب الدین صاحبؒ
۳۲۵	دار العلوم دیوبند کا فتویٰ
۳۲۶	شبینے کے متعلق علما کے فتاوے
۳۲۶	احتیاط کی بات
۳۲۷	فتویٰ دار العلوم دیوبند
۳۲۸	فتویٰ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ شبینے میں ایک رات میں پورا قرآن مجید پڑھنے کا حکم
۳۲۹	شکر نعمت اور دعا

عرضِ ناشر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

زیر نظر کتاب ’’تاریخِ قرآن‘‘ میرے جد امجد حضرت الاستاذ مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہم کی ایک اہم تالیف ہے، جس میں قرآن کریم سے متعلق مختلف عنوانات پیش کیے گئے ہیں۔ جن میں نزول قرآن کی تاریخ، قرآن کریم کا اعجاز، قرآن کریم کی جمع وتدوین، قرآن کریم کی حفاظت کے مختلف طریقے، رسم الخط، قرأت، تحفیظ، ترجمہ وتفسیر، علوم ومعارف، قرآن کریم کی اشاعت، قرآن کریم کی پر اَثر تاثیر کے واقعات، قرآن کریم کے فضائل، تلاوت کے آداب واصول انتہائی اہم موضوعات ہیں۔ جنھیں بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت قاری صاحب مدظلہم نے بیان فرمایا ہے۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جنھیں پڑھ کر قرآن کریم کی عظمت اور محبت دل میں بیٹھتی ہے اور کتاب اللہ کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے، جو اس مقدس کتاب کا اصل مقصد ہے۔

حضرت قاری صاحب مدظلہم نے اس کتاب کی تکمیل ۲۴؍رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ/ ۹؍ستمبر ۱۹۷۷ء بہ روز جمعہ، نزول قرآن کی یادگار شب میں فرمائی اور مکتبۂ رشیدیہ- کراچی سے شایع ہوئی۔ دوسرا ایڈیشن (تقریباً) ۱۹۸۲ء میں شایع ہوا۔ تیسرا ایڈیشن ۲۰۰۴ میں مکتبۂ شریفیہ- کراچی سے طبع ہوا۔

ماہ نامہ الحق - اکوڑہ خٹک کے سابق مدیر محب محترم مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہٗ نے اس پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا:

’’یہ کتاب وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب میں شامل ہونی چاہیے۔‘‘

مولانائے محترم نے جب اس رائے کا اظہار فرمایا تھا تو اسی وقت میرے ذہن میں اس کتاب میں اضافے کے لیے کچھ دھیما سا خاکہ آیا تھا، لیکن اس کو عملی جامہ

پہنانے کا موقع دیگر مصروفیات کی وجہ سے نہیں ملا تھا، ساتھ ساتھ کم علمی کا بھی عذر رہا۔ لیکن اب پھر یہ داعیہ پیدا ہوا اور یہ بھی خیال آیا کہ اضافات کرلوں اور اس کے بعد حضرت جدامجد دامت برکاتہم کو دکھالوں، تا کہ مہر تصدیق ثبت ہو جائے۔

حضرت قاری صاحب مدظلہم کو قرآن کریم سے تعلق انتہائی درجے تک ہے۔ دورۂ حدیث کے بعد جب آپ نے امام القراء حضرت مولانا قاری عبدالمالک قدس سرہٗ سے مدرسۂ فرقانیہ۔لکھنؤ میں تجوید کی تکمیل کی تو اس وقت حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے نصیحت فرمائی تھی کہ

''قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھنا۔''

اور یہی نصیحت حضرت قاری صاحب مدظلہم کے استاذ محترم حافظ رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ (جن سے قرآن کریم حفظ کیا تھا) نے بھی حفظ قرآن کے وقت فرمائی تھی۔ان دونوں بزرگ اساتذہ کی نصیحت آپ نے اپنے دامن سے باندھ لی۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کہ قرآن کریم کے تعلیم و تعلّم میں لگے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ آخر وقت تک اسی شغل سے متعلق رکھے۔آمین

اسی مشغلے میں حضرت قاری صاحب مدظلہم نے تمام ایسے امور، جن سے تعلیم و تعلّم میں فرق آئے سب کو چھوڑ دیا۔ بہ قول خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ:

''قاری صاحب کی اس مشغولیت میں شاید ان سب چیزوں (شادی وغیرہ میں جانا، آب وہوا کی تبدیلی کے لیے کسی جگہ چلے جانا وغیرہ) کی گنجایش نہیں ہے۔''

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ دکھنی مسجد، پاکستان چوک-کراچی میں حضرت قاری صاحب مدظلہم کے مدرسے کے طلبا سے خطاب میں فرمایا تھا:

''قاری صاحب اس کام میں ایسے منہمک ہیں جیسے ساری جنت پر انھوں

نے ہی قبضہ کرنا ہے۔"

حضرت قاری صاحب مدظلہم نے تدریس قرآن کا سلسلہ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ/ جولائی ۱۹۳۹ء میں دہلی کی نئی سڑک کی مشہور حوض والی مسجد میں شروع کیا تھا اور قیام پاکستان تک تدریس کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ۱۹۴۷ء کے قیامت نما حالات اور تقسیم ہند کے وقت تقریباً تین سال تدریس کا سلسلہ منقطع رہا۔ ۱۹۵۰ء میں یہ تسلسل دکھنی مسجد، پاکستان چوک۔ کراچی میں پھر قایم ہوا اور الحمد للہ اس وقت تک قرآن منزل میں جاری ہے اور اللہ کرے قیامت تک جاری وساری رہے۔ آمین!

دوران تدریس ہی حضرت قاری صاحب مدظلہم سے اللہ تعالیٰ نے تصنیف و تالیف کا کام بھی لیا۔

پروفیسر مولانا سید دل دار علی غازی علیہ الرحمہ (فاضل دیوبند) فرمایا کرتے تھے:

"میں حیران ہوں کہ قاری صاحب کے وقت میں اتنی برکت ہے کہ تدریس ہی کے دوران مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے مفید اور کارآمد کتابیں لکھ لیتے ہیں، ایسی کتابیں کہ ہم جیسا آدمی انھیں پڑھ کر دوسری کتابوں سے مستغنی ہو جاتا ہے۔"

ان بزرگوں کی باتوں کو سامنے رکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ محض اللہ رب العزت کی مہربانی اور آپ کی للّٰہیت کا نتیجہ ہے۔

تاریخ قرآن کے اس جدید اضافہ شدہ ایڈیشن میں راقم الحروف نے جو اضافات کیے ہیں ان کی ایک یادداشتی فہرست، فہرست مضامین کے بعد لگادی گئی ہے۔

اس جدید ایڈیشن میں یہ خوبیاں رکھی گئیں ہیں۔

الف: پہلے ایڈیشن ۱۶/ ۲۰×۳۰ پر تھے اور یہ موجودہ ایڈیشن ۱۶/ ۲۳×۳۶ پر ہے۔

ب: موجودہ ایڈیشن کمپوز کرایا گیا۔

ج: جا بجا مفید اضافے کیے گئے ہیں۔
د: قرآن کریم سے متعلق تاریخ مقامات کی نایاب اور تاریخی تصاویر کو کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔
ہ: علمائے دیوبند کی تجویدی اور تفسیری خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔
و: ابواب اور فصول کی نشان دہی کی گئی ہے۔

امید ہے کہ اس سے عوام اور بالخصوص دینی مدارس کے طلبا و طالبات مستفید ہوں گے اور یہ کتاب حضرت مصنف، ناشر اور ہم سب کی نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

تنویر احمد شریفی

۱۱/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

۲۸/اگست ۲۰۰۴ء

رائے عالی

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

رحمتہ اللہ علیہ

جناب قاری شریف احمد صاحب کا نام ان کی متعدد تصانیف کی وجہ سے علمی حلقوں میں معروف ہے زیر نظر رسالے میں موصوف نے عام فہم زبان میں قرآن کریم سے متعلق عمدہ معلومات جمع کردی ہیں۔ مثلاً جمع قرآن کی تاریخ، نزولِ قرآن کی تاریخ، قرآن کریم کی پیشین گوئیاں، قرآن کریم کی حیرت انگیز تاثیر، خلفاے اربعہؓ کے دَور میں قرآن کی اشاعت، حفاظتِ قرآن کی مختلف صورتیں، تلاوت میں حسن پیدا کرنے کے اصول وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد یوسف لدھیانوی

تقریظ

مؤلف کتبِ کثیرہ

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ

پرنسپل جامعہ ابی ہریرۃؓ، خالق آباد-نوشہرہ

قرآن کریم آخری صحیفۂ ربانی ہے جو بنی انسان کی دنیوی اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے اور ہر پہلو اور ہر موضوع پر حاوی ہے۔

صحابۂ کرامؓ کے زمانے سے لے کر آج تک علما و مصنّفینِ امت قرآن عظیم کے معانی و اسرار کے بیان میں مصروف ہیں۔ ہر مصنف کا طرز بیان الگ، نہج تصنیف الگ اور سلسلۂ بیان تا قیامت جاری رہے گا۔

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ نے ''تاریخِ قرآن'' کے نام سے اس مختصر مگر جامع اور دل کش کتاب میں قرآن سے متعلق اہم موضوعات پر سیر حاصل مگر عام فہم گفتگو کی ہے۔ مثلاً تاریخِ نزولِ قرآن، انبیائے کرام پر نزول وحی کا بیان، تاریخِ جمع قرآن، حفاظت قرآن اور قرائے سبعہ کا تعارف وغیرہ۔

ہماری رائے ہے کہ اگر وفاق المدارس العربیہ درجۂ چہارم یا پنجم میں ترجمۂ قرآن کے ساتھ علوم القرآن کے مضمون کے طور پر اس کتاب کو نصاب تعلیم میں داخل کر دیں تو ہر لحاظ سے نافع اور طلبائے دینیہ کی خالص قرآنی علوم کی تفہیم اور سمجھنے میں بے حد مفید ثابت ہوگی۔

عبدالقیوم حقانی

رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

مارچ ۱۹۹۳ء

تمہید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. امابعد!

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی، اسلام اللہ کا پسندیدہ اور منتخب فرمودہ آخری دین اور قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ O فِیْ کِتَابٍ مَّکْنُوْنٍ لَّایَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ O تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

(سورۂ واقعہ: ۷۷تا۷۹)

''یہ کتاب ایک گرامی قدر قرآن ہے، جو لوحِ محفوظ میں ہے۔ اس لوح محفوظ کو بجز پاک فرشتوں کے اور کوئی ہاتھ نہیں لگاتا۔ یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔''

جس کے متعلق فرمایا گیا:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ. (سورۂ محمد:۲)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور وہ سب اس پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے اور وہی ہے سچا دین ان کے رب کی طرف سے۔''

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل کیا گیا وہ قرآن شریف ہے اور

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن شریف بھی ان چیزوں میں شامل ہے جن پر مؤمن کو ایمان لانا واجب ہے اور انسان اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک قرآن پر ایمان نہ لائے۔ گویا اس آیت کریمہ میں یہ بتلا دیا گیا کہ ایمان لانے اور ایمان پر قایم رہنے کے لیے قرآن پر ایمان لانا اور ایمان رکھنا ضروری اور لازم ہے۔

ایک جگہ فرمایا گیا:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝ (سورۂ فرقان:۱)

”بڑی برکت والی ذات ہے اس کی جس نے اپنے خاص بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلہ کرنے والی کتاب یعنی قرآن کریم کو نازل کیا تا کہ وہ اہلِ عالم کے لیے ڈرانے والا ہو۔“

جس نبی برحق اور تمام دنیا کے لیے بھیجے گئے رسول پر نازل ہوا ان سے فرمایا گیا:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (سورۂ اعراف:۱۵۸)

”(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں سے فرما دیجیے میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔“

یعنی آپ کی بعثت (نبوت) دنیا کے لوگوں کے لیے عام ہے، عرب کے امیین یا یہود و نصاریٰ تک محدود نہیں۔ جس طرح خداوند تعالیٰ شہنشاہ مطلق ہے، آپ اس کے رسولِ مطلق ہیں۔ اب ہدایت و کامیابی کی صورت اس کے سوا کوئی نہیں کہ اس جامع ترین عالم گیر صداقت کی پیروی کی جائے جو آپ لے کر آئے ہیں یہی وہ پیغمبر ہیں جن پر ایمان لانا تمام انبیائے مرسلین اور تمام کتبِ سماویہ پر ایمان لانے کا مرادف ہے۔ (موضح الفرقان: ص ۲۲۰)

ایک اور جگہ فرمایا گیا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًاO

(سورۂ سبا:۲۸)

''اور اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے واسطے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

قرآن پاک کے علاوہ حدیث پاک میں بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) نے اپنی بعثت کے متعلق ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ. (دارمی، کتاب السیر، حدیث نمبر:۲۳۵۸)

''میں خطۂ زمین پر بسنے والے ہر کالے گورے کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''

حضرت قتادہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب وعجم یعنی سب کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ سب لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو آپ کا سب سے زیادہ اتباع اور پیروی کرنے والا ہو۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں تمام لوگوں کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا گیا ہوں، خواہ وہ عرب ہوں یا عجم۔ (مجھ سے پہلے) اور نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔'' (بہ حوالہ کشف الرحمٰن: ج ۳، ص ۲۲۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے:

اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کو ان کی صداقت وسچائی نمایاں کرنے کے لیے بڑے بڑے معجزے عطا فرمائے، لیکن وہ معجزے ان انبیا کے دنیا سے رخصت ہونے کے ساتھ ختم ہو گئے۔

ان معجزات میں سے بہت سے معجزات کا ذکر قرآن پاک میں یا تاریخی طور پر کتابوں میں تو ملتا ہے، مگر ظاہر میں ان کا کہیں وجود نہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پہلے انبیا کی نبوت اور تعلیمات محدود اور خاص خاص مقامات کے لیے تھیں، ساری دنیا کے لیے عام نہ تھیں۔ یعنی پہلے انبیا کی نبوت عام نہ تھی بلکہ خاص خاص قبیلے کے لیے مخصوص ہوتی تھی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌO (سورۂ فاطر:۲۴)

''اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی کہ اس میں کوئی ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔''

برخلاف پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی نبوت ساری دنیا کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے، جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

خُتِمَ بِیَ النَّبِيُّوْنَ. (مسلم) ۱

''مجھ پر انبیا کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔''

جس طرح آپ پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا اور آپ کی نبوت تا قیامت قایم ودایم کر دی گئی، اسی طرح قرآن کریم جو آپ کا زندہ وجاوید اور سب سے بڑا معجزہ ہے، یہ بھی قیامت تک باقی رہنے والا ہے، بلکہ قرآن پاک کی برکت سے دنیا کا وجود باقی ہے، جب تک قرآن ہے دنیا بھی باقی ہے۔

چناں چہ آپ کے وفات پا جانے کے بعد آج بھی قرآن پاک اپنی نورانی شعاعوں سے دنیا کو برابر منور کر رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک کرتا رہے گا۔

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ.

(مسلم بہ حوالہ مشکوٰۃ:۱۸۴)

''قرآن پاک کی وجہ سے اللہ بہت سے لوگوں کو مرتبہ بلند فرماتا ہے اور

بہت سے لوگوں کو ذلیل و پست کرتا ہے۔''

قرآن پاک میں فرمایا گیا:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۝ (سورۂ بقرہ:۲۶)

''اللہ تعالیٰ اس مثال کی وجہ سے بہتوں کو گم راہ کر دیتا ہے اور اسی مثال سے بہتوں کو راہ پر لے آتا ہے۔''

کفار جب قرآن کی چھوٹی سی سورت کے مقابلے میں سورت بنا کر نہ لا سکے تو کہنے لگے ہم چھوٹی سی سورت بنا کر نہ لا سکے تو کیا ہوا؟ اس کے مقابلے میں قرآن کے کلام اللہ نہ ہونے کی ہم دوسری دلیل پیش کرتے ہیں، وہ یہ کہ اللہ کی ذات جیسی ارفع و اعلا ہے، اسی کی حیثیت سے اس کا کلام بھی ارفع و اعلا ہونا چاہیے۔ اگر یہ قرآن اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں مکڑی اور مچھر جیسی حقیر چیزوں کا ذکر نہ ہوتا۔ کفار کو جواب دیا گیا: بے شک! اللہ تعالیٰ اس بات سے نہیں شرماتا، خواہ وہ کوئی سی اور کیسی ہی مثال بیان کرے۔ وہ مثال مچھر کی ہو یا اس سے بڑھ کر کسی اور چیز کی مثال ہو۔ جو اہل ایمان ہیں وہ تو خوب جانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اور بیان کردہ مثال بالکل درست اور باموقع ہے اور کافر لوگ یہی کہتے ہیں کہ آخر اس مثال سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصد ہے؟

حاصل یہ ہے کہ لوگوں کی سمجھ کے مطابق بات اور مثالوں سے سمجھانا کمال کی بات ہے، نہ یہ کہ ایسی مثال اور بات کی جائے کہ آدمی کچھ بھی نہ سمجھے۔ چوں کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید اللہ کا کلام ہے، اس لیے اس میں یہ کمال ہے کہ ایسی مثالیں بیان کرتا ہے جس کو ہر عقلِ سلیم رکھنے والا آسانی سے سمجھ جائے۔

ایک جگہ فرمایا گیا:

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (سورۂ بقرہ:۲۶۹)

''اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔''

مکّہ کی سرزمین پر رہنے والا ابوجہل، پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سے قریب رہنے کے باوجود دولتِ اسلام سے محروم رہا۔ ابولہب چچا ہوتے ہوئے ایمان کی دولت ونعمت سے محروم رہا اور دنیا کے دور دراز کے باشندے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر حلقہ بہ گوش اسلام ہوکر جنت خریدتے رہے۔ بقول شاعر

حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب زروم
زخاک مکّہ بوجہل ایں چہ بوالعجبی ست

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ O (سورۂ انفال:۲)

”ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام (یعنی قرآن مجید) تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“

جس طرح قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے سننے سے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اسی طرح قرآن کی تلاوت سے سکونِ قلب بھی حاصل ہوتا ہے۔

الحمدللہ! آج مسلمان ہی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ روئے زمین پر صرف ہمارے پاس ہی اللہ کی کتاب قرآن بالکل اسی حالت پر موجود ہے جیسا کہ نزول کے وقت تھا اور ہر زمانے میں ایک جم غفیر علما کا، جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے..... ایسا موجود رہا جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی عجائب کی حفاظت کی۔ کاتبوں نے رسم الخط کی، قاریوں نے طرزِ ادا کی، حافظوں نے اس کے الفاظ کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر زبر تبدیل نہ ہوسکا۔ کسی نے رکوع گن لیے، کسی نے آیتوں کا شمار کیا، کسی نے حروف کی تعداد بتلائی، حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطے کو شمار کرڈالا۔ جیسا کہ تفصیلات ان شاء اللہ آگے آپ اسی کتاب میں پڑھیں گے۔

راقم الحروف ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء سے تعلیم قرآن کی خدمت میں مشغول ہے۔اس چالیس سال ❶ کے عرصے میں قرآن کریم کے جوانوار و برکات اس سیہ کار کے مشاہدے میں آئے.....میرا قلم ان کے بیان سے قاصر ہے۔

اس لیے دل چاہا اس رسالے کی شکل میں قرآن پاک کے کچھ کمالات کا تذکرہ کروں، کیا عجب کسی بندۂ خدا کو ان کے پڑھنے سے قرآن کریم سے محبت ہو جائے اور میری نجات کا بہانہ بن جائے۔

ماخذ:

اس کتاب کی ترتیب میں بہت سے بزرگوں کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے، جن کا اپنے اپنے مقام پر حوالہ ❷ دیدیا گیا ہے تا کہ اصل واقعے کے ساتھ حوالے سے بات کی اہمیت ذہن نشین ہو جائے۔

البتہ قرآن کریم کی آیات کے ترجمے اور تفسیر کے سلسلے میں تمہید میں ہی یہ بتلا دینا مناسب معلوم ہوا کہ ماخذ کا حوالہ دے دیا جائے۔ چناں چہ اس سلسلے میں درج ذیل اکابر کے تراجم وتفاسیر سے استفادہ کیا گیا:

① ترجمہ وتفسیر: شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمہ اللہ
② فوائدِ عثمانی: شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ
③ بیان القرآن: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ
④ کشف الرحمٰن، ترجمہ: سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی رحمہ اللہ
⑤ تیسیر القرآن، تفسیر: سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی رحمہ اللہ

---

❶ یہ تحریر ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء کی ہے۔اب تقریباً تعلیم وتعلم میں ستر سال کا عرصہ ہو رہا ہے۔
(شریفی- ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ/دسمبر ۲۰۰۵ء)

❷ کتاب کے آخر میں تفصیلی ماخذ شامل کیا گیا ہے۔ جو تفصیل یہاں ہے وہ وہاں بھی ہے۔ تمہید میں ماخذ کا ذیلی عنوان اسی طرح رکھا گیا ہے جیسا کہ پہلے ایڈیشنوں میں تھا۔ (شریفی)

افسوس! یہ تمام بزرگ فوت ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان سب بزرگوں کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان کی قبروں کو روضۂ جنت کا نمونہ بنادے۔ آمین

اب بہ نامِ خدا کتاب شروع کرتا ہوں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ○

قاری شریف احمد کان اللہ لہ ولوالدیہ

۲۴؍رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

مطابق ۹؍ستمبر ۱۹۷۷ء

باب ①

تاریخ نزول قرآن

یہ باب دو فصول پر مشتمل ہے

اس عنوان کے ضمن میں مندرجہ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں۔

فصل ①

۱۔ نزول قرآن کا سلسلہ کب اور کس رات سے شروع ہوا؟

۲۔ نزول قرآن کس کے ذریعے ہوا؟

۳۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اوصاف۔

۴۔ نزول وحی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کیسے پہچانا؟

۵۔ نزول قرآن کس طرح ہوا؟

۶۔ بہ تدریج نزول قرآن پر کفار کا اعتراض۔

۷۔ کفار کے اعتراض کا جواب۔

۸۔ تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی چند مثالیں۔

فصل ②

۹۔ وحی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا امتیازی وصف اور نبوت کی علامت ہے۔

۱۰۔ حضرات انبیا علیہم السلام پر نزول وحی کا بیان

۱۱۔ سب سے زیادہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

۱۲۔ نزول وحی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت۔

۱۳۔ نزول وحی کی برکات۔

فصل ①

تاریخ نزولِ قرآن
کب اور کیسے؟

چوں کہ ہماری یہ کتاب ''تاریخ قرآن'' کے نام سے موسوم ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کچھ تفصیل بیان کردی جائے، تاکہ ہمارے مسلمان بھائی اور حق کے متلاشی حضرات خدا کی اس مقدس کتاب اور نسخۂ کیمیا کی تاریخ سے بے بہرہ نہ رہیں اور اس کی اہمیت وفضیلت پوری طرح ذہن میں بیٹھ جائے۔

نزولِ قرآن کا سلسلہ کب شروع ہوا؟

قرآن پاک نے اپنے نزول کی پوری تاریخ اور کیفیت خود بیان کردی ہے۔ کب سے نازل ہونا شروع ہوا؟ کون لے کر نازل ہوا؟ کس پر نازل ہوا؟ کس طرح نازل ہوا؟ یہ تمام باتیں قرآن میں واضح طور پر بیان کردی گئی ہیں۔

نزولِ قرآن کی ابتدا ماہِ رمضان المبارک سنہ انبوی میں ہوئی۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ. (سورۂ بقرہ:۱۸۵)

''ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

نزولِ قرآن کس رات سے شروع ہوا؟

فرمایا گیا:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ○ (سورۂ دخان:۳)

''ہم نے اس (قرآن) کو ایک برکت کی رات میں نازل کیا۔''

(ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

برکت کی رات ''شب قدر'' ہے، اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سمائے دنیا پر اتارا گیا؛ پھر بہ تدریج تیئس سال میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا۔ جیسا کہ پارۂ عم میں فرمایا گیا:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ. (سورۂ قدر:۱)

''ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔''

حدیث پاک میں ہے کہ صحف ابراہیمی، توراۃ، انجیل، زبوران سب کا نزول ماہِ رمضان میں ہی ہوا ہے اور قرآن مجید فرقان حمید بھی رمضان کی چوبیسویں ❶ شب میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر سارا ایک ساتھ بھیجا گیا، پھر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ شب قدر میں قرآن ایک مرتبہ سارا کا سارا لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا گیا، پھر اسی شب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا شروع ہوا اور تیئس سال کی مدت میں نزول مکمل ہوا۔

قرآن مجید کون لے کر حاضر ہوا؟

نزول قرآن کی تفصیلات کے سلسلے میں یہ بات بھی بیان کر دینا لازمی اور ضروری ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے کس کے ذریعے نازل فرمایا؟ اس کا جواب بھی قرآن کریم کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد ہے:

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ.

(سورۂ نحل:۱۰۲)

❶ **شبِ قدر سے متعلق غلط فہمی:** اس سے ایک باریک نکتہ بھی معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر طاق راتوں کے علاوہ جفت میں بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ نزولِ قرآن کریم کی ابتدا قرآن کریم کی تصریح کے مطابق لیلۃ القدر میں ہوئی۔ لیکن اب اکثر لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ لیلۃ القدر صرف ستائیس ویں شب کو ہوتی ہے۔ یہ سوچ غلط ہے۔ (شریفی)

"آپ فرما دیجیے کہ اس (قرآن) کو روح القدس (جبرئیل) آپ کے
رب کی طرف سے حکمت کے موافق لائے ہیں۔"

یعنی یہ (قرآن) میرا یا کسی بشر (انسان) کا بنایا ہوا کلام نہیں، یہ تو وہ کلام ہے جو بلاشبہ میرے رب نے روح القدس (پاک فرشتہ جبرئیل امین) کے ذریعے سے عین حکمت و مصلحت کے موافق مجھ پر نازل فرمایا ہے۔ (موضح الفرقان: ص۳٦۱)

دوسری جگہ فرمایا گیا:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○
عَلٰى قَلْبِكَ..... (سورۂ شعراء:۱۹۲تا۱۹۴)

"اور یہ (قرآن) رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے، اس کو آپ کے قلب پر
ایک امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔" (کشف الرحمٰن)

ان آیاتِ کریمہ سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے مقرب فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اوصاف:

حضرت جبرئیل علیہ السلام خدا کے سب سے زیادہ مقرب فرشتے ہیں، حضراتِ انبیا علیہم السلام پر وحی لانے کی خدمت انہی کے ذمے رہی، آپ کے اوصاف اس آیت کریمہ میں یوں بیان فرمائے گئے:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ
مَكِيْنٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ○ (سورۂ تکویر:۱۹تا۲۱)

"یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا جو قوت والا ہے، مالک
عرش کے نزدیک مرتبے والا ہے، وہاں اس کا کہا مانا جاتا ہے، امانت دار
ہے۔"

اوصاف حضرت جبرئیل علیہ السلام پر ایک ضروری فائدہ:

کسی روایت کی صحت تسلیم کرنے کے لیے اعلا سے اعلا راوی وہ ہوتا ہے جو اعلا درجے کا ثقہ، عادل، ضابط، حافظ اور امانت دار ہو۔ جس سے روایت کرے اس کے پاس عزت وحرمت سے رہتا ہو۔ بڑے بڑے معتبر ثقات اس کی امانت وغیرہ پر کلی اعتماد رکھتے ہوں اور اسی لیے اس کی بات بے چون وچرا مانتے ہوں۔

یہ تمام صفات حضرت جبرئیل علیہ السلام میں موجود ہیں۔ وہ کریم (عزت والے) ہیں جن کے لیے اعلا، نہایت متقی اور پاک باز ہونا لازم ہے۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ. (سورۂ حجرات:۱۳)

"تم سب میں بڑا عزت والا وہ ہے جو تم سب میں بڑا پرہیز گار ہے۔"

ذِیۡ قُوَّۃٍ (بڑی قوت والے ہیں)۔ اس میں اشارہ ہے کہ حفظ وضبط اور بیان کی قوت بھی کامل ہے۔ اللہ کے ہاں ان کا بڑا درجہ ہے، سب فرشتوں سے زیادہ بارگاہ ربوبیت میں قرب اور رسائی حاصل ہے، آسمانوں کے فرشتے ان کی بات مانتے اور ان کا حکم تسلیم کرتے ہیں، کیوں کہ ان کے امین اور معتبر ہونے میں کسی کو شبہ نہیں۔
(موضح الفرقان: ص۷۶۴)

خلاصہ یہ ہے وحی بھیجنے والا تو اصل میں اللہ تعالیٰ ہے، لیکن جس کے ذریعے سے وحی آپ تک پہنچتی ہے اور جو بہ ظاہر آپ کو سکھلاتا ہے وہ بہت ہی سخت قوتوں والا، بڑا زور آور و حسین ووجیہ فرشتہ ہے، جسے جبرئیل امین کہتے ہیں۔

نزولِ وحی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کیسے پہچانا؟

ممکن ہے کسی شخص کے دل میں کم زوریٔ ایمان کی وجہ سے یہ وسوسہ آجائے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کیسے پہچانتے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے لوگوں کے وساوس دور کرنے کے لیے اسی

سورۂ تکویر میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ O (سورۂ تکویر:۲۳)

''اور اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیکھا ہے اُس فرشتے کو آسمان کے کھلے کنارے کے پاس۔'' (ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

میرے استاذ مولانا عثمانیؒ لکھتے ہیں:

''جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے نبوت میں ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے، اس وقت آسمان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ان کے وجود سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ یہ غیر معمولی اور مہیب منظر پہلی مرتبہ آپ نے دیکھا تھا، آپ دیکھ کر (قدرتی طور پر) گھبرائے تو سورۂ مدثر نازل ہوئی۔''

اس تشریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھ چکے تھے۔ اس لیے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ نے ان کو کیسے پہچانا؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک آپ پر نازل فرمانا شروع کیا تو یہ بھی بتلا دیا کہ یہ ہمارے مقرب فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

نزولِ قرآن کس طرح ہوا؟:

ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ قرآن پاک حسب ضرورت آہستہ آہستہ، یعنی تھوڑا تھوڑا تیئس سال کی مدت میں نازل ہوا۔ اس نزول کی کیفیت کو ایک جگہ یوں بیان فرمایا گیا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا O (سورۂ دہر:۲۳)

''ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔'' (ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

دوسری جگہ فرمایا گیا:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل:۱۰۶)

''اور اس مصلحت سے کہ آپ اس قرآن کو لوگوں کے سامنے ٹھیر ٹھیر کر پڑھیں، ہم نے اس کو تقسیم بھی کر دیا ہے اور اس کو نازل بھی کیا ہے تھوڑا تھوڑا کر کے۔''

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن پاک سے پہلے آسمانی کتابیں (مثلاً تورات وغیرہ) تو ایک ساتھ پوری نازل ہوئیں، قرآن کریم آہستہ اور تھوڑا تھوڑا نازل کرنے میں کیا مصلحت تھی؟ تو اس کا جواب مندرجۂ بالا آیت کریمہ میں یہ دیا گیا کہ انزالِ قرآن سے مقصود اصلی مطلب سمجھ کر اس پر عمل کرنا ہے، جسے تدبّر و تذکّر کہتے ہیں۔

لیکن اس کے نفس الفاظ و حروف بھی نور و برکت سے خالی نہیں۔ اس لیے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں تا کہ وظیفے کے طور پر تلاوت کرنا بھی سہل ہو اور سننے والوں کے لیے حفظ و فہم میں بھی آسانی رہے اور آہستہ آہستہ اس لیے اتارا کہ جیسے حالات پیش آئیں ان کے مناسب ہدایات ملتی رہیں، تا کہ وہ جماعت جسے آگے چل کر تمام دنیا کا معلم بننا تھا ہر آیت و حکم کے موقع و محل کو بہ خوبی ذہن نشین کر کے یاد رکھ سکے اور آنے والی نسلوں کے لیے کسی آیت کے بے موقع استعمال کی گنجایش نہ چھوڑے۔ (موضح الفرقان: ص ۳۷۹)

نزول قرآن پر کفار کا اعتراض:

کفارِ مکّہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا کہ آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے؟ اگر قرآن خدا کی سچی کتاب اور آپ سچے نبی ہیں تو تورات و انجیل اور دوسری آسمانی کتابوں کی طرح قرآن بھی ایک ہی مرتبہ نازل ہو جاتا؟ کفار کے اس اعتراض کو قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً

وَّاحِدَةً. (سورۂ فرقان:۳۲)

''اور کافریوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل کر دیا گیا؟'' (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

کفار کے اعتراض کا جواب:

اللہ تعالیٰ نے کفار کے اعتراض کا ان الفاظ میں جواب دیا:

كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا۝

(سورۂ فرقان:۳۲)

''تاکہ ہم اس قرآن کے ذریعے آپ کے دل کو قوی رکھیں اور اس لیے ہم نے اس قرآن کو بہت ٹھیرا ٹھیرا کر اتارا ہے۔'' (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

چوں کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن کریم قیامت تک باقی رکھنا تھا، اس لیے اس کے نزول کا طریقہ دوسری آسمانی کتابوں سے بالکل جدا اور مختلف رکھا۔ اگر ایک دم سارا قرآن نازل کر دیا جاتا تو اس کا یاد ہونا مشکل ہو جاتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید یاد کرنے کا ذوق وشوق:

قرآن مجید کا جب نزول ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق و ذوق کی عجیب کیفیت تھی۔ آپ بار بار آسمان کی طرف نگاہ اٹھا اٹھا کر دیکھتے کہ شاید حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آ رہے ہوں۔

چناں چہ حدیث میں ہے کچھ عرصے تک وحی کا سلسلہ بند رہا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے، تو کفار نے طعنے دینے شروع کر دیئے اور کہنے لگے:

وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَقَلٰى.

''رخصت کر دیا تجھ کو تیرے رب نے اور تیرا رب تجھ سے بے زار ہو گیا۔''

کافروں کے ان طعنوں کا اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں جواب دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ٹھنڈا کر دیا۔

وَالضُّحٰی ○ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ○ مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰی ○ (سورۂ ضحیٰ:ا تا ۳)

''قسم کھاتا ہوں دن چڑھنے کی، یعنی چاشت کے وقت کی اور رات کی جب وہ پوری طرح چھا جائے کہ آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا اور نہ وہ آپ سے ناخوش ہوا۔''

اس سورت میں پہلے قسم کھائی دھوپ کی چڑھتے وقت اور اندھیری رات کی، پھر فرمایا دشمنوں کے سب خیالات غلط ہیں۔ نہ تیرا رب تجھ سے ناراض اور بے زار ہوا، نہ تجھ کو رخصت کیا، وہ دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن کو لاتا ہے۔ یہی کیفیت باطنی حالات کی سمجھو۔ اگر سورج کی دھوپ کے بعد رات کی تاریکی کا آنا اللہ کی خفگی اور ناراضگی کی دلیل نہیں اور نہ اس کا ثبوت ہے کہ اس کے بعد دن کا اجالا کبھی نہ ہوگا، تو چند روز وحی کے رکے رہنے سے یہ کیسے سمجھ لیا گیا کہ خدا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے خفا اور ناراض ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے وحی کا دروازہ بند کر دیا؟ اسی سورت میں مزید تسلی کے لیے ارشاد ہوا:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ○ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ○ (سورۂ ضحیٰ:۴،۵)

''اور یقیناً پچھلی حالت آپ کے لیے پہلی حالت سے بہتر ہے اور آپ کا پروردگار آپ کو آگے چل کر اتنا کچھ دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔''

یعنی وحی کا چند روز بند رہنا آپ کا مرتبہ کم ہونے کی دلیل نہیں بلکہ بیش از بیش عروج اور ارتقا کا ذریعہ ہے اور ناراض اور بے زار ہو کر چھوڑ دینا کیسا؟ ابھی تو آپ کا رب آپ کو (دنیا و آخرت میں) اس قدر دولتیں اور نعمتیں عطا فرمائے گا کہ آپ پوری طرح مطمئن اور راضی ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ کی امت کا ایک فرد بھی دوزخ میں رہے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم سے ذوق و شوق پر یہ تفصیل کرنی پڑ گئی،

اس لیے مضمون طویل ہوتا جارہا ہے۔تو آپ کے ذوق وشوق کی یہ کیفیت تھی، جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کوئی آیت یا سورت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ان کے ساتھ ساتھ پڑھنے لگتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حکم آیا:

لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ○

(سورۂ قیامہ:۱۶تا۱۸)

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ قرآن پڑھتے وقت اپنی زبان نہ ہلایا کیجیے تاکہ اس کو جلدی جلدی سیکھ لیں، وہ تو ہمارا ذمے ہے اس کو نقش کر دینا تیرے سینے میں اور پڑھوا دینا تیری زبان سے، پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتے کی زبانی تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں، پھر اس کا بیان کرا دینا ہمارے ذمے ہے۔''(ترجمہ از بیان القرآن)

ایک اور جگہ حکم دیا گیا:

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا○ (سورۂ طٰہٰ:۱۱۴)

''اور قرآن (پڑھنے میں) قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے، عجلت نہ کیا کیجیے۔ اور آپ یہ دعا کیجیے کہ اے میرے پروردگار! میرا علم بڑھادے۔''(ترجمہ از بیان القرآن)

ایک اور جگہ فرمایا گیا:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ○ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ○ (سورۂ اعلیٰ:۶،۷)

''ہم قرآن آپ کو پڑھادیا کریں گے، پھر آپ نہیں بھولیں گے مگر جو اللہ چاہے۔''

غور کریں! اخیر کی تین آیتوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم یاد کرنے کے شوق کو کس پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو پڑھانے اور یاد کرانے کا کیسا ذمہ لیا ہے۔

قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی چند مثالیں:

ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ قرآن کریم حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ اس کے بعد چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں تاکہ پوری طرح سمجھ میں آجائے۔

پہلی مثال:

پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلعت نبوت سے نوازے گئے اس وقت آپ مکۂ معظمہ سے باہر ایک پہاڑ..... جبل نور کے غارِ حرا میں مصروف عبادت تھے، وہیں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سب سے پہلی وحی لے کر نازل ہوئے۔ وہ مندرجہ ذیل پانچ آیتیں ہیں:

① اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝

"اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنے اس رب کا نام لے کر قرآن پڑھیے، جس نے پیدا کیا۔"

② خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

"جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔"

③ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝

"آپ قرآن پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔"

④ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝

"جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی۔"

⑤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝ (سورۂ علق: ۱تا۵)

"اُس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ جانتا نہ تھا۔"

قرآن پاک کی یہ سب سے پہلی وحی کی پانچ آیتیں ہیں جو نازل ہوئیں۔ حال آں کہ پوری سورت کی انیس آیتیں ہیں۔

دوسری مثال:

اسی طرح ایک مرتبہ آپ پر سورۂ مدثر کی مندرجہ ذیل پانچ آیتیں نازل ہوئیں۔ حال آں کہ اس سورت کی چھپن آیتیں ہیں۔ وہ پانچ آیتیں یہ ہیں:

یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ O قُمْ فَاَنْذِرْ O وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ O وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ O وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ O

"اے لحاف میں لپٹنے والے کھڑا ہو، پھر (کافروں) کو ڈر سنا دے اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کیجیے اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے اور بتوں سے الگ رہیے۔" (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

تیسری مثال:

یہاں پہلے یہ بات بتلا دینا مفید اور برمحل ہوگا کہ رمضان کے روزے ۲ھ ماہِ شعبان میں مدینۂ منورہ میں فرض ہوئے ہیں اور روزے فرض ہونے کے بعد پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی میں نو سال رمضان کی بہاریں دیکھیں، یعنی نو (مرتبہ) رمضان کے روزے رکھنے کا موقعہ ملا۔ ان نو میں سے پانچ (مرتبہ) رمضان کا چاند اُنتیس دن کا ہوا، یعنی پانچ رمضان کے روزے اُنتیس ہوئے اور چار رمضان کے تیس کے ہوئے۔

چوں کہ یہ قاعدہ ہے کہ جب آدمی کوئی نیا کام شروع کرتا ہے تو عادت نہ ہونے کی وجہ سے ذرا دقت ہوتی ہے، پھر کام کرتے کرتے عادت ہو جاتی ہے تو آسان ہو جاتا ہے۔

روزے کے معاملے میں صحابۂ کرامؓ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا، پھر یہ کہ شروع میں روزہ افطار کے بعد صرف عشا تک کھانا پینا حلال رہتا تھا، عشا کی نماز پڑھ کر دوسرے دن کا روزہ شروع ہو جاتا تھا اور کھانا پینا، اپنی عورتوں کے پاس جانا سب حرام ہو جاتا تھا۔

ایسا بھی ہوا کہ بعض مرتبہ صحابہؓ شام کو کام کاج سے فارغ ہو کر آئے، گھر پہنچ کر دیکھا ابھی کھانا تیار ہونے میں دیر ہے، سوچا کہ تھوڑی دیر کمر سیدھی کرلیں، لیٹے تو آنکھ لگ گئی، سو کر اٹھے تو دوسرے دن کا روزہ شروع ہو چکا ہوتا۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت قیس ابن صرمہ انصاریؓ کو پیش آیا، یہ دن بھر اپنے کھیت میں کام کر کے شام کو واپس گھر پہنچے، روزہ افطار کے بعد زوجہ سے کھانا طلب کیا، انہوں نے جواب دیا کھانا تیار ہونے میں تھوڑی دیر ہے، یہ تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گئے، اتنے میں آنکھ لگ گئی، سو کر اٹھے تو دوسرے دن کا روزہ شروع ہو چکا تھا، اسی حالت میں انہوں نے دوسرا روزہ رکھ لیا۔ مگر کمزوری کی وجہ سے یہ دوپہر کو بے ہوش ہو گئے۔

اس حالت میں ضرورت تھی کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی دست گیری فرما کر ان کے ساتھ نرمی اور رحمت کا معاملہ فرمائیں۔ چناں چہ قرآن پاک کی یہ آیت نازل فرما کر اپنے بندوں پر رحم فرمایا اور روزے کے حکم میں آسانی فرمادی۔

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ. (سورۂ بقرہ:۱۸۷)

”اور تم کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ صبح صادق کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے متمیز ہو جائے۔“ (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

خیط کے معنی میں صحابۂ کرامؓ کو مغالطہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وضاحت:

خیط کے معنی دھاگے کے ہیں، مگر آیت مذکورہ میں خیط سے مراد صبح صادق کا نور ہے۔ لیکن صحابۂ کرامؓ نے مغالطے میں واقعی اور اصلی دھاگہ سمجھ لیا اور حضرت عدی ابن حاتمؓ نے دو دھاگے بٹ کر اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیے۔ ایک سفید..... ایک کالا۔ رات کو اٹھ اٹھ کر بار بار ان دھاگوں کو دیکھتے۔ صبح کو یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کو بتلایا۔ آپ نے فرمایا اے عدی! تمہارا تکیہ یا تمہاری عقل بڑی لمبی چوڑی ہے، اس سے دن کی سفیدی (صبح صادق) اور رات کی سیاہی (صبح کاذب) مراد ہے۔

اس مغالطے کو دور کرنے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ کا جملہ نازل فرمایا۔

چوتھی مثال:

مندرجۂ ذیل آیت میں جہاد میں شرکت کرنے والے مجاہدین اور شرکت نہ کرنے والے مسلمانوں کے اجر وثواب میں فرق بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ
الْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ.

(سورۂ نساء: ۹۵)

"جو مسلمان بغیر کسی شرعی عذر کے جہاد سے بیٹھ رہنے والے ہیں وہ ان مجاہدین کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔" (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

حضرت زید ابن ثابتؓ فرماتے ہیں جس وقت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت کریمہ لکھوا رہے تھے تو اسی وقت حضرت ابن اُمّ مکتوم صحابیؓ (جو نابینا تھے) آگئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں طاقت وقدرت رکھتا تو جہاد میں ضرور شرکت کرتا۔ اسی وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیل علیہ السلام غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ جملہ لے کر نازل ہوئے۔

اس مثال سے ہمیں صرف اتنی بات بتلانا مقصود ہے کہ وقت ضرورت مختصر سا جملہ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ نازل ہوا، جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہر شرعی معذور کے لیے شرعی حکم بن گیا۔

ان چار مثالوں سے قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کا مطلب پوری طرح

واضح ہو جاتا ہے۔

مثال کی مناسبت سے آگے ایک واقعہ حضرت فضیل ابن عیاضؒ کا ملاحظہ فرمائیں، اس سے جہاد میں شریک ہونے والے اور شریک نہ ہونے والے کے درجے کا فرق خوب واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت فضیل ابن عیاضؒ کی گوشہ نشینی پر

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کا خط:

جہاد کی چاشنی کے بغیر انسان کی ساری عبادت بے کیف اور تمام ریاضت جسم بے جان کی طرح ہے۔ خط کے خلاصے سے پہلے اس کے پس منظر کو سمجھ لیجیے کہ خط کس بنا پر لکھا گیا۔

حضرت فضیل ابن عیاضؒ مکۂ معظمہ میں زاہدنہ گوشہ نشینی کی زندگی گذار رہے ہیں، ذکر و فکر آپ کی زندگی کی روحانی غذا ہے۔ ادھر حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ درسِ حدیث کے مبارک کام میں مصروف ہیں۔ جب اس تعلیم سے فارغ وقت ملتا ہے تو راہ خدا میں حقیقی قربانی یعنی جہاد کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ میدان جنگ سے زخموں سے چور واپس تشریف لائے، تو مجلس میں حضرت فضیل ابن عیاضؒ کی عبادت و ریاضت کا ذکر آ گیا، اس سے متاثر ہو کر حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ نے حضرت فضیل ابن عیاضؒ کو خط لکھا جس میں نثر کے ساتھ کچھ اشعار بھی تھے۔ ان میں یہ دو مشہور اشعار بھی ہیں:

يَا عَابِدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا
لَعَلِمْتَ اَنَّكَ فِي الْعِبَادَةِ تَلْعَبُ
لَا يَسْتَوِيْ وَ غُبَارُ خَيْلِ اللّٰهِ فِيْ
اَنْفِ امْرِءٍ وَ دُخَانُ نَارٍ تُلْهَبُ

"یعنی اے حرمین کے عابد! اگر تو ہماری طاقت کو دیکھتا تو یقیناً اپنی عبادت

اوراوراد واشغال کوایک کھیل سمجھتا۔ بھلا ایک وہ شخص ہے جس کا گھوڑا دوڑ
کے میدان میں بھاگ رہا ہے اور ایک وہ لوگ ہیں جن کے گھوڑے
میدان جہاد میں دشمنوں سے نبرد آزما ہیں۔
اے فضیلؒ! کیا گھوڑا خالی میدان میں دوڑانے والا اور مجاہد میدان جہاد
میں گھوڑا دوڑانے والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟''

ان اشعار میں آخری شعر یہ تھا

هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ بَيْنَنَا
لَيْسَ الشَّهِيْدُ بِمَيِّتٍ لَّا يَكْذِبُ

''اے فضیلؒ! اللہ کی کتاب (قرآن) میں بالکل کھلا اور صاف حکم موجود
ہے کہ شہید کو موت نہیں آتی اور نہ اس کو مردہ کہو۔''

حضرتِ فضیلؒ نے جب یہ خط پڑھا تو چیخیں مار مار کر رونے لگے۔

یہ خط ہم نے اس لیے درج کیا تا کہ ناظرین یہ اندازہ کر سکیں کہ گھر میں بیٹھنے والے اور میدان جہاد میں لڑنے والے مجاہد، دونوں کا ایک درجہ نہیں۔ بلکہ دونوں کے درجوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

فصل ②

انبیا علیہم السلام پر نزول وحی کا بیان

وحی، انبیائے کرام کا امتیازی وصف اور نبوت کی علامت ہے:

جس طرح حضرات انبیائے کرام میں سب سے اونچا مرتبہ سید الانبیاء جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اسی طرح ملائکہ میں سب سے زیادہ اونچا مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہے اور آپ ملائکہ میں سب سے زیادہ مقرب ہیں۔

اور جس طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی وحی بہ ذریعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آتی تھی اسی طرح آپ سے پہلے انبیا پر بھی وحی بہ ذریعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آیا کرتی تھی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا:

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَّالنَّبِيِّيْنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ. (سورۂ نساء:۱۶۳)

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کی طرف ایسے ہی وحی بھیجی ہے جیسے وحی ہم نے نوح اور نوح کے بعد آنے والے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔"

سب سے زیادہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی:

علما اور محدثین نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئیس سالہ زمانۂ نبوت میں چوبیس ہزار مرتبہ وحی نازل ہوئی۔ بعض مرتبہ ایک دن میں دس دس مرتبہ بھی وحی نازل ہوئی ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام پر کل دس مرتبہ، حضرت نوح علیہ السلام پر کل پچاس مرتبہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اڑتالیس مرتبہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دس مرتبہ وحی نازل ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت:

حضرت صفوانؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت یعلیؓ نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو تو کبھی مجھے بھی اس مبارک منظر کی زیارت کرادیجیے گا۔ اس کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ ❶ میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے، ایک شخص نے حاضر خدمت ہوکر سوال کیا کہ ایک شخص کے جسم پر خوش بو لگی ہوئی ہو اور وہ احرام باندھ لے تو اس کے بعد کیا کرے؟ آپ کچھ دیر خاموش ہوئے، اتنے میں وحی کا نزول شروع ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے آپ کے جسم مبارک پر ایک کپڑا ڈال دیا اور حضرت یعلیؓ کو قریب بلایا، انہوں نے اپنا سر کپڑے کے اندر داخل کیا تو دیکھا آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور وحی کی شدت کے اثرات سے آپ کا دم گھٹا جارہا ہے، اس کے بعد جب وہ کیفیت جاتی رہی تو آپ نے سائل کو بلا کر فرمایا: خوش بو کو تین بار دھوڈالے، پھر جس طرح حج ہوتا ہے حج کرے۔ (انوار الباری شرح بخاری: ج۱،ص۴۱)

آپ پر مختلف طریقوں سے وحی نازل ہونے کا احادیث میں ذکر ہے۔ جیسا کہ آگے بیان آرہا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نزول وحی کے وقت کبھی تو مشہور صحابی حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں حاضر ہوا کرتے تھے، کبھی ایسا ہوتا کہ آپ لیٹ جاتے اور آپ کو کپڑا اڑھا دیا جاتا۔ (جیسا کہ حضرت صفوانؓ کی روایت میں گزرا)۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، میں نے سخت سردی کے زمانے میں نزول وحی کے وقت آپ کو دیکھا، آپ کی پیشانی سے پسینے کے قطرے ٹپکتے تھے۔

بعض مرتبہ آپ اپنی ناقہ (اونٹنی) قصویٰ پر سوار ہوتے تو وحی کی گرانی اور شدت کی وجہ سے ناقہ بیٹھ جاتی۔

مشہور کاتب وحی حضرت زید ابن ثابتؓ ایک مرتبہ نزول وحی کی کیفیت بیان

❶ مکۂ معظمہ سے ۱۸ میل/۲۸.۹۶۸ کیلومیٹر کے فاصلہ پر طائف کے راستے میں ہے۔

کرتے ہیں، میری ران حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کے برابر تھی کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا، تو وحی کی گرانی کی حالت میں آپ کی ران میری ران سے لگ گئی، تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ میری ران چُور چُور ہو جائے گی۔ اس وقت آپ پر غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ کا اتنا سا جملہ نازل ہوا تھا، جس کا پیچھے ذکر ہوا۔

خلاصہ یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے تو آپ کی حالت اس کے ثقل کی وجہ سے ایسی ہو جاتی تھی جس کو تحریر میں پوری طرح بیان نہیں کیا جاسکتا۔

اور یہ صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب صافی تھا جو وحی کا بار برداشت کر لیتا تھا، کیوں کہ قرآن مجید کا نزول اور اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد اور محفوظ کرادینے کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا تھا۔

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ. (سورۂ قیامہ:۱۷)

''وہ تو ہمارا ذمے ہے اس کو جمع کر دینا تیرے سینے میں اور پڑھانا تیری زبان سے۔''

ورنہ قرآن پاک میں فرمایا گیا:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ. (سورۂ حشر:۲۱)

''اگر ہم اتارتے قرآن کو ایک پہاڑ پر تو تو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے۔''

نزولِ وحی کے انوار و برکات:

صحابۂ کرامؓ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بہت صدمہ تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی وفات سے وحی خداوندی آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ ابھی بیان کیا جاچکا ہے کہ تیئس سالہ دورِ نبوت میں چوبیس ہزار مرتبہ وحی نازل ہوئی، جس کی نظیر سے

دنیا کی تاریخ خالی ہے۔

چناں چہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا، آؤ حضرت امّ ایمنؓ گھر چلیں، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے یہاں جایا کرتے تھے۔ جب یہ دونوں حضرات ان کے مکان پر پہنچے تو وہ بے اختیار رونے لگیں۔

انہوں نے (حضرات ابوبکرؓ وعمرؓ نے) کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حق تعالیٰ کے یہاں اعلا عیش و راحت کے سامان ہیں؟

اس کے بعد حضرت اُمّ ایمنؓ کا جواب سنیے، کتنے اونچے درجے کی بات ہے۔ فرمایا:

> ''میں اس پر نہیں روئی، یہ میں بھی خوب جانتی ہوں کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں کمال درجے کی راحتیں موجود ہیں۔ البتہ اس پر روتی ہوں کہ آپ کے بعد آسمان سے نزول وحی کا سلسلہ بند ہوگیا۔''

یہ بات کہہ کر حضرت اُمّ ایمنؓ نے ان دونوں حضرات کو بھی خوب رلایا اور خود بھی ان کے ساتھ روتی رہیں۔

حضرت اُمّ ایمنؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان صحابیہ کا ایمان کتنا قوی اور معرفت کتنی اونچی تھی؟ کہ خود بھی روئیں اور دونوں بزرگوں کو بھی رلایا۔ (انوار الباری شرح بخاری: ج۱،ص۴۰)

باب ④

اعجاز قرآن

یہ باب تین فصول پر مشتمل ہے

اس عنوان کے ضمن میں مندرجہ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں:

فصل ①

۱۔ قرآن کا اپنے مخالفین ومنکرین کو چیلنج۔

۲۔ قرآن کا مثل بنا کر لانے سے عجز۔

۳۔ خلاصۂ چیلنج

فصل ②

۴۔ آیندہ پیش آنے والے واقعات کی پہلے سے خبر دینا۔

۵۔ فارس پر روم کے غالب آنے کی پیشین گوئی۔

۶۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مشرکین مکّہ سے روم کے غلبے پر شرط۔

۷۔ تاریخ روما کے مصنف ایڈورڈ گبن کا اعتراف حق۔

۸۔ جنگ بدر واحزاب میں مسلمانوں کی کامیابی کی پیشین گوئی۔

۹۔ فتح مکّہ کی پیشین گوئی۔

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکاروں سے وعدۂ خلافت۔

فصل ③

۱۱۔ زمانۂ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلامی حکومت کی حدود۔

۱۲۔ خلافت صدیقی میں اسلامی سلطنت کی حدود۔

۱۳۔ خلافت فاروقی میں اسلامی سلطنت کی حدود۔

۱۴۔ خلافت عثمانی میں اسلامی سلطنت کی حدود۔

۱۵۔ خلافت علوی میں اسلامی سلطنت کی حدود۔

اعجاز قرآن

تاریخ نزول قرآن کے بیان کے بعد اگرچہ ایک سمجھ دار انسان کو یہ بتلانے کے لیے کہ قرآن مجید فرقان حمید خدا کی کتاب ہے، مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ پھر بھی اطمینان قلب اور مسلمان کے ایمان میں زیادتی وتقویت کے لیے ''اعجاز قرآن'' کا بیان کیا جاتا ہے۔

اس بیان کی تین فصلیں ہیں:

پہلی فصل: قرآن کا اپنے منکرین ومخالفین کو چیلنج۔

دوسری فصل: آیندہ پیش آنے والے واقعات کی پہلے سے خبر دینا۔

تیسری فصل: قرآن مجید کا اثر سننے والے پر۔

فصل ①

قرآن کا اپنے مخالفین ومنکرین کو چیلنج

قرآن کا خدا کی کتاب ہونے کا ایک اور اہم ثبوت یہ ہے کہ آج تک اس کے مخالفین ومنکرین ایک چھوٹی سی آیت بھی بنا کر نہیں لا سکے۔ چناں چہ نزول کے وقت سے لے کر آج تک قرآن میں یہ چیلنج موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل:۸۸)

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو بھی اس جیسا قرآن بنا کر نہ لا سکیں گے، خواہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے مدد گار ہی کیوں نہ بن جائیں۔"

غور فرمائیے کہ قرآن کے اس زبردست اعلان کے بعد کیا دشمنانِ اسلام خاموش ہو کر بیٹھ گئے ہوں گے؟ اور انہوں نے مقابلہ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف نہ کر دیا ہوگا؟ تاریخ بتلاتی ہے کہ عرب کے بڑے ادیب وشعرا نے (جن کا دعویٰ تھا کہ ہمارے مقابلے میں سب عجمی اور جاہل ہیں) قرآن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے منہ کی کھائی، اور قرآن پاک کا مثل بنا کر نہ لا سکے۔ قرآن جیسا قرآن بنا کر لانا تو امر محال تھا، اس لیے قرآن پاک نے دوسرا اعلان کیا:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

صٰدِقِیْنَ O (سورۂ ہود:۱۳)

"کیا یہ (کفار) یوں کہتے ہیں کہ قرآن کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے
از خود بنا لیا ہے؟ آپ فرما دیجیے، اچھا تو تم بھی اس قرآن جیسی دس
سورتیں بنائی ہوئی لے آؤ اور خدا کے سوا جس جس کو تم بلا سکتے ہو بلا لو، اگر
تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔" (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

گویا کفار کا عجز بہ تدریج ظاہر فرمایا گیا۔ پہلے سارے قرآن جیسا قرآن بنا کر لانے کا چیلنج کیا گیا۔ پھر دس سورتیں بنا کر لانے کا۔ اس کے بعد تیسرے نمبر پر چیلنج کیا گیا:

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ. (سورۂ یونس:۳۸)

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے اگر یہ بات ہے تو اس قرآن
کی مثل ایک چھوٹی سی سورت ہی بنا لاؤ۔" (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

یعنی کفار یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا کلام ہے تو تم بھی میری طرح بشر (انسان) ہو، سب مل کر ایک سورت جیسی سورت بنا لاؤ، ساری مخلوق کو دعوت دو، جن وانس کو جمع کر لو، تمام جہان کے فصیح و بلیغ پڑھے لکھے اور اَن پڑھ اکھٹے ہو کر ایک چھوٹا سا کلام قرآن کی مانند پیش کر و تو سمجھ لیا جائے گا کہ قرآن بھی کسی بشر کا کلام ہے، مگر محال ہے کہ کوئی مخلوق ابدالآباد تک اس کے مقابلے کا حوصلہ کر سکے۔

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْآ اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ..

(سورۂ ہود:۱۴)

"پھر اگر پورا نہ کریں تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن تو اترا ہے اللہ کی وحی
سے۔" (ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

قرآن مجید میں یہ آیتیں آج بھی موجود ہیں اور قیامت تک رہیں گی اور جو دعویٰ آج سے چودہ صدی پہلے کیا تھا وہ بھی موجود رہے گا۔

مشرکین عرب کے لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو شکست دینے اور آپ کو نیچا

دکھانے کے لیے بھی کافی تھا کہ وہ ایسا کلام بنالاتے۔ وہ اہل زبان تھے، خاص کر اہل مکّہ بڑے فصیح و بلیغ تھے۔ ان کی ایک ادبی انجمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے تقریباً ڈیڑھ سو برس پہلے قایم ہوچکی تھی۔ غور کریں! ایسی فصاحت و بلاغت کے زمانے میں قرآن کی سورۂ کوثر جیسی چھوٹی سی سورت کوئی بنا کر نہ لاسکا، تو اب کون ایسا پیدا ہوگا؟ یہ قرآن مجید کے خدا کی کتاب ہونے کی کتنی بڑی دلیل ہے۔

بہ قول شیخ التفسیر مولانا عثمانیؒ:

''جس وقت سے قرآن کے جمال جہاں آرا نے غیب کی نقاب الٹی اور اولاد حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سے روشناس کیا اس کا برابر یہی دعویٰ رہا کہ میں خدائے قدوس کا کلام ہوں اور جس طرح خدا کی زمین جیسی زمین، خدا کے سورج جیسا سورج اور خدا کے آسمان جیسا آسمان پیدا کرنے سے دنیا عاجز ہے اسی طرح خدا کے قرآن جیسا قرآن بنانے سے بھی دنیا عاجز رہے گی۔'' (موضح الفرقان: ص ۲۸۱)

مزید تقویت کے لیے دو واقعے نقل کیے جاتے ہیں:

قرآن کا مقابلہ کرنے سے اعتراف عجز:

① یحیٰ ابن حکم غزالیؒ اندلس میں بڑے فصیح و بلیغ ادیب گزرے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں میں نے سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) اس نظریے سے دیکھی کہ اس طرز پر جواب لکھوں۔ یکایک مجھ پر اس کلام کی اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ میرا دل خوف و رقت سے لب ریز ہوگیا اور مجھ کو توبہ اور ندامت کا دربار خداوندی میں اقرار کرنا پڑا اور معافی چاہی۔

② عربی کے مشہور انشا پرداز ابن مُقَفَّع کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے قرآن کریم جیسی عبارت لکھنے کا کام شروع کیا تو اس نے ایک بچے کو یہ آیت پڑھتے سنا:

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ

الْمَآءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ○ (سورۂ ہود:۴۴)

''اور حکم آیا اے زمین نگل جا اپنی پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھیری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا دور ہو قوم ظالم۔''

(ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

فوراً جا کر اپنا لکھا ہوا مٹا دیا اور کہنے لگا اس کلام کا مقابلہ ناممکن ہے اور یہ انسانی کلام ہرگز نہیں۔ (ماہ نامہ بینات-کراچی، ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ/ جولائی ۱۹۷۱ء)

خلاصہ:

قرآن مجید کے چیلنج کے اس بیان کو ہم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کے ایک مفید ارشاد پر ختم کرتے ہیں۔ اس ارشاد کو اس عنوان کا خلاصہ سمجھنا چاہیے۔

قرآن حکیم میں اس چیلنج کے مضمون کو چار جگہ دوہرایا گیا ہے اور اس کے لیے پانچ لفظ استعمال کیے گئے ہیں:

① بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ: سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۸ میں۔

② بِحَدِيثٍ مِّثْلِهٖ: سورۂ طور آیت نمبر ۳۴ میں۔ حدیث سے مراد پورا قرآن مجید ہی ہے، ان دونوں آیتوں میں مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ اس جیسا قرآن بنا لاؤ۔

③ بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ: سورۂ ہود آیت نمبر ۱۳ میں، ''اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ۔''

④ بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ: سورۂ بقرہ میں، ''ایک سورت اس قسم کی بنا لاؤ۔''

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں:

جن سورتوں میں یہ مطالبہ ہے کہ اس جیسا قرآن بنا کر لاؤ، یا دس سورتیں بنا لاؤ، یہ سورتیں مکی ہیں اور جن میں صرف ایک سورت کا مطالبہ ہے یہ مدنی ہیں۔

پھر سورت کے بارے میں کوئی قید نہیں کہ چھوٹی ہو یا بڑی اور بڑی ہو تو کتنی۔ چھوٹی ہو تو کتنی؟ کیوں کہ بڑی سے بڑی سورت..... سورۂ بقرہ اور چھوٹی سے چھوٹی سورۂ کوثر ہے۔ جس میں چھوٹی چھوٹی صرف تین آیتیں ہیں۔ بڑی سورت تو کوئی کیا بنا کر لائے گا۔ اس لیے ساری دنیا مل کر چھوٹی سورت یعنی سورۂ کوثر جیسی ہی بنا کر لے آئے۔ یہ چیلنج نزول قرآن کے وقت سے آج تک چلا آرہا ہے اور قیامت تک قایم ہے۔

اول قرآن نے چیلنج کیا کہ قرآن جیسا قرآن بنالاؤ، جب اس سے عاجز رہے تو مطالبے میں تخفیف کی گئی کہ پورا قرآن نہیں تو قرآن کی سورتوں جیسی دس سورتیں بنا لاؤ، جب اس سے بھی عاجز رہے تو مدینۂ طیبہ میں یہ اعلان کیا گیا کہ ایک ہی سورت بنا لاؤ اور جب صرف تین آیتوں کی سورتیں بھی قرآن شریف میں موجود ہیں تو بہ عنوان دیگر مطالبہ ہوا کہ قرآن پاک کی آیتوں جیسی تین آیتیں ہی بنالاؤ۔ مگر دشمنان اسلام چھوٹے سے چھوٹے چیلنج کا بھی جواب نہ دے سکے۔ (ملخصاً مجالس سبعہ: ص ۱۶۷)

قرآن کی صداقت کا غیر مسلموں کی طرف سے اعتراف:

اسلام کو اس کی ضرورت نہیں کہ کوئی اس کی صداقت اور حقانیت کو مانتا ہے یا نہیں۔ قرآن کو اللہ کا کلام مانتا ہے یا نہیں۔ مانتا ہے تو اپنا فائدہ، نہیں مانتا تو اپنا نقصان کرتا ہے۔

ہر کہ خواہد گو بیاؤ ہر کہ خواہد گو برو
دار و گیر و حاجب و درباں دریں درگاہ نیست

اسلام اور قرآن..... جیسا اپنی ابتدا کے وقت تھا الحمدللہ آج تک ویسا ہی ہے اور جو اس کی تعلیمات پر عمل کرے گا وہ ان شاء اللہ ترقی ہی کرے گا۔

دنیا میں اچھے اور برے، نیک طبیعت، بدخصلت، ہر قسم کے لوگ ہوتے آئے ہیں۔ ایسے بھی انسان ہوئے کہ قرآن کو سن کر ایمان لے آئے۔ پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے رخ انور پر پہلی نگاہ پڑتے ہی کلمہ پڑھ کر حلقہ بہ گوش اسلام ہو گئے اور ایسے بھی بدقسمت لوگ رہے کہ قرآن سن کر ان کے دل اور سخت ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی آئینے کی طرح چمکتی ہوئی اور روشن..... مگر کافر پھر بھی کافر ہی رہے۔ اسی طرح یورپین اقوام میں بھی بہت سے ایسے لوگ ہوئے اور ہیں جو اسلام کی حقانیت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، قرآن کو خدا کی کتاب اور حق مانتے ہیں اور ان کی صداقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ پھر بھی ایمان میں تقویت پیدا کرنے کے لیے اس عنوان کے تحت قرآن کے متعلق غیر مسلموں کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

① مشہور یورپین مترجم قرآن مسٹر جارج سیل قرآن کو خدا کی کتاب تسلیم کرتے ہوئے کہتا ہے:

> ”قرآن جیسی کتاب انسان نہیں لکھ سکتا، یہ مستقل معجزہ ہے جو مُردوں کو زندہ کرنے کے معجزے سے بلند تر ہے۔“

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا تھا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزۂ قرآن اس معجزے سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے کہ وہ معجزہ ختم ہو چکا، مگر قرآن کا معجزہ تا قیامت باقی رہنے والا، جیتا جاگتا، سورج کی طرح چمکتا ہوا روشن معجزہ ہے۔

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

② مسٹر وڈول نے قرآن مجید کا ترجمہ اپنی زبان انگریزی میں کیا ہے اور یہ رائے بھی لکھی ہے، جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

> ”جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں اسی قدر مطالعے میں اس کی اجنبیت نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے، لیکن فوراً ہمیں مسخر کر لیتی ہے، متحیر بنا دیتی ہے اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کر چھوڑتی ہے۔

اس کا طرز بیان بہ اعتبار اس کے مضامین و اغراض کے عفیف، عالی شان اور تہدید آمیز ہے اور جابجا اس کے مضامین سخن کی غایت رفعت تک پہنچ جاتے ہیں، غرض یہ کتاب ہر زمانے میں اپنا پر زور اثر دکھاتی رہے گی۔"

(شہادۃ الاقوام علی صدق الاسلام: ص ۱۴)

③ انگلستان کا مشہور مؤرخ ڈاکٹر گبن اپنی مشہور تصنیف "سلطنت روما کا انحطاط وزوال" کے جلد نمبر ۵، باب نمبر ۵۰ میں لکھتا ہے:

"قرآن کی نسبت بحرِ اطلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک سب نے مان لیا ہے، یہ پارلیمنٹ کی روح ہے، قانون کی اساس ہے اور صرف اصول مذہب ہی کے لیے نہیں..... بلکہ احکام تعزیرات کے لیے اور قوانین کے لیے بھی ہے، جن پر نظام کا دارومدار ہے، جن سے نوع انسانی کی تربیت و تنسیق سے گہرا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سب پر حاوی ہے، یہ شریعت ایسے دانش مندانہ اصول اور اس قسم کے قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہاں میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔" (شہادۃ الاقوام علی صدق الاسلام: ص ۱۵)

اسی طرح پروفیسر مولانا عبدالصمد صارم الازہری (فاضل دیوبند و جامعہ ازہر) اپنی کتاب "تاریخ القرآن" میں غیر مسلموں کے اقوال درج کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

④ سر ولیم میور لکھتا ہے:

"جہاں تک ہماری معلومات ہے دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔"

⑤ "جس حفاظت سے قرآن مجید ہم تک پہنچا ہے اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔"

⑥ "قرآن کا کوئی جز کوئی فقرہ اور کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا کہ جس کو جمع

کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو۔ نہ کوئی لفظ یا نقطہ یا فقرہ ایسا پایا جاتا ہے جو اس مسلّم مجموعے میں یونہی داخل کر دیا گیا ہو۔"

⑦ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ قرآن ایک دائمی معجزہ ہے اور میں حقیقتاً اس معجزے کو غیر فانی معجزہ تسلیم کرتا ہوں۔ کیوں کہ اس دعوے کو جھٹلانے کے لیے میرے پاس کوئی دلیل نہیں۔"

(معجزاتی کہانیاں، مصنفہ بورتھ اسمتھ ۔فرانس)

⑧ "قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت و بلاغت، مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی ہے۔ اس اعتبار سے قرآن دوسری آسمانی کتابوں سے بلند ہے، قرآن ہر پہلو سے آسمانی کتاب ہے۔"

(ڈاکٹر موریس، صدر شعبہ مشرقی علوم، پیرس یونی ورسٹی)

⑨ "قرآن روشنی اور حکمت سے پُر کتاب ہے اور وہ ایسے شخص پر نازل ہوا جو سچا نبی تھا، جسے اللہ نے بھیجا تھا، سچی کتاب سچے نبی کے پاس آتی ہے۔"

(فرانسیسی فلاسفر لیورزون)

اب ہم اپنے اس بیان کو جرمنی کے مشہور فاضل گوئٹے کے ایک قول پر ختم کرتے ہیں:

"اس کتاب (قرآن) کی اعانت سے عربوں نے سکندر اعظم کے جہاں سے بڑا جہاں اور رومتہ الکبریٰ کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کر لی، اور جس قدر زمانہ سلطنت روما کو اپنی فتوحات کے حاصل کرنے میں درکار ہوا تھا اس کا دسواں حصہ بھی ان کو نہ ملا۔"

(راہ سنت، بہ حوالہ رسالہ معجزۂ قرآن)

ان اقوال کے اوپر ہم صرف اس مصرع کا اضافہ کریں گے۔ ع

آفتاب آمد دلیل آفتاب

فصل ②

قرآن کی پیشین گوئیاں

ویسے تو قرآن کریم از اول تا آخر معجزات ہی معجزات سے بھرا ہوا ہے، جہاں تک انسان کی عقل نارسا کی رسائی بھی ممکن نہیں۔ علمائے کرام نے معجزات قرآن پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اس کے باوجود بھی قیامت تک عجائبات قرآن ختم ہونے والے نہیں ؎

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ
تَقَاصَرَ مِنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

”قرآن پاک جملہ علوم کا خزانہ ہے، مگر ان کے سمجھنے سے لوگوں کی عقلیں قاصر ہیں۔“

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عجایبات قرآن کی کوئی انتہا نہیں، اگر میں چاہوں تو صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں۔

آیندہ پیش آنے والے واقعات کی پہلے سے خبر دینا:

ان بے شمار معجزات میں سے قرآن پاک کا یہ بھی زندہ معجزہ ہے کہ اس نے آیندہ ہونے والے بعض واقعات کی پہلے سے خبر دے دی۔ اس سلسلے میں چند واقعات پر نظر ڈال لینا ایمان میں پختگی اور اطمینان قلب کا سبب ہوگا۔

سب سے پہلے فارس پر روم کے غلبے کی پیشین گوئی قرآن پاک کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے۔

① فارس پر روم کے غلبے کی پیشین گوئی:

قرآن پاک نے سورۂ روم میں ان الفاظ میں پیشین گوئی فرمائی:

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۝ (سورۂ روم:۱تا۴)

''مغلوب ہوگئے ہیں رومی (حجاز سے) ملتے ہوئے ملک میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے، چند برسوں میں۔''

(ترجمہ از بیان القرآن)

اس پیشین گوئی کا پس منظر سمجھنے کے لیے شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کا تشریحی نوٹ پڑھ لیجیے۔ مولانا فرماتے ہیں:

''یعنی نو سال کے اندر اندر رومی غالب آجائیں گے، کیوں کہ لغت میں اور حدیث میں ''بِضْعَ'' کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے۔ ان آیات میں قرآن نے ایک عجیب وغریب پیشین گوئی کی جو اس کے صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔ واقعہ یہ ہے اس زمانے کی بڑی بھاری دو سلطنتیں ''فارس''، جسے ایران کہتے ہیں اور ''روم'' مدت دراز سے آپس میں ٹکراتی چلی آتی تھیں۔ ۶۰۲ء سے لے کر ۶۱۴ء کے بعد تک ان کی حریفانہ نبرد آزمائیوں کا سلسلہ رہا۔ جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ ۵۷۰ء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ اور چالیس سال بعد ۶۱۰ء میں آپ کی بعثت ہوئی (یعنی نبوت ملی)۔ مکّہ والوں کو جنگ روم وفارس کے متعلق خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔ اس دوران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئ نبوت اور اسلامی تحریک نے ان لوگوں کے لیے جنگی خبروں میں ایک خاص دل چسپی پیدا کردی۔ فارس کے آتش پرست مجوس کو مشرکین مکّہ مذہباً اپنے سے نزدیک سمجھتے تھے اور روم کے نصاریٰ، اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے بھائی یا کم از کم ان کے قریبی دوست قرار دیئے جاتے تھے۔ جب فارس کے غلبے کی خبر آتی، مشرکین خوش ہوتے اور اس سے مسلمانوں کے مقابلے میں اپنے غلبے کی

فال لیتے اور خوش آیند توقعات باندھتے تھے۔ مسلمانوں کو بھی طبعاً صدمہ ہوتا کہ عیسائی اہل کتاب، آتش پرست مجوسیوں سے مغلوب ہوں۔ ادھر ان کو مشرکین مکّہ کی شماتت کا ہدف بنا پڑتا۔ آخر ۶۱۴ء کے بعد جب کہ ولادت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قمری حساب سے تقریباً پینتالیس اور بعثت (نبوت) کے پانچ سال گذر چکے، خسرو پرویز کے عہد میں فارس نے روم کو ایک مہلک اور فیصلہ کن شکست دی۔ شام، مصر، ایشیائے کوچک وغیرہ سب ممالک رومیوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ ہرقل، قیصر روم کو ایرانی لشکر نے قسطنطنیہ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کر دیا اور رومیوں کا دارالسلطنت بھی خطرے میں پڑ گیا، بڑے بڑے پادری قتل یا قید ہوئے۔ بیت المقدس سے عیسائیوں کی سب سے مقدس صلیب بھی ایرانی فاتحین لے اڑے، قیصر روم کا اقتدار بالکل فنا ہو گیا۔ بہ ظاہر اسباب کوئی صورت روم کے ابھرنے اور فارس کے تسلط سے آزاد ہونے کی باقی نہ رہی۔

یہ حالات دیکھ کر مشرکین مکّہ نے خوب بغلیں بجائیں، مسلمانوں کو چھیڑنا شروع کیا، بڑے بڑے حوصلے اور توقعات قایم کرنے لگے، حتیٰ کہ بعض مشرکین نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ آج ہمارے بھائی ایرانیوں نے تمہارے بھائی رومیوں کو مٹا دیا ہے، کل ہم بھی تمہیں اسی طرح مٹا ڈالے گے۔ اس وقت قرآن نے سلسلۂ اسباب ظاہری کے بالکل خلاف عام اعلان کر دیا کہ بے شک! اس وقت رومی فارس سے مغلوب ہو گئے ہیں، لیکن نو سال کے اندر اندر وہ غالب و منصور ہوں گے۔''

(موضح الفرقان: ص ۵۲۴)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مشرکین مکّہ سے روم کے غلبے پر شرط:

اس پیشین گوئی کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بعض مشرکین سے شرط

باندھی۔ اس وقت تک ایسی شرط لگانا حرام نہ ہوا تھا کہ اگر اتنے سال تک رومی غالب نہ ہوئے تو میں تم کو سو اونٹ دوں گا، ورنہ اتنے ہی اونٹ تم مجھ کو دو گے۔ شروع میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنی رائے سے "بِضْعَ سِنِيْنَ" کی میعاد کچھ کم رکھی تھی۔ بعدہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے "بِضْعَ سِنِيْنَ" کے لغوی مدلول یعنی نو سال پر معاہدہ ٹھیرا۔ ادھر ہرقل قیصر روم نے اپنے زایل شدہ اقتدار کو واپس لینے کا تہیہ کرلیا اور منّت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فارس پر فتح دی تو حمص سے پیدل چل کر ایلیا (بیت المقدس) پہنچوں گا۔

خدا کی قدرت دیکھو کہ قرآنی پیشین گوئی کے مطابق ٹھیک نو سال کے اندر (یعنی ہجرت کا ایک سال گذرنے پر) عین بدر کے دن جب مسلمان اللہ کے فضل سے مشرکین پر نمایاں فتح ونصرت حاصل ہونے کی خوشیاں منا رہے تھے، یہ خبر سن کر اور زیادہ مسرور ہوئے کہ رومی اہل کتاب کو خدا تعالیٰ نے ایران کے مجوسیوں پر غالب فرمادیا اور اس ضمن میں مشرکین مکّہ کو مزید خُذلان وخسران نصیب ہوا۔

قرآن کی اس عظیم الشان اور محیر العقول پیشین گوئی کی صداقت کا مشاہدہ کرکے بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے سو اونٹ مشرکین مکّہ سے وصول کیے۔ جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ کردیئے جائیں۔

(موضح الفرقان:۹/ ۵۳۸)

تاریخ زوال روما کے مصنف ایڈورڈ گبن کا اعتراف حق:

قرآن پاک کی یہ پیشین گوئی اتنی صاف اور واضح ہے کہ بڑے بڑے اسلام کے دشمن بھی اس کی تصدیق پر مجبور ہوئے۔

چناں چہ ایڈورڈ گبن لکھتا ہے:

"پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عین اس وقت جب کہ ایرانیوں کو پیہم کامیابیاں ہورہی تھیں، اس پیشین گوئی کی جرأت کی کہ چند سال میں فتح وظفر رومی علم پر سایہ فگن ہوں گے۔ جس وقت یہ پیشین گوئی کی گئی تھی

کوئی پیش گوئی اس سے زیادہ بعید از قیاس نہیں ہوسکتی تھی۔ کیوں کہ ہرقل کے بارہ سال کے طرزِ حکومت نے گویا خود اس بات کا اعلان کردیا تھا کہ رومی شہنشاہی کا شیرازہ جلد بکھر جائے گا۔''

(تاریخ زوالِ روما: ج ۳، بہ حوالہ ''خدام الدین'' لاہور، قرآن نمبر ۱۹۷۱ء)

④ جنگ بدر اور غزوۂ احزاب میں مسلمانوں کی کامیابی کی بشارت:

فرضیت جہاد کے بعد جنگ بدر، مسلمانوں کی کفار سے سب سے پہلی اور مشہور جنگ ہے، جو مدینۂ منورہ سے ۸۰ میل/ ۱۲۸.۷۴ کیلو میٹر کے فاصلے پر ماہ رمضان المبارک ۲ھ (مارچ ۶۲۴ء) میں لڑی گئی، جس میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ اور کفار کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی۔ مسلمانوں کا سہارا صرف اور صرف خدائے ذوالجلال کی ذات پر تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیاب وفتح یاب فرمایا۔ ستر بڑے بڑے کافر اور دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں نے منٹوں میں گاجر مولی کی طرح کاٹ کر فی النار والسقر کردیا اور ستر کو قیدی بنالیا اور دنیا نے

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً م بِإِذْنِ اللّٰهِ.

(سورۂ بقرہ: ۲۴۹)

''بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے۔''

کا نقشہ آنکھوں سے دیکھ لیا۔

دوسری جنگ جس کو ''جنگ احزاب'' یا ''جنگ خندق'' کہتے ہیں، یہ ماہ ذی قعدہ ۵ھ (اپریل ۶۲۷ء) میں مدینۂ منورہ سے باہر میدان میں ہوئی۔ اس میں اسلام کے مخالفین مشرکین مکّہ اور یہود سب مل کر مسلمانوں سے لڑنے کے لیے میدان میں نکل آئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار اور کفار کی دس ہزار تھی۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا:

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ

وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ. (سورۂ احزاب:۲۲)

''اور جب ایمان دار لوگوں نے (کافروں کے) لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی منظر ہے جس کی ہم کو اللہ نے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خبر دی تھی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا تھا۔'' (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

جس طرف سے کفار کے مدینہ میں گھس آنے کا خوف تھا اس طرف حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے فارس کی طرح ایک خندق (کھائی) کھودی گئی، جس کے کھودنے میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے، یہ خندق چھ روز میں کھودی گئی، جو پانچ گز گہری تھی۔ خندق کھودنے کے وقت مسلمان تین دن کے فاقے سے تھے اور اس خیال سے کہ ہماری بھوک کا کسی کو علم نہ ہو پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ صحابہؓ نے بھوک کی شدت کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے ہوئے پیٹ کھول کر پتھر دکھلائے تو آپ نے اپنا شکم مبارک کھول کر دکھلایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے، سردی شدت کی پڑ رہی تھی۔ اس کے باوجود مجاہدین اسلام خندق کھودنے میں مصروف تھے، جاں نثار صحابہؓ کو دیکھ کر آپ کی زبان مبارک سے دفعتہً یہ مبارک دعائیہ کلمے جاری ہو گئے:

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ
فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ

''اے اللہ! عیش و آرام تو آخرت ہی کا ہے۔ پس آپ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دیں۔''

یہ دعائیہ کلمات سن کر صحابہؓ کے جذباتِ عقیدت بھی ابھرے اور سب یک زبان ہو کر بولے:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّداً
عَلَى الْجِهَادِ مَابَقِيْنَآ اَبَداً

''ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا ہے کہ جب
تک ہمارے دم میں دم ہے مصروف جہاد رہیں گے۔''

جب خندق تیار ہوگئی تو لشکر اسلام نے دشمن کے مقابلے میں مورچے بنالیے، تقریباً بیس پچیس روز تک دونوں طرف فوجیں آمنے سامنے پڑی رہیں، کفار پڑے پڑے تنگ آگئے اور کھانے پینے کی چیزیں ختم ہونے لگیں۔ اسی دوران حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی غیبی مدد فرمائی۔ ایک رات ایسی سخت آندھی چلی کی ریت اور کنکریاں اڑ کر کفار کی آنکھوں اور منہ پر پڑنے لگیں، کھانے پکانے کے چولھے بجھ کر ٹھنڈے پڑ گئے، پکانے کے برتن زمین پر بکھرنے لگے اور ہوا کی شدت کی وجہ سے پکانا ناممکن ہوگیا، خیمے اکھڑ گئے، گھوڑے چھوٹ کر بھاگنے لگے۔ اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار کا لشکر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا اور مسلمان کامیاب وسرخ رو ہو کر فاتحانہ انداز میں اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔ حق تعالیٰ کا وعدۂ نصرت پورا ہوا۔

قرآن کریم میں جنگ بدر اور غزوۂ خندق میں مسلمانوں کی کام یابی کی جو پیشین گوئی فرمائی گئی تھی، وہ پوری ہوئی۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

اَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ
وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ (سورۂ قمر: ۴۴، ۴۵)

''کیا یہ لوگ کہتے ہیں ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہیں گے؟
عن قریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔''

(ترجمہ از بیان القرآن)

③ فتح مکہ کی بشارت:

قرآن پاک کی مندرجۂ ذیل آیت میں پیشین گوئی فرمائی گئی:

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ.

(سورۂ فتح: ۲۷)

''تم مسجد حرام (مکّہ) میں ان شاء اللہ امن اور آرام کے ساتھ داخل ہو گئے۔'' (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

اس واقعے کا پس منظر یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ میں خواب دیکھا کہ ہم مکّۂ مکرمہ میں امن و امان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے حلق و قصر کیا۔ چناں چہ ذی قعدہ ۶ھ (اپریل ۶۲۸ء) میں آپ بہ غرضِ عمرہ ڈیڑھ ہزار صحابۂ کرامؓ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مشرکین مکّہ نے آپ کو مکّہ سے باہر مقامِ حدیبیہ پر روک دیا اور مشرکین سے معاہدہ ہوا جس کو صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے کی رو سے آپ نے ماہ ذی قعدہ ۷ھ (اپریل ۶۲۹ء) میں عمرۃ القضا ادا فرمایا، جس کی پیشین گوئی مندرجۂ بالا آیت میں کی گئی ہے۔

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکاروں سے وعدۂ خلافت:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکاروں اور متبعین سے خلافت کا وعدہ ان الفاظ میں فرمایا گیا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. (سورۂ نور:۵۵)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں اسی طرح حکم ران بنائے گا جس طرح ان لوگوں کو حکم ران بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے۔'' (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

یہ وعدۂ الٰہی آپ کے چاروں خلفا رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پورا ہوا اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشین گوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اور نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

فصل ④

اسلامی حکومت کی حدود

زمانۂ رسالت میں اسلامی حکومت کی حدود:

سن ۱ھ (نومبر ۶۲۲ء) میں اسلامی حکومت مدینۂ منورہ کے چند محلوں تک محدود تھی، کیوں کہ اس وقت اسلام کا ابتدائی دور تھا۔ پھر دس سال تک یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک روزانہ ۲۷۴ مربع میل کی تیز رفتاری سے اس کے حدود میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۱۱ھ (جون ۶۳۲ء) میں یعنی آپ کی وفات کے وقت پورے دس لاکھ مربع میل یعنی تقریباً ہندوستان کے برابر عرب کا علاقہ اسلام کے سایۂ رحمت میں آچکا تھا۔

خلافت صدیقی میں حدود مملکت:

پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تقریباً سوا دو سال خلافت کے فرائض انجام دیئے۔ آج کل کے اس دور میں قوموں کی تاریخ میں سوا دو سال کی کوئی اہمیت نہیں، بلکہ یہ مدت صفر کے برابر ہے۔ مگر آپ نے اگر ایک طرف داخلی فتنوں کی سرکوبی فرمائی تو دوسری طرف یہود اور منافقین کے اسلام کے خلاف پھیلائے ہوئے فتنوں کا مقابلہ کیا اور عراق (فارس) اور شام کی بڑی اور سرکش حکومتوں کے خلاف فوجی اقدامات کر کے ان کی قوت کو بے اثر بنا دیا۔

خلافت فاروقی میں حدود مملکت:

پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ کا زمانۂ خلافت ایسا شاندار اور روشن گذرا ہے کہ اس کے دشمنان اسلام بھی معترف ہیں۔ آپ کی حکومت بارہ

سال رہی۔اس دور میں سب سے پہلے تو آپ نے خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کی نامکمل فوجی مہمات کو تکمیل تک پہنچایا اور ساتھ ہی فارس کی مجوسی حکومت کا تختہ الٹ کر کسریٰ کی شہنشاہیت کو پارہ پارہ کر دیا۔شام کی عیسائی شہنشاہیت بھی آپ کے ہاتھوں نیم مردہ ہوگئی۔قیصر کی حکومت کے اہم مقامات دمشق، حمص، اردن، یرموک، بیت المقدس پر اسلامی پرچم لہرا دیا۔مصر بھی آپ کے زمانۂ خلافت میں اسلام کے زیر اقتدار آیا۔مختصر یہ کہ دس سال کی مختصر سی مدت میں ایران و روم جیسی عظیم حکومتوں کو زیر و زبر کر دیا اور تاریخ عالم کے صفحات فتوحات فاروقی جیسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

خلافت عثمانی میں حدود مملکت:

پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔آپ نے بارہ سال حکومت کی۔آپ کے زمانۂ خلافت میں طرابلس، افریقہ میں الجزائر اور مراکش اسلام کے زیر نگیں آئے۔بحر روم کا اہم جزیرہ قبرص بھی مسلمانوں کے زیر اقتدار آیا۔ اسپین کا بھی کچھ حصہ فتح ہوا۔ہرات، کابل، سجستان اور نیشاپور بھی خلافت عثمانی میں فتح ہوئے۔

خلافت علوی میں حدود مملکت:

حضرت علیؓ حضور علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے اور چوتھے خلیفہ بھی مقرر ہوئے۔اس فتنے کے دور میں حضرت علیؓ نے حدود مملکت میں اصلاح کے کام کیے۔ اس لیے مملکت بڑھ نہیں سکی، لیکن مملکت اسلامی کی حفاظت پوری پوری کی گئی۔

مختصر یہ کہ تقریباً ایک ہزار سال کی طویل مدت تک مسلمانوں نے ساری دنیا پر حکومت کی۔اب ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی کہیں بھی ایسی حکومت نہیں جو خود مختار ہو اور دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہو۔اللہ تبارک و تعالیٰ کا

فرمان برحق ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَابِاَنْفُسِهِمْ.

(سورۂ رعد:۱۱)

''واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت نہیں بدل دیتے۔''

ان کے علاوہ قرآن عزیز میں گذشتہ اقوام کے حالات اور ان کے واقعات کو ایسا روشن اور واضح کر کے بتلایا کہ یہ صرف قرآن کا ہی اعجاز ہے۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ، اصحاب کہف کا واقعہ، قوم عاد و ثمود کے حالات۔ ان پر ایسا پردہ پڑ چکا تھا کہ ان ہستیوں کے حالات قصۂ پارینہ اور کہانیاں بن کر رہ گئے تھے اور جویائے حق ان واقعات کو معلوم کرنے کے لیے حیران و سرگرداں ہو کر رہ جاتے تھے۔

باب ③

قرآن مجید کا اثر سننے والے پر

یہ تین فصول پر مشتمل ہے

اس عنوان کے ضمن میں مندرجۂ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں:

فصل ①

۱۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر۔
۲۔ فرشتوں پر اثر۔
۳۔ جنات پر اثر۔

فصل ②

۴۔ بادشاہوں پر اثر۔
۵۔ نجاشی کا قرآن سن کر مسلمان ہونا۔
۶۔ اہل کتاب کے مشہور عالم حضرت عبداللہ ابن سلامؓ کا مسلمان ہونا۔
۷۔ علمائے یہود ونصاریٰ کا چھپ چھپ کر قرآن سننا۔
۸۔ ایک نصرانی عالم کا قرآن سن کر مسلمان ہونا۔
۹۔ مشرکین مکہ پر قرآن کا اثر۔
۱۰۔ قرآن کی تلاوت کے وقت شور مچانا۔
۱۱۔ دن کی نمازوں میں قرآن آہستہ پڑھنے کی وجہ۔

فصل ③

۱۲۔ حضرت عمر فاروقؓ پر اثر۔
۱۳۔ حضرت جبیر ابن مطعمؓ پر اثر۔
۱۴۔ ولید ابن مغیرہ پر اثر۔
۱۵۔ ابوجہل، ابوسفیان، اخنس ابن شریق کا چھپ کر قرآن سننا اور تینوں کا اعتراف حق۔
۱۶۔ ضماد ازدی کا اعتراف حق۔
۱۷۔ عرب کے مشہور شاعر لبید کا اعتراف عجز۔
۱۸۔ عمرو ابن طفیل دوسی کا قرآن سن کر اسلام قبول کرنا۔
۱۹۔ ہندوستان کے ایک بزرگ سے قرآن سن ہندو خاندان کا مسلمان ہونا۔

قرآن مجید کا اثر سننے والے پر

اس بات کے ثابت کرنے کے لیے دلایل کی ضرورت نہیں، کیوں کہ یہ اتنی ظاہر اور کھلی ہوئی بات ہے کہ ہر سمجھ دار آنکھ کان رکھنے والا شخص اس کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ بڑے بڑے دشمنانِ اسلام ورسول نے جب قرآن سنا تو وہ بھی پکار اٹھے:

مَاهٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ.

''کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔''

قرآن کی فصاحت و بلاغت، تاثیر وتسخیر قلوب کی قوت، اس کی حکمت ودانائی سے بھرپور باتیں دشمن سے بھی اپنی سچائی کا لوہا منوالیتی ہیں۔

تاریخ کے اوراق میں بے شمار ایسے لوگوں کے واقعات پھیلے پڑے ہیں کہ جن لوگوں کو پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننا بھی گوارا نہ تھا وہ لوگ آپ کی زبان مبارک سے قرآن سنتے ہی مسلمان ہوگئے۔ جیسا کہ اسی کتاب میں آپ کو اس قسم کے واقعات ملیں گے۔

فصل ①

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر

اس بارے میں سب سے پہلے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و اُمّی) کے چند واقعات ملاحظہ فرمایئے۔

❁ آپ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے فرمایا:

''مجھے قرآن سناؤ۔''

تو انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر تو قرآن نازل ہوتا ہے، میں آپ کو کیا سناؤں؟''

آپ نے فرمایا:

''میرا سننے کو دل چاہتا ہے۔''

اس کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے سورۂ نساء پڑھنا شروع کی۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۝ (آیت نمبر ۴۱)

''یعنی اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے۔''

یہ آیت سن کر آپ نے ابن مسعودؓ سے فرمایا:

''ٹھیر جاؤ!''

اس کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ کے آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری)

❁ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا قرآن مجید سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے تعریف فرمائی۔

❁ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ قرآن مجید پڑھ رہے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک کھڑے سنتے رہے۔

❁ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ضعفائے مہاجرین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اوران لوگوں کے پاس بدن ڈھانپ لینے کے لیے کپڑا بھی نہ تھا (یعنی اتنی غربت تھی) اور پردہ کرنے کے لیے ایک آدمی دوسرے آدمی کی اوٹ کرتا تھا۔ ان میں ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ہمارے بالکل قریب ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر قاری خاموش ہو گیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور اس کے بعد دریافت فرمایا:

"تم لوگ کیا کر رہے تھے؟"

ہم نے عرض کیا:

"کلام اللہ سن رہے تھے۔"

آپ نے فرمایا:

"تمام تعریف اس خدا کی جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان کے پاس ٹھہرنے کا حکم کیا گیا۔"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے۔

ان واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر باوجودے کہ قرآن نازل ہوا، مگر آپ بڑے شوق اور محبت کے ساتھ اللہ کا کلام سنتے تھے اور اس کے سننے کا آپ پر خاص اثر ہوتا تھا۔

قرآن مجید سننے کا فرشتوں پر اثر:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بُیُوْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ
اللّٰهِ وَیَتَدَا رَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ
وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ
فِیْمَنْ عِنْدَهٗ. (مسلم، ابوداؤد)

''کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر تلاوت کلام پاک اوراس کا ورد نہیں کرتی، مگران پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں کرتے ہیں۔''

قارئین! حدیث کے ان الفاظ پر غور کریں کہ تلاوت قرآن کرنے والوں کو اللہ کے فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ نزول ملائکہ کا ایک واقعہ مندرجہ ذیل حدیث میں تفصیل سے پڑھیں، یہ حدیث گویا پہلی حدیث کی شرح ہے۔

حضرت اُسید ابن حضیرؓ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک رات سورۂ بقرہ کی نماز میں تلاوت کررہے تھے اور قریب ہی ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اچانک وہ اچھلنے کودنے لگا۔ یہ کیفیت دیکھ کرانہوں نے تلاوت روک دی تو گھوڑے کا اچھلنا کودنا بند ہوگیا۔ پھرانہوں نے اپنے صاحب زادے حضرت یحییٰؒ (جو قریب ہی لیٹے تھے) کے چوٹ لگ جانے کے خیال سے تلاوت موقوف کردی اور آسمان کی طرف اوپر کو نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ابر کا ایک ٹکڑا نظر آیا، جس میں بہت سے چمکتے ہوئے چراغ نظر آئے۔

صبح کو یہ عجیب واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

''یہ فرشتے تھے، تمہاری قرأت سننے کے لیے تمہارے قریب آگئے تھے۔ اگر تم قرآن کی تلاوت جاری رکھتے تو وہ فرشتے تمہارے پاس آجاتے اور صبح کو سب لوگ ان کو دیکھتے۔'' (بخاری)

ان کے علاوہ احادیث میں اس قسم کے واقعات صحابۂ کرامؓ کے ساتھ پیش آنے والے بھی مذکور ہیں۔

قرآن سننے کا اثر جنات پر:

قرآن کریم سننے کا اثر نہ صرف یہ کہ انسان اور ملائکہ پر ہوتا ہے بلکہ جنات پر بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن سن کر بہت سے جن ایمان لائے، جس کا ذکر قرآن مجید فرقانِ حمید میں بھی ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَراً مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْآ اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ O (سورۂ احقاف: ۲۹)

''اور اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اس واقعہ کو بیان کیجیے کہ جب ہم نے جنات کی ایک جماعت کو آپ کی جانب متوجہ کر دیا اور وہ قرآن سننے لگے، غرض جب وہ لوگ قرآن کی تلاوت کے پاس آ پہنچے تو آپس میں کہنے لگے خاموش ہو جاؤ۔ پھر جب قرآن کی تلاوت (ختم) ہو چکی تو وہ جن اپنی قوم کو آگاہ کرنے کی غرض سے قوم کے پاس پہنچ گئے۔'' (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

اس سلسلے میں آیات کا مطلب سمجھنے کے لیے مختصر سی تشریح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بعثت محمدی سے قبل جنات کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہو جایا کرتی تھیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بنا دیئے گئے اور آپ پر وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو جنّوں کو آسمانی خبریں معلوم ہونی تقریباً بند ہو گئیں۔ جہاں جنات نے اوپر آسمانوں کی طرف چڑھنا شروع کیا تو ان کو مار مار کر بھگا دیا جاتا، اس نئی صورت حال سے جنّوں میں ہلچل مچ گئی اور اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے مشرق و مغرب میں ہر طرف جنّوں کے گروہ پھیل گئے۔ ان میں سے جنّوں کی ایک جماعت کا گذر (جو سات نفر پر مشتمل تھی) وادیٔ نخلہ کی طرف ہوا، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی نیت باندھے قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے، جنّوں کی یہ جماعت بالکل نئی آواز سن کر ایک دم رک گئی، ان کو قرآن کی یہ تلاوت بڑی عجیب، مؤثر اور دل کش معلوم

ہوئی۔ یہ آواز سن کر آپس میں کہنے لگے، "اَنْصِتُوْا" یعنی چپ رہو اور خاموشی کے ساتھ یہ کلام پاک سنو، قرآن کریم سنتے ہی ان کے دلوں پر بجلی سی گری اور کہنے لگے، یہی وہ بابرکت اور مقدس کلام ہے جس کی وجہ سے جنات کا اوپر جانا رک گیا ہے۔ اس کے بعد یہ گروہ اپنی قوم میں واپس گیا اور وہاں جا کر کہا:

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاO يَّهْدِىْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ.

(سورۂ جن:۱،۲)

"ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ بتاتا ہے، لہٰذا ہم اس قرآن پر ایمان لے آئے۔"

اس تشریح سے معلوم ہو گیا کہ قرآن کریم سننے کا جنات پر یہ اثر ہوا کہ فوراً ایمان لے آئے۔

فائدہ: تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنات کی جماعت ملاقات کرنے اور دین سیکھنے کے لیے وفود کی صورت میں تقریباً چھ مرتبہ حاضر ہوئی ہے اور بہت بڑی تعداد میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا ہے۔

(موضح الفرقان: ص ۶۵۵)

آج کے ترقی یافتہ دور میں بہت سے نام کے مسلمان جنات کے وجود کے ہی منکر ہیں، اس سے ایسے لوگوں کے خیالات کا خود بہ خود جواب ہو جاتا ہے۔ ہمارا مقصد اس وقت (جنات کے وجود سے متعلق بحث کرنا نہیں ہے، اشارتاً صرف اتنا بتلانا ہے کہ اسلام نے ان کا وجود بتلایا ہے اور انسان کی طرح یہ مخلوق بھی احکامات خداوندی کی مکلف ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِO

(سورۂ ذاریات:۵۶)

"اور میں نے جن اور انسانوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

فصل ۲

قرآن مجید سننے کی وجہ سے ایمان قبول کرنا

قرآن مجید کا بادشاہوں پر اثر:

یہ بات کم و بیش ہر شخص کو معلوم ہے کہ پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد کفر کی صفوں میں ہل چل مچ گئی اور مشرکین مکّہ آپ کی سچی باتوں کو سننے اور ماننے کی بجائے اوچھی اور کمینہ حرکات پر اتر آئے۔ مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا، جس میں نہ بچوں کو چھوڑا نہ بوڑھوں کو اور جوانوں کو اور نہ عورتوں کو بخشا۔

اور خدا کی زمین باوجود وسعت کے مسلمانون پر تنگ کر دی گئی۔ ایسے ظلم کے پہاڑ توڑے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نہ دیکھا جاسکا تو آپ نے مظلوم مسلمانوں کو کسی امن و عافیت کی جگہ ہجرت کی اجازت دے دی۔ اس بات کے بعد سب سے پہلے پندرہ مسلمانوں نے حبشہ کو ہجرت کی۔ یہ ہجرت ماہِ رجب ۵ نبوی مطابق ۶۱۵ء میں ہوئی۔

اس زمانے میں حبشہ کے بادشاہ کا نام اصحمہ اور لقب نجاشی تھا۔ مشرکین مکّہ یہ ہجرت بھی برداشت نہ کر سکے اور ایک وفد لے کر حبشہ پہنچے۔ ساتھ ہی نجاشی کے لیے بہ طور رشوت بہت کچھ تحفے تحائف لے گئے اور بادشاہ کے مسلمانوں کے خلاف کان بھرے کہ وہ متنفر ہو کر ملک بدر کر دے۔

مگر جس کا حامی و ناصر خدا ہو ساری دنیا مل کر بھی پر کاہ کے برابر اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ. (سورۂ یونس: ۱۰۷)

"اور اگر پہنچادے تجھ کو اللہ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا اس کے سوا

اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی روکنے والا نہیں اس کے فضل کو۔"

نجاشیؓ شاہ حبش کا قرآن سن کر مسلمان ہونا:

مشرکین مکہ کی باتیں سن کر نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر تمام حال دریافت کیا اور پوچھا:

"تم میں نبیٔ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی رشتے دار کون ہے؟"

حضرت جعفرؓ نے جواب دیا:

"میں ہوں!"

حضرت جعفرؓ حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی ہیں۔

اس کے بعد نجاشی اور حضرت جعفرؓ میں مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

نجاشی: تمہارے نبی پر کوئی کتاب بھی نازل ہوتی ہے؟

حضرت جعفرؓ: جی ہاں! نازل ہوتی ہے۔

نجاشی: اچھا! اس کا کچھ حصہ ہمیں پڑھ کر سنا سکتے ہو؟

حضرت جعفرؓ: جی! ضرور سنائیں گے۔

اس کے بعد سورۂ مریم کی چند آیتیں تلاوت کیں، نجاشی نہایت ادب سے نیچی نگاہ کیے قرآن سنتا رہا۔ اس وقت نجاشی اور اس کے تمام مقربین کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بندھ گئی اور نجاشی خفیہ طور پر دل ہی دل میں ایمان لے آیا۔ قرآن کریم میں اس کے ایمان لانے کا ان الفاظ میں ذکر ہے:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ (سورۂ مائدہ:۸۳)

"اور جب وہ اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو نازل ہوا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تو آپ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں، اس

وجہ سے کہ انہوں نے حق بات کو پہچان لیا۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب!
ہم مسلمان ہو گئے، تو ہم کو بھی تصدیق کرنے والوں کے ساتھ لکھ دے۔"

قارئین! غور کریں کہ اتنے بڑے بادشاہ پر قرآن کا کتنا اثر ہوا اور کیسے اسلام لے آیا۔

اہل کتاب کے ممتاز عالم

حضرت عبداللہ ابن سلامؓ کا قرآن سن کر مسلمان ہونا:

حضرت عبداللہ ابن سلامؓ یہود کے بڑے اور ممتاز عالم ہیں، اپنے باغ میں کاشت کاری میں مشغول تھے کہ کانوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں جلوہ افروز ہونے کی خبر سنی، فوراً حاضر خدمت ہوئے، چہرہ مبارک پر نظر پڑی، چند سوالات کیے، قرآن پاک سنا اور فوراً بول اٹھے:

اِنَّ هٰذَا الْوَجْهَ لَيْسَ بِوَجْهِ كَاذِبٍ.

"یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں۔"

اور فوراً کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام لے آئے۔ اس کے بعد گھر گئے اور اہل خانہ کو مسلمان بنایا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن سلامؓ نے عرض کیا:

"میری قوم کے سامنے میرا اسلام ظاہر کرنے سے پہلے یہ معلوم کر لیجیے کہ وہ کیسا ہے؟"

چناں چہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلا کر دریافت کیا کہ

"اے گروہ یہود! تم خوب جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ مگر تمہاری عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اچھا بتاؤ عبداللہ ابن سلام کیسا آدمی ہے؟ اور اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟"

یہود نے جواب دیا:

"وہ ہمارا سردار ہے، سردار کا بیٹا ہے، بڑا عالم ہے، بڑے عالم کا بیٹا ہے۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

''اگر وہ مجھ پر ایمان لے آئے تو تم لوگ بھی ایمان لے آؤ گے؟''

یہود نے جواب دیا کہ

''اس کا وہم اور وسوسہ بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائیں گے۔''

اس گفتگو کو حضرت عبداللہ ابن سلامؓ پس پردہ بیٹھے سن رہے تھے، فوراً باہر نکل آئے اور اعلان کیا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

یہود حضرت عبداللہ ابن سلامؓ کا اعلانِ اسلام سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ

''عبداللہ برا ہے، برے باپ کا بیٹا ہے، جاہل ہے اور بڑے جاہل کا بیٹا ہے۔''

علمائے یہود و نصاریٰ کا چھپ چھپ کر قرآن سننا:

اس کے علاوہ ہم ہمیشہ اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ جب کوئی قاری قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تو ہمارے قلوب کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ماہِ رمضان میں اس کا مشاہدہ زیادہ ہوتا ہے۔ علامہ رشید رضا مصریؒ اپنی تفسیر المنار میں لکھتے ہیں:

''بلادِ مصر و شام میں جو علمائے یہود و نصاریٰ عربی زبان کے ادیب اور حاذق و ماہر ہیں، رمضان المبارک کی راتوں میں ان مسلمانوں کے ہاں جن سے ان کی شناسائی اور تعلقات ہیں..... تراویح میں جب قرآن مجید پڑھا جاتا ہے تو وہ اس کے سننے کے لیے حاضر ہوتے ہیں، تا کہ اس کی حلاوت و شیرینی، فصاحت و بلاغت اور علوم و معارف کی جامعیت سے لذت حاصل کریں۔'' (اعجاز القرآن: ص۲۲)

نور اللہ شوستری نے اپنی تفسیر میں علامہ قوشجیؒ کے متعلق لکھا ہے:

''ان کا ایک یہودی عالم سے ایک مہینے تک مناظرہ رہا، مگر یہودی عالم

نے ان کی کسی دلیل کو تسلیم نہ کیا۔ ایک دن وہ یہودی عالم علامہ سے ملنے کے لیے گیا تو علامہ کے گھر کے دروازے سے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، علامہ نہایت کریہہ الصوت تھے۔ اس کے باوجود قرآن کا یہودی عالم پر اثر ہوا اور علامہ سے کہا: میں اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ علامہ نے ایمان لانے کا سبب دریافت کیا تو جواب دیا کہ آپ کی زبان سے قرآن سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وحیٔ الٰہی ہے۔'' (اعجاز القرآن: ص ۲۷)

ایک نصرانی عالم کا قرآن سن کر مسلمان ہونا:

ایک روز حضرت عمر فاروقؓ نے مسجد نبوی میں دیکھا کہ ایک نصرانی عالم اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس نصرانی عالم سے اسلام لانے کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا:

''میں نصاریٰ کا بڑا عالم ہوں، عربی زبان سے خوب واقف ہوں، میں نے ایک مسلمان قیدی کو تمہاری کتاب (قرآن) کی یہ آیت پڑھتے سنا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورۂ نور: ۵۲)

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی نافرمانیوں سے بچے پس ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔''

اس آیت میں مجھ کو غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا اور آخرت کے وہ تمام احوال جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے وہ سب اس ایک آیت میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ (اعجاز القرآن: ص ۲۸)

مشرکین مکہ پر قرآن کا اثر، مگر قرآن کی تلاوت کے وقت شور مچانا:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ مخالفت مشرکین نے کی اور آپ

کے تبلیغی کام میں مختلف طریقوں سے رکاوٹیں ڈالیں۔لوگوں کوقرآن سننے سے روکا، پڑھنے سے روکا۔قرآن جس جگہ پڑھا جاتا وہاں سیٹیاں بجاتے،شوروغوغا کرتے۔ ان کی ان ناشائستہ حرکات کا قرآن میں ان الفاظ میں ذکر فرمایا گیا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَاتَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ○ (سورۂ حم السجدہ:۲۶)

''اور کہنے لگے منکرین (کافر) مت کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اس کے پڑھنے میں،شاید تم غالب ہو۔'' (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

دن کی نمازوں میں قرآن مجید آہستہ پڑھنے کی وجہ:

قرآن پاک کی آواز بجلی کی طرح سننے والوں کے دلوں میں اثر کرتی تھی۔جو سنتا فریفتہ ہوجاتا۔اس سے روکنے کی تدبیر کفار نے یہ نکالی کہ جب قرآن پڑھا جائے ادھر دھیان نہ کرو اور اتنا شوروغل کرو کہ دوسرے لوگ بھی نہ سن سکیں۔اس طرح ہماری بک بک سے قرآن کی آواز دب جائے گی۔(موضح الفرقان:ص ۶۲۱)

چناں چہ مکۂ معظمہ میں پہلے تمام نمازیں جہری قرأت کے ساتھ پڑھی جاتی تھیں۔مشرکین قرآن سن کر اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیا کرتے تھے اور گالیاں بکتے تھے۔جس سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوا کرتی تھی۔

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ○ (سورۂ بنی اسرائیل:۱۱۰)

اور اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیے اور نہ بالکل چپکے چپکے ہی پڑھیے اور دونوں کے درمیان ایک طریقہ اختیار کرلیجیے۔'' (ترجمہ از بیان القرآن)

اس آیت کے نزول کے بعد آپ ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت آہستہ پڑھنے لگے۔

فصل ④

مشرکینِ مکّہ پر قرآن کا اثر

حضرت عمر فاروقؓ پر قرآن کا اثر اسلام قبول کرنے سے پہلے:

مسلمانوں کو مشرکین مکّہ طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے تھے۔ ابوجہل، ابولہب اوران کے ساتھ دوسرے کفار کا دن رات یہی مشغلہ تھا۔ اس وقت تک (حضرت) عمر فاروقؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے، وہ بھی ان مشرکین کے قوت بازو بنے ہوئے تھے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کی تکالیف سے دلی تکلیف اور صدمہ ہوتا تھا۔ آپ نے متاثر ہوکر ایک روز دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْبِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ.

"یا اللہ! اسلام کو عزت عطا فرما عمر ابن خطاب کے (اسلام سے) یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) سے۔"

(حضرت) عمرؓ کی قسمت کا ستارہ چمکا، ان کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کے آثار نظر آنے شروع ہوئے۔

چناں چہ مکّہ میں قصی ابن کلاب کا ایک مکان تھا، اس میں مشرکین مکّہ اپنی میٹنگ کیا کرتے تھے اور اہم قومی وملکی امور کا فیصلہ کرتے تھے، اس کو دارلندوہ کہتے تھے۔ اسی دارالندوہ میں ایک مرتبہ اس مسئلے پر غور کیا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کیا جائے؟ فیصلہ ہوا (نعوذ باللہ) آپ کو قتل کردیا جائے، قاتل کے لیے سو اونٹ کے انعام کا اعلان کیا گیا۔

قارئین! خیال کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کا اثر ہونا کیسے شروع ہوا؟ (حضرت) عمرؓ نے انعام کے لالچ میں آپ کے قتل کا بیڑا اٹھایا اور ننگی

تلوار لے کر آپ کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلے۔ راستے میں حضرت نعیم ابن عبداللہؓ سے ملاقات ہوگئی، انہوں نے (حضرت) عمرؓ کے تیور دیکھ کر پوچھا:

عمر! خیر تو ہے؟ کدھر چلے؟ کیا ارادہ ہے؟

(حضرت) عمرؓ نے جواب دیا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام تمام کرنے جا رہا ہوں۔''

حضرت نعیمؓ نے کہا:

''ادھر جانے سے پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، تمہارے بہنوئی اور بہن بھی مسلمان ہوگئے ہیں۔''

یہ سن کر آپ پہلے بہنوئی کے گھر پہنچے، گھر کا دروازہ بند پا کر دستک دی۔ ان دونوں کو حضرت خباب ابن ارتؓ قرآن پڑھانے آیا کرتے تھے۔ اتفاق کی بات کہ جس وقت (حضرت) عمرؓ پہنچے ہیں یہ اندر بیٹھے پڑھا رہے تھے۔ گھر میں موجود سب لوگ گھبرا گئے۔ حضرت خبابؓ چھپ گئے، بہن حضرت فاطمہؓ نے قرآن کریم کے صفحات چھپا دیئے، بہنوئی نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا، گھر میں گھستے ہی بہن پر پل پڑے اور اتنا مارا کہ لہولہان ہوگئیں اور بہنوئی پر بھی دست درازی کی۔ مگر ایمان کا نشہ ایسا نہ تھا کہ مار پیٹ سے اتر جاتا۔

بہن نے جب یہ صورت حال دیکھی تو سمجھ لیا کہ اب حق کو چھپانا ایمان کی کمزوری کی بات ہے، فوراً کہنے لگیں:

''ہم دونوں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آئے ہیں، تم سے جو کچھ ہو کر لو۔''

یہ جملے سن کر (حضرت) عمرؓ کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا اور اپنی حرکت پر نادم و پشیمان ہو کر کہنے لگے:

''تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ ذرا مجھے بھی دکھلا دو۔''

بہن، بھائی میں یہ تبدیلی دیکھ کر دل میں خوش ہوئیں اور جواب دیا:

''قرآن مقدس خدائے بزرگ و برتر کا پاک کلام ہے، تمہارا قلب نجس، تمہارا جسم ناپاک، تمہارے ہاتھ پلید، ہمارے رب کا ارشاد عالی ہے:

لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ○ (سورۂ واقعہ:۷۹)

''اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں۔''

یہ سن کر حضرت عمرؓ بولے:

''دکھلاتی نہیں تو کچھ سنا ہی دو۔''

بہن نے فوراً سورۂ حدید:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ (سورۂ حدید:۱)

''اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں۔''

سنائی۔ (حضرت) عمرؓ سنتے جاتے تھے اور دل کی عجیب کیفیت ہوتی جاتی تھی۔ جب بہن اس آیت پر پہنچی

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (سورۂ حدید:۷)

''یقین لائے اللہ پر اور اس رسولوں پر۔''

تو فوراً جذبے میں آ کر پکار اٹھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

(حضرت) عمرؓ کی یہ کیفیت ہوگئی جیسے بے ہوشی کے عالم سے ہوش میں آ گئے ہوں۔ اس کے بعد (حضرت) عمرؓ پردے کی جگہ گئے اور غسل کر کے واپس آ کر کہنے لگے:

''لاؤ اب یہ مقدس کتاب، میں پاک صاف ہو آیا ہوں۔''

اس کے بعد بہن نے صحیفہ ہاتھ میں دیا، کھول کر دیکھا تو پہلے ہی سورۂ طٰہٰ پر نظر پڑی، چند آیتیں پڑھ پائے تھے تو دل کی عجیب کیفیت ہونے لگی، اب (حضرت) عمرؓ کا یہ حال تھا کہ قرآن پڑھتے جاتے تھے اور قرآن قلب کی گہرائی میں اترتا جاتا تھا۔

حضرت خبابؓ جو (حضرت) عمرؓ کو دیکھ کر چھپ گئے تھے، ایک دم باہر نکل آئے

اور کہنے لگے:

''عمر! مبارک، مبارک! ہمارے آقا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا
تمہارے حق میں قبول ہوگئی۔''

سیدنا حضرت عمرؓ کا دل اب نور ایمان سے منور ہو چکا تھا، اس لیے فوراً حضرت خبابؓ سے دریافت کیا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ مجھے آپ کی خدمت میں لے چلو
اور مسلمان کرالاؤ۔''

واقعہ طویل ہے، ہمیں تو یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ قرآن کا حضرت عمرؓ پر کیا اثر ہوا۔

حضرت جبیر ابن مطعمؓ پر قرآن کا اثر:

(حضرت) جبیر ابن مطعمؓ جنگ بدر میں گرفتار ہو کر آئے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۂ طور کی یہ آیتیں پڑھ رہے تھے:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝ (سورۂ طور: ۳۵ تا ۳۷)

''کیا یہ لوگ خود بہ خود پیدا ہو گئے یا یہ خود خالق ہیں؟ کیا آسمان اور زمین کو انہی لوگوں نے پیدا کیا ہے؟ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کو یقین نہیں۔ کیا ان کے پاس خدا کے خزانے ہیں؟ کیا یہی لوگ داروغہ بنائے گئے ہیں؟''

(ترجمہ از کشف الرحمٰن)

حضرت جبیر ابن مطعمؓ کہتے ہیں یہ آیتیں سن کر میرے دل کی یہ کیفیت ہوئی کہ اب اڑا اب اڑا۔

یعنی مرا دل اسلام قبول کرنے کے لیے ایسا مچلنے لگا کہ ابھی مسلمان ہو جاؤں۔

ولید ابن مغیرہ پر قرآن کا اثر:

ولید ابن مغیرہ ابو جہل کے بھتیجے ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ آیت سنی:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ. (سورۃ نحل:۹۰)

''اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کے دینے کو اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نا معقول کام سے اور سرکشی سے۔''

تو کہنے لگے، خدا کی قسم! اس کلام میں عجیب کشش اور شیرینی ہے اور ان پر بڑی رقت طاری ہوئی۔ ابو جہل کو جب پتا چلا کہ میرا بھتیجا بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حلقہ بہ گوش ہونے کو ہے تو اس کو سمجھانے کے لیے آیا اور کہنے لگا یہ تو...... شاعرانہ کلام ہے۔ بھتیجے نے جواب دیا:

''خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کلام پڑھتا ہے اس سے شعر کو ادنا سی مناسبت بھی نہیں، کیوں کہ مجھے اشعار کا پوری طرح اندازہ ہے۔''

ابو جہل، ابوسفیان، اخنس ابن شریق کا چھپ کر قرآن سننا:

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پاک سننے کے لیے رات کے اندھیرے میں یہ تینوں مشرک علاحدہ علاحدہ ایک دوسرے سے چھپ کر ایسے گئے کہ ایک کی دوسرے کو خبر نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں تلاوت ذرا بلند آواز سے فرمایا کرتے تھے۔ یہ تینوں ایک دوسرے سے علاحدہ لاعلمی کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانے سے کان لگا کر بیٹھ گئے اور قرآن سنتے رہے۔ رات کے اندھیرے میں تینوں اپنی اپنی جگہ یہ سمجھتے رہے کہ میرے آنے کا کسی کو علم نہ ہوگا۔

جب یہ تینوں قرآن سن کر چلے تو راستے میں تینوں کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے پوچھنے لگا یہ بے وقت رات کے اندھیرے میں کہاں اور کیوں؟ تینوں اپنے دل میں شرمندہ کہ لو..... ہم تو رات کے اندھیرے میں اس لیے آئے تھے کہ کسی کو پتا نہیں چلے گا اور یہاں تو بھانڈا ہی پھوٹ گیا، مگر حق بات چھپی نہیں رہتی۔

اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی.

''حق ظاہر ہو کر رہتا ہے۔''

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاO

(سورۂ بنی اسرائیل:۸۱)

''آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ، جھوٹ ہے ہی نکل بھاگنے والا۔''

ابوجہل، ابوسفیان، اخنس ابن شریق کا اعتراف حق:

ابوجہل بولا: ''میں تو اس لیے آیا تھا کہ جس قرآن کا اتنا شہرہ اور اتنی تعریف ہے اس کو سن کر تو دیکھو کہ کیا ہے؟''

ابوسفیان بولے: ''اے ابوجہل! میں بھی اسی لیے رات کے اندھیرے میں بستر کا آرام چھوڑ کر آیا تھا۔''

اخنس بولا: ''میرے آنے کا مقصد بھی یہی تھا جو آپ دونوں کا۔''

اس گفتگو کے بعد تینوں نے بہ طور دکھلاوا اور اپنی ساکھ باقی رکھنے کے لیے ایک دوسرے کے سامنے عہد کیا، ہماری توبہ آیندہ ہم کبھی نہیں آئیں گے، اس میں تو ہمارے دیوتاؤں اور ہمارے باپ داوا کے رسم و رواج کی خوب برائی کی گئی ہے۔ اگر ہم لوگ ہی قرآن سننے لگے تو ہماری نیت کچھ ہی ہو..... مگر اس سے عوام اور ہمارے بال بچوں پر تو برا ہی اثر پڑے گا اور کہیں گے یہ لوگ ہمیں تو قرآن سننے سے روکتے ہیں اور خود دوڑ دوڑ کر سننے جاتے ہیں۔

تینوں نے ایک دوسرے کے سامنے بڑا پختہ عہد کیا، کہ آیندہ ہم کبھی نہیں آئیں

گے۔ تینوں اپنی جگہ مطمئن ہو گئے کہ اب کوئی نہیں آئے گا۔ اس لیے ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ دوسرے دن دوبارہ جانے کا فیصلہ کرلیا اور پہلے کی طرح دوسرے دن بھی تینوں پہنچ گئے، تاکہ خدا کے برگزیدہ اور پاک بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شیریں زبان سے سوز بھرے لب و لہجے میں پھر قرآن پاک سنیں۔

اتفاق کی بات دیکھیے دوسری رات میں بھی واپس ہوتے وقت پھر تینوں کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ اب تو بڑے شرمندہ اور پانی پانی ہوئے۔ ''آخر کھسیانی بلی کھمبا نوچے والی'' مثل، ایک دوسرے سے عذر و معذرت کرنے لگا اور آج پھر عہد و پیمان کیا کہ کچھ بھی ہو آیندہ ہماری پکی توبہ، ہم بھولے سے بھی نہیں آئیں گے۔

لیکن تیسرے دن عہد و پیمان کو توڑ کر پھر پہنچ گئے۔ مگر اس تیسری مرتبہ عہد شکنی کے بعد اخنس، ابوجہل کے گھر پہنچا اور کہنے لگا:

''ابوجہل! تم تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت میں سب سے آگے ہو، پھر یہ کیا بات ہے کہ باوجود ایک دوسرے کے ساتھ عہد و پیمان کے عہد شکنی کر کے تین دن تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قرآن سننے کیوں گئے؟ سچ بتاؤ، تم قرآن کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو؟''

ابوجہل نے جواب دیا:

''اخنس! ایمان داری کی بات تو یہ ہے کہ قرآن واقعی انسانی کلام نہیں، بلکہ خدا کا کلام ہے۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تابع داری میں عار اور شرم محسوس ہوتی ہے۔''

اس کے بعد اخنس ابوسفیان کے گھر پہنچا، ابوسفیان سے پوچھا تو ابوجہل کی طرح انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔

اس واقعے سے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ قرآن کی صداقت اور اس کے کلام خداوندی ہونے کا بڑے سے بڑا دشمن اسلام بھی اعتراف کرتا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اپنی عزت و شہرت میں فرق آجانے کی وجہ سے ایمان کی دولت سے محروم رہے۔

در کار خانۂ عشق از کفر ناگزیر ست
آتش کرا بہ سوزد گر بولہب نہ باشد

اور یہ خدا کی دَین ہے جس کو چاہے دولت اسلام سے مالا مال فرمادے۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب ز روم
ز خاک مکّہ بوجہل، ایں چہ بوالعجبی ست

ضماد ازدی کا اعتراف حق:

مکۂ معظمہ میں ضماد ازدی جھاڑ پھونک کا کام کیا کرتا تھا۔ اس نے سنا کہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں (معاذ اللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جنون ہو گیا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینے سے زیادہ صاف زندگی کے لیل ونہاران کی آنکھوں کے سامنے تھے، اس لیے ایسی بات سے سخت صدمہ اور رنج ہوا۔

ضماد پریشانی اور قومی ہمدردی کا اظہار کرنے کے لیے آپ کے پاس پہنچے، تاکہ جھاڑ پھونک کے ذریعے آپ کا علاج کریں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے آپ کے متعلق سنی ہوئی باتوں کو دہرا کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا، ساتھ ہی درخواست کی اگر اجازت ہو تو جھاڑ پھونک سے علاج کروں؟

آپ نے ضماد کو جواب دینے کے بجائے قرآن کریم کی چند آیتیں تلاوت کیں۔ ضماد سن کر حیرت میں پڑ گئے اور سکتے کی کیفیت طاری ہوگئی اور حیرانی کے عالم میں کہنے لگے۔

''یہ کیسا فصیح و بلیغ کلام ہے، اس میں کیسی معقول باتیں ہیں، کیسا مدلل کلام ہے۔''

اور پھر حیرت و تعجب اس پر کہ ایک اُمی اَن پڑھ کی زبان سے ایسا کلام؟ ضماد نے پھر درخواست کی کہ دوبارہ یہ کلام مجھے سنا دیں۔ آپ نے فوراً سنا دیا۔ تیسری مرتبہ پھر سنا، سن کر بولے:

''خدا کی قسم! میں نے کاہنوں کی بولی سنی ہے، جادوگروں کے منتر سنے

ہیں، شعرا کے قصیدے سنے، لیکن اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کلام تو ایسا
ہے سمندر پر اپنا اثر کیے بغیر نہ رہے۔"

عرب کے مشہور شاعر لبیدؔ کا اعتراف عجز:

اخیر میں قرآن کی فصاحت و بلاغت کے سلسلے میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ خداوند عالم کا یہ ایسا کلام ہے جو ہر قسم کے نقائص و عیوب سے پاک ہے۔ جس نے اپنی فصاحت و بلاغت کا بڑے بڑے ادیب اور شعرا سے اقرار کرالیا ہے۔

اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ خانۂ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ منیٰ نامی مقام پر ایام حج میں سالانہ میلہ لگا کرتا تھا، بڑے بڑے شعرا اور ادیب اس میلے میں شریک ہوتے اور مشاعرے ہوتے۔

اسلام کے ظہور کے بعد کسی صحابیؓ نے قرآن کی فصاحت و بلاغت کے اظہار کے لیے

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ۝ (سورۂ کوثر:۱)

"بے شک! ہم نے آپ کو کوثر دی ہے۔"

یہ چھوٹی سی سورت لکھ کر خانۂ کعبہ پر ایسی نمایاں جگہ لٹکا دی جہاں پر ہر شخص کی نگاہ پڑتی تھی۔ اس زمانے کا مشہور شاعر لبید (جس کا عرب میں طوطی بول رہا تھا) زندہ تھا، اس نے یہ سورت پڑھی تو اعتراف شکست کرلیا اور اس کے نیچے لکھ دیا:

مَاهٰذَا قَوۡلُ الۡبَشَرِ.

"یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔"

عمرو ابن طفیل دوسی کا قرآن سن کر اسلام قبول کرنا:

کفار مکّہ نے یہ طریقہ کر رکھا تھا کہ جب قبایل عرب کا کوئی آدمی مکّہ میں داخل ہوتا تو اس کے سامنے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برائیاں کرتے۔ کسی سے کہتے مکّہ میں ایک جادوگر ہے۔ کبھی کہتے مکّہ میں (معاذ اللہ) ایک مجنون ہے۔ دیکھنا اس کی بات نہ سننا۔

ایک مرتبہ قبیلۂ دوس کے سردار طفیل ابن عمرو دوسی، کعبۃ اللہ کی زیارت (عمرہ) کو آئے، یہ بڑے عاقل، فہیم اور فصیح البیان خطیب تھے۔ قریش مکّہ نے حسب معمول ان کو فہمایش کی اور کہا:

"دیکھنا ایک شخص مسجد حرام میں ہمارے باپ دادا کے عقیدے کے خلاف نئے مذہب کی تبلیغ کرتا ہے، اس نے ہم لوگوں میں ایسا تفرقہ ڈالا ہے کہ باپ بیٹے سے جدا، بیٹا باپ سے، میاں بیوی میں اختلاف — غرض یہ کہ گھر گھر میں اختلاف ڈال دیا۔ اور نہ صرف گھر گھر بلکہ تمام قوم کو پراگندہ کر ڈالا اور آپس میں تفریق ڈال دی۔ اس کی باتوں میں ایسا اثر ہے کہ جو اس کی بات سنتا ہے فوراً متاثر ہو کر بددین ہو جاتا ہے۔"

طفیل نے قریش کے بڑے بڑے لوگوں سے یہ باتیں سنیں تو فیصلہ کر لیا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات نہ سنوں گا۔ مزید احتیاط اور حفظ ماتقدم کے طور پر کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ اس کے بعد زمانۂ جاہلیت کی رسم کے مطابق خانۂ کعبہ کا طواف کرنے گیا تو اس کی آنکھوں نے یہ نظارہ دیکھا کہ ایک شخص خانۂ کعبہ میں بالکل نرالے طریقے پر عبادت کر رہا ہے اور بھینی بھینی آواز سے کلام پاک پڑھ رہا ہے۔ اگرچہ کانوں میں روئی ہونے کی وجہ سے پوری طرح سمجھ میں نہ آیا، مگر طرز ادا نے دل میں گھر کر لیا اور اپنے نفس کو ملامت کرنے لگا کہ تو مرد ہو کر ایسا بزدل ہو گیا۔ ایک اُمی اور اَن پڑھ کی زبان سے کلام پاک نہیں سن سکتا، جب کہ خود فصیح و بلیغ مقرر ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عبادت سے فارغ ہو کر چلے تو طفیل بھی پیچھے پیچھے چل دیا اور کہنے لگا:

"میں نے آپ کی زبان مبارک سے قرآن پاک سنا اور مجھے بڑا پسند آیا، اب آپ مجھے اپنے دین (اسلام) کے اصول بتلا دیجیے، آپ نے اس کو اصول بتلائے، پھر قرآن مجید سنایا، سنتے ہی بے خود ہو گیا اور یہ کہتے ہوئے حلقہ بہ گوش اسلام ہو گیا۔"

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا، وَالْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ.

''بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔''

ہندوستان کے ایک بزرگ مولانا مظفر حسین صاحبؒ سے قرآن سن کر ہندو خاندان کا اسلام قبول کرنا:

ہندوستان کے قصبۂ کاندھلہ میں ایک مشہور بزرگ حضرت مولانا مظفر حسین صاحبؒ گذرے ہیں، بڑے متقی اور پرہیز گار تھے، مشتبہ چیز اگر لاعلمی میں کھا لیتے تو فوراً قے ہوجاتی تھی۔ حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کے بھتیجے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے چچا حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحبؒ سے حاصل کی۔ درمیان میں مفتی صاحبؒ کا انتقال ہوگیا تو باقی تعلیم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے نواسے حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ سے حاصل کی۔

ان بزرگ نے ہندوستان سے سات حج پیدل کیے، ۱۰ر محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۵ر مئی ۱۸۶۶ء بہ روز جمعۃ المبارک مدینۂ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کے قریب دفن ہوئے۔

ان بزرگ کا واقعہ ہے ایک مرتبہ سفر میں شام ایک ایسے گاؤں میں ہوگئی جہاں کی ساری آبادی ہندو تھی۔ ہندوؤں کا مسلمانوں سے بغض و عداوت کوئی پوشیدہ راز نہیں۔ آپ نے اس گاؤں کے ایک باشندے سے کہا کہ رات گذارنے کے لیے ہمیں کوئی جگہ بتادو، انہوں نے گاؤں کے باہر ایک جگہ بتلادی۔ آپ کے پاس روٹی تھی، کھا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اتفاقاً رات کو ایک ہندو بہ نیت فاسد آیا تو حضرتؒ کو قرآن کی تلاوت میں مصروف پایا، وہیں بیٹھ گیا اور سنتا رہا۔ تمام رات بڑی بے تابی سے گذاری اور صبح کو حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ رات جو تم پڑھ رہے تھے وہ جلدی سے مجھے بھی پڑھا دو۔ اس کے بعد آپ کو اپنے گھر لے گیا اور وہاں اس کے بیوی بچے وغیرہ سب مسلمان ہوگئے۔ (امیر الروایات: ص ۱۵۰)

باب ④

تاریخ جمع قرآن

یہ باب چھ فصول پر مشتمل ہے

اس عنوان کے ضمن میں مندرجۂ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں:

فصل ①

۱۔ جمع قرآن کے تین دور ہیں۔

۲۔ جمع قرآن کے سلسلے میں مخالفین اسلام کا اعتراض اور پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اس کا جواب۔

فصل ②

۳۔ قرآن مجید کی چند سورتوں کے فضائل۔

فصل ③

۴۔ جمع قرآن کا پہلا دور زمانۂ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین وحی۔

فصل ④

۶۔ جمع قرآن کا دوسرا دور خلافت صدیقی میں

۷۔ جمع قرآن کے سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا صحابۂ کرامؓ سے مشورہ۔

۸۔ جمع قرآن کی اہم خدمت پر حضرت زید ابن ثابتؓ کا تقرر۔

۹۔ حضرت زید ابن ثابتؓ کی شخصیت۔

فصل ⑤

۱۰۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں اشاعتِ قرآن۔

فصل ⑥

۱۱۔ جمع قرآن کا تیسرا دور۔

فصل ①

تاریخِ جمعِ قرآن

جمع قرآن بھی حفاظت قرآن کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، اس لیے اس تاریخ سے مسلمان کو واقف ہونا از بس ضروری ہے۔ لہٰذا جمع قرآن کی تاریخ کا بیان کیا جاتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ جمع قرآن کے تین دور ہیں۔

- پہلا دور پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ مبارک۔
- دوسرا دور خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زمانۂ خلافت۔
- تیسرا دور خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کا زمانۂ خلافت۔

جمع قرآن کے سلسلے میں مخالفین اسلام کا اعتراض اور اس کا جواب:

جمع قرآن کے سلسلے میں دشمنانِ اسلام خصوصاً یورپین مفکرین یہ غلط پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن منتشر تھا، نہ اس کی سورتیں مرتب تھیں، نہ سورتوں کے نام متعین تھے۔

اس کے جواب سے پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ اس قسم کے غلط خیالات واعتراضات سے دشمنانِ اسلام کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جاہل ① اور اپنے دین سے ناواقف مسلمان اس سے متنفر ہو جائیں۔ مگر بندا کی شان کہ اس کا اثر الٹا ہی ہوتا ہے اور اسلام کا کچھ نہیں بگڑتا۔

---

① **جاہل کی اصطلاح:** مسلمانوں کی بہت بڑی قابل گرفت خامی یہ ہے کہ یہ اپنے دینِ اسلام اور اس کی تاریخ، اس کے موٹے موٹے مسائل تک سے واقف نہیں ہیں۔ اس لیے ایسے مسلمان کے لیے ''جاہل'' کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ اسکول وکالج میں زندگی گزارنے کے طریقے نہیں بتلائے جاتے۔ وہ تو زندگی کو دنیا میں حسین بنانے کے گُر سکھاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو ''منافقین فی الملک'' یہ نہیں کہتے کہ دینی علوم اپنی درسیات میں شامل کرو۔ بلکہ جہاں ''علم'' سکھایا جاتا ہے ان سے شدومد کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ ''زندگی کے حسین ہونے کے گُر'' سکھلاو۔ مسلمان اس معاملے میں خود مجرم ہیں۔ (شریفی)

ارشادِ خداوندی ہے:

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝ (سورۂ صف:۹)

''وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کردے، اگرچہ مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔''

سب سے پہلے ایسے لوگ اس حدیث پاک کو غور سے پڑھیں جس سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم مکمل ہوچکا تھا۔

''حضرت جبرئیل علیہ السلام کا معمول تھا کہ ہر رمضان میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی ہے اس سال کے رمضان میں دو مرتبہ دور فرمایا۔'' (بخاری)

یہاں پر یہ بات سوچنے اور غور کرنے کی ہے کہ جب قرآن اور اس کی سورتیں غیر مرتب تھیں تو دور کیسے ہوتا تھا؟

نیز یہ بات بھی کم وبیش ہر شخص جانتا ہے کہ پنج وقتہ نمازوں کی فرضیت سے پہلے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد کی نماز فرض تھی اور اس میں آپ اتنا طویل قیام فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے قدم ہائے مبارک پر ورم آکر خون بہنے لگتا تھا۔ سوچنے کی بات ہے کیا اتنے طویل قیام میں آپ کچھ پڑھتے نہ تھے؟

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت (تہجد میں) دیکھا کہ آپ نے چار رکعت میں سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ اور انعام پڑھیں۔ (ابوداؤد)

گویا ساڑھے سات پارے آپ نے چار رکعت میں پڑھے اور اس ترتیب سے پڑھے، جیسے ہمارے زمانے میں قرآن موجود ہے۔

مزید وضاحت کے لیے اس پر غور کریں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پنج وقتہ نمازوں کی امامت فرماتے وقت ان میں کیا پڑھتے تھے؟ احادیث میں اس کی بھی تفصیلات موجود ہیں۔ ان تفصیلات کے لیے مندرجۂ ذیل معروضات پر غور فرمائیں تو مزید اطمینان ہو جائے گا۔

فجر کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف سورتیں پڑھنا:

مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا. (مسلم بہ حوالہ مشکوۃ: ص ۷۹)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورۂ قٓ اور اس جیسی (بڑی) سورتیں پڑھا کرتے تھے۔''

ایک حدیث میں ہے، حضرت عمرو ابن حریثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

يَقْرَءُ فِي الْفَجْرِ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ. (مسلم بہ حوالہ مشکوۃ: ص ۷۹)

''فجر کی نماز میں والیل اذا عسعس (سورۂ تکویر) پڑھتے سنا۔''

ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فجر کی نماز میں سورۂ مؤمنون پڑھنی شروع کی، ابھی آپ حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے ذکر تک پڑھ پائے تھے کہ آپ کو کھانسی شروع ہوگئی تو آپ نے رکوع فرمادیا۔

(مسلم بہ حوالہ مشکوۃ: ص ۷۹)

سورۂ مؤمنون اٹھارہویں پارے کی پہلی سورت ہے جس کے چھ رکوع ہیں۔

جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دھر پڑھنا:

ایک حدیث میں ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالٓمٓ تَنْزِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ. (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ: ص ۸۰)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں الٓمٓ تَنْزِيْل (یعنی سورۂ سجدہ) اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ (یعنی سورۂ دھر) پڑھا کرتے تھے۔''

ان احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں قرآن منتشر نہ تھا اور سورتوں کے نام تک متعین تھے۔ کتاب کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو اور تفصیل کرتا۔ مختصر کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ ان حدیثوں کے علاوہ اور بہت سی احادیث میں آپ کا نمازوں میں مختلف سورتیں پڑھنا ثابت ہے۔ مثلاً:

مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف، سورۂ دخان، سورۂ طور، سورۂ مرسلات جیسی طویل سورتیں اور مختصر سورتیں پڑھنا تک ثابت ہیں۔ مثلاً سورۂ کافرون، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس۔

صحابہ کرامؓ کا ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لینا:

اسی طرح آپ کے صحابہؓ میں سے بعض صحابہؓ کے متعلق ہے کہ ایک رکعت میں پورا قرآن پاک ختم کر لیا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت عثمان غنیؓ کے متعلق ہے کہ بعض مرتبہ وہ وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ ایک رکعت میں تمام قرآن پاک ختم کر لیا کرتے تھے۔

حضرت سعید ابن جبیرؒ نے دو رکعت میں کعبۃ اللہ میں تمام قرآن پاک پڑھا۔

(فضائل قرآن: ص ۴۸)

خلاصہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانۂ مبارک میں قرآن اسی

طرح ترتیب وار پڑھا جاتا تھا جس طرح ہمارے زمانے میں پڑھا جاتا ہے اور صحابۂ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے اور آپ کے سامنے بیٹھ کر تلاوت بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ جیسے حضرات نے آپ کو کئی مرتبہ سنایا۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ان حضرات نے پورا قرآن جب ہی تو پڑھا اور سنایا جب وہ مرتب تھا، ورنہ کیسے پڑھتے اور سناتے؟

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے ایک روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ

''میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اناسی سورتیں پڑھی تھیں۔''

پورے قرآن میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں، اناسی کے بعد باقی کتنی سورتیں بچیں؟

ان کے علاوہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی بہت سی سورتوں کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ ان سے بھی اس بات کا اندازہ اور جواب ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید اور سورتیں تک زمانۂ نبوت میں مرتب و معین تھیں۔

فصل ۲

قرآن مجید کی چند سورتوں کے فضائل

سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی فضیلت:

① جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(مسلم بہ حوالہ مشکوٰۃ: ص ۱۸۴)

یہ سورت تقریباً ڈھائی پاروں کی ہے، اسی سورت میں آیۃ الکرسی بھی ہے، جس کی فضیلت کا بیان آگے آرہا ہے۔

② ایک حدیث میں ہے: تم سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھا کرو، یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑیں گی۔

(مسلم بہ حوالہ مشکوٰۃ: ص ۱۸۴)

یہ دونوں سورتیں قرآن پاک کی سب سورتوں سے بڑی ہیں۔

③ ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو دو آیتوں پر ختم کیا ہے، یہ دو آیتیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے خزانوں میں سے عطا کی ہیں۔ ان آیتوں کو خود بھی سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی سکھاؤ۔ یہ آیتیں قرآن بھی ہیں اور دعا بھی ہیں (یہ دونوں آیتیں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورت تک ہیں)۔

(دارمی بہ حوالہ مشکوٰۃ: ۱۸۹)

آیۃ الکرسی کی فضیلت:

آیۃ الکرسی کو حدیث میں قرآن کریم کی سب سے بڑی آیت فرمایا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقۂ فطر کی کھجوروں کی چوکی داری اور حفاظت پر مقرر فرمایا، میں رات کے وقت پہرہ دے رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور مٹھی بھر بھر کر کھجوریں اٹھانی شروع کر دیں۔

میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا تو چور ہے، میں تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔

وہ کہنے لگا میں غریب تنگ دست ہوں، بال بچے دار ہوں، خدارا مجھ پر رحم کرو، میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوہریرہ! تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا؟''

میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تنگ دستی اور عیال دار ہونے کی پریشانی بیان کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا..... میں نے چھوڑ دیا۔''

آپ نے فرمایا:

''اس نے تم سے جھوٹ بولا، وہ آج پھر آئے گا۔''

مجھے (حضرت ابوہریرہؓ کو) یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا اور دوسرے روز اس کی تاک میں رہا۔ وہ آیا اور پھر مٹھی بھر بھر کر کھجوریں اٹھانی شروع کر دیں۔ میں نے اس کو پھر پکڑ لیا اور کہا آج تجھے ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے پھر اپنی تنگ دستی اور صاحب اہل و عیال ہونے کی پریشانی کا واسطہ دیا اور وعدہ کیا اب نہیں آوں گا۔ اس وعدے پر میں نے اس کو پھر چھوڑ دیا۔

صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا:

''اے ابوہریرہؓ! وہ تمہارا چور کہاں گیا؟''

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے رات پھر اپنی تنگ دستی اور اہل و عیال کی کثرت سے پریشانی بیان کر کے منّت سماجت کی، مجھے اس پر رحم آ گیا اور اس کو چھوڑ دیا۔''

آپ نے پھر فرمایا:

''وہ جھوٹا ہے اور آج پھر آئے گا۔''

تیسری رات کو میں پھر اس کی گھات میں بیٹھ گیا۔ حسب عادت وہ پھر آیا اور پھر کھجوریں اٹھانے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا آج تیری یہ تیسری مرتبہ حرکت ہے، اب تجھے بالکل نہیں چھوڑوں گا، تو روز وعدہ کرتا ہے اب نہیں آؤں گا، پھر آتا ہے۔ اس نے پھر منت سماجت کی اور نہ آنے کا بڑا پختہ وعدہ کیا اور یہ بھی کہا کہ میں اس کے عوض تمہیں ایسے کلمے بتلاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں (دنیا اور آخرت میں) نفع بخشے گا۔ جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اوپر رات بھر ایک نگہبان (فرشتہ) متعین رہے گا اور صبح تک تمہارے پاس شیطان نہیں آئے گا۔ یہ عمل بتلانے پر میں نے اسے چھوڑ دیا۔

صبح کو خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا:

"ابو ہریرہؓ! وہ تمہارا قیدی کیا ہوا؟"

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس نے چند کلمے بتلائے جن سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے گا۔"

آپ نے فرمایا:

"یادرکھو! اگرچہ وہ جھوٹا ہے، مگر تم سے اس نے سچ بات کہی ہے، تمہیں معلوم ہے یہ تین دن سے تم کس سے باتیں کررہے تھے؟"

میں نے عرض کیا:

"مجھے معلوم نہیں کس سے باتیں ہوتی رہیں۔"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ شیطان تھا۔" (بخاری بہ حوالہ مشکوٰۃ: ص ۱۸۵)

سورۂ یٰسین کی فضیلت:

اس سورت کے حدیث میں بڑے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً:

① یہ سورت قرآن کا دل ہے، جو شخص اس کو دن کے ابتدائی حصے میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی تمام جائز حاجتیں پوری فرمائے گا۔

② جو شخص یہ سورت مداومت اور پابندی کے ساتھ رات کو پڑھنے کا معمول بنالے اگر اس رات میں مر جائے تو شہید مرے گا۔

③ جو شخص اس سورت کو رضائے الٰہی اور دارِ آخرت کے لیے پڑھتا ہے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

④ ایک حدیث میں ہے:

"تم لوگ یہ سورت قریب المرگ لوگوں کو سناؤ۔"

یعنی نزع کے وقت مریض کو سناؤ۔

سورۂ واقعہ کی فضیلت:

اس سورت کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ جو شخص رات کو یہ سورت پڑھے اس کو فاقے کی نوبت نہیں آئے گی۔ چناں چہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے متعلق ہے کہ جب ان پر ضعف کا زمانہ آیا تو حضرت عثمان غنیؓ نے ان کی کچھ خدمت کرنی چاہی اور کہا کہ اس کو اپنی لڑکیوں پر خرچ کریں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے جواب دیا:

"کیا آپ میری لڑکیوں کی محتاجی کا خیال کرتے ہیں؟ حال آں کہ میں نے ان کو سورۂ واقعہ پڑھنے کی نصیحت کر رکھی ہے۔ کیوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اس سورت کو ہر رات میں پڑھ لے گا وہ محتاج نہ ہوگا۔"

سورۂ ملک کی فضیلت:

اس سورت کے بھی حدیث میں بڑے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً:

① قرآن مجید میں تیس آیتوں کی ایک سورت ہے، جو آدمی کی یہاں تک شفاعت کرے گی کہ اس کی بخشش ہو جائے گی، وہ سورت تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔

② ایک حدیث میں ہے جو شخص اس سورت کو ہر رات میں پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچادے گا۔

③ سورۂ ملک منجیہ اور مانعہ ہے یعنی عذاب قبر سے نجات دلانے والی اور عذاب کو روکنے والی ہے۔

④ ایک روایت میں ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''قبر میں فرشتے انسان کے پاس جس جانب سے آتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ اس طرف سے تمہارا راستہ نہیں ہے، کیوں کہ یہ بندہ سورۂ تبارک الذی پڑھا کرتا تھا۔ یہ سورت عذاب قبر کو روکنے والی ہے۔ اس سورت کا نام توریت میں سورۂ ملک ہے۔''

ان سورتوں کے علاوہ اور بہت سی سورتوں کے فضائل احادیث میں بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً:

سورۂ کہف، سورۂ دخان، سورۂ سجدہ، سورۂ حدید، سورۂ رحمٰن، سورۂ کافرون، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس وغیرہ۔

جن سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں قرآن پاک باقاعدہ مرتب تھا، منتشر نہ تھا۔ اس پر بھی اگر کوئی نہ مانے تو پھر یہی کہا جائے گا ؎

گر نہ بیند بہ روز شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

فصل ۳

جمع قرآن کا پہلا دور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جمع قرآن کی کیفیت:

یہ بات پہلے بیان کی جاچکی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) نے سورتوں کے نام وغیرہ بہ حکم خداوندی خود مقرر فرمادیئے تھے اور قرآن کریم کے تیس پارے اور پورے قرآن کی ایک سو چودہ سورتیں حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مرتب ہوچکی تھیں۔

نزول قرآن کے ضمن میں یہ بھی تفصیل سے بتلادیا گیا کہ قرآن پاک وقت ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ مشہور کاتب وحی صحابی حضرت زید ابن ثابتؓ فرماتے ہیں:

> ''آپ پر جب قرآن مجید کا نزول ہوتا تو کاتبین وحی میں سے جو موجود ہوتا اس کو بلاکر لکھوالیتے تھے۔ لکھوانے کے بعد آپ کاتب سے فرماتے تم نے جو کچھ لکھا ہے مجھے سناؤ، تاکہ اگر کتابت میں کوئی غلطی ہوگئی ہو تو صحیح کرادوں۔''

حضرت زید ابن ثابتؓ کے الفاظ یہ ہیں:

فَاِذَا فَرَغْتَ قَالَ اِقْرَاْ فَاقْرَاهُ فَاِذَا کَانَ فِیْهِ سُقْطٌ اَقَامَهٗ.

> ''یعنی کاتب جب لکھ چکتا تو آپ فرماتے پڑھو، میں (حضرت زید ابن ثابتؓ) پڑھتا، اگر اس میں کوئی غلطی ہوتی تو آپ اس کو درست فرما دیتے۔''

اسی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی معمول تھا کہ کاتب سے یہ بھی فرماتے کہ فلاں آیت فلاں جگہ رکھ دو۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے:

ضَعُوْا هٰذِهِ الْاٰيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يَذْكُرُ فِيْهَا كَذَا وَ كَذَا.

"یعنی یہ آیتیں اس سورت میں رکھ دو جس میں فلاں فلاں باتیں بیان کی گئی ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر سورت جدا جدا لکھی جاتی تھی اور جو آیت جس سورت کی ہوتی آپ اس میں شامل کرادیتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین وحی:

کتابت وحی بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے۔ چوں کہ نزول وحی کا کوئی معین وقت نہ تھا، جب ضرورت ہوتی وحی کا نزول ہو جاتا۔ اگر کاتب وحی ایک ہی صاحب ہوتے تو اس میں دشواری پیش آسکتی تھی۔ وہ صاحب کبھی ہوتے کبھی نہ ہوتے۔ بیماری وغیرہ جیسے عذر بھی انسان کو پیش آتے رہتے ہیں۔ اس لیے کتابت وحی کی سعادت تقریباً چالیس صحابہ رضی اللہ عنہم کو حاصل تھی۔ اگر چہ کاتبین وحی میں زیادہ مشہور نام حضرت زید ابن ثابتؓ کا ہے، مگر مندرجۂ ذیل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی کاتبین وحی میں شمار ہے۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق　　۲۔ حضرت عمر فاروق

۳۔ حضرت عثمان غنی　　۴۔ حضرت علی

۵۔ حضرت زبیر　　۶۔ حضرت عمرو ابن العاص

۷۔ حضرت عبداللہ ابن سعد ابی سرح قرشی

۸۔ حضرت ابی ابن کعب　　۹۔ حضرت عبداللہ ابن عمر

۱۰۔ حضرت عامر ابن فہیرہ　　۱۱۔ حضرت مغیرہ ابن شعبہ

۱۲۔ حضرت امیر معاویہ　　۱۳۔ حضرت زید ابن ثابت

رضی اللہ عنہم وعن کل الصحابۃ اجمعین

فصل ④

جمع قرآن کا دوسرا دور خلافت صدیقی میں

یہ تفصیل سے بتلایا جا چکا ہے کہ قرآن کریم کی ترتیب اور سورتوں کے نام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ حکم خداوندی مقرر فرما دیئے تھے۔

اس کے بعد خلیفۂ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانۂ خلافت میں جمع قرآن کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔ کیوں کہ یہ بھی حفاظت قرآن کا اہم جز ہے، اگر اس کو بیان نہ کیا جائے تو ہماری یہ کتاب نامکمل رہے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم یا تو صحابۂ کرامؓ کے سینوں میں محفوظ تھا، یا متفرق طور پر کسی کے پاس آیتیں درخت کی چھالوں پر، کسی کے پاس کھجور کے پتوں پر، کسی کے پاس کپڑوں کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی تھیں۔ ہمارے زمانے کی طرح ایک جگہ تیس پارے مدون اور مجلد شکل میں نہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانۂ خلافت میں مسیلمۂ کذاب سے مشہور جنگ یمامہ ہوئی، جس میں بارہ سو مسلمان شہید ہو گئے۔ ان میں انتالیس حافظ قرآن اور قرا بھی تھے، اتنی بڑی تعداد میں حفاظ و قرا کی شہادت بہت بڑا قومی و ملی سانحہ تھا، جس سے حساس مسلمانوں کے دلوں میں گھٹن سی تھی۔ آخر دل کی بات حضرت عمر فاروقؓ کی زبان پر آئی اور حضرت صدیق اکبرؓ سے کہا:

> ''جنگ یمامہ میں قرا اور حافظ قرآن بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے ہیں، خدانخواستہ اگر ایسی جنگ ایک اور ہو گئی تو قرآن کے ضایع ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لیے اگر اس کو ایک جگہ محفوظ کر لیا جائے تو بڑا اچھا ہو اور قرآن بھی محفوظ ہو جائے گا۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ اس اہم کام (جمع قرآن) کے سلسلے میں متردد رہے اور

تردد کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی کہ جو کام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں نہیں کیا ابوبکرؓ کی ہمت نہیں کہ وہ یہ کام انجام دے ❶۔

حضرت عمرؓ نے جواب دیا، یہ تو کارِ خیر ہے اور اس میں خیر ہی خیر ہے۔ آخر حضرت ابوبکرؓ کی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اور اس نیک کام کے لیے ان کا شرح صدر فرما دیا اور حضرت عمرؓ کے نظریۂ جمع قرآن سے وہ بھی متفق ہو گئے۔

جمع قرآن کے سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ:

اس کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے جمع قرآن کے سلسلہ میں صحابۂ کرامؓ سے مشورے کے لیے ایک مجلس مشاورت منعقد کی، جس میں مندرجۂ ذیل صحابہؓ شریک ہوئے:

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق (صدرِ مجلس)
۲۔ حضرت عمر ابن الخطاب (محرک)
۳۔ حضرت عثمان غنی
۴۔ حضرت علی
۵۔ حضرت ابی ابن کعب
۶۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود
۷۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر
۸۔ حضرت عبداللہ ابن عباس
۹۔ حضرت ابن السائب
۱۰۔ حضرت خالد ابن ولید

❶ **جمع قرآن کے متعلق شبہے کا جواب:** یہ بات بتلائی جا چکی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی ترتیب بتلا دی تھی اور آپ دور بھی فرماتے تھے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جمع قرآن کی صورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بے شک تدوین و ترتیب ہو گئی تھی اور ترتیب کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو خصوصاً ملحوظ تھی، لیکن امت کے لیے ایک جلد میں جس طرح آج قرآن کریم ہے یہ کہاں سے آتا؟ اس کے لیے خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ نے یہ طریقہ اختیار فرمایا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس میں گواہوں کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جیسا کہ آگے آئے گا۔ وجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرامؓ اس کے جمع میں ذمہ داری کے ساتھ شریک ہو جائیں اور ان کے پاس جو تحریرات کلام الٰہی کی منتشر صورت میں ہے وہ بھی سامنے آ جائے۔ واللہ اعلم! (شریفی)

۱۱۔ حضرت طلحہ	۱۲۔ حضرت سعد
۱۳۔ حضرت حذیفہ	۱۴۔ حضرت سعید
۱۵۔ حضرت سالم	۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ
۱۷۔ حضرت عبادہ ابن صامت	۱۸۔ حضرت ابوذر
۱۹۔ حضرت ابوالدرداء	۲۰۔ حضرت ابوموسی اشعری
۲۱۔ حضرت عمرو ابن العاص	۲۲۔ حضرت زید ابن ثابت

رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن کل الصحابۃ اجمعین۔

جمع قرآن کے لیے حضرت زید ابن ثابتؓ کا تقرر:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی اور مشہور قاری و حافظ حضرت زید ابن ثابتؓ کو بلایا اور ان سے وہی بات کہی جو حضرت ابوبکرؓ سے حضرت عمر فاروقؓ نے کہی تھی، یعنی یہ کام تو خیر ہی کا ہے۔ حضرت زید ابن ثابتؓ حضرت ابوبکرؓ کی طرح اس مسئلے میں متردد تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی بھی رہنمائی فرمائی اور وہ جمع قرآن کی اہم خدمت انجام دینے کے لیے تیار ہو گئے۔

ان حضرات سے مشورے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے شہر مدینہ میں یہ اعلان کیا گیا کہ جس کے پاس قرآن شریف کی کوئی آیت یا سورت موجود ہو وہ اپنے ساتھ دو گواہ بھی لے کر آئے جو اس بات کی تصدیق کریں کہ یہ آیتیں ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فلاں وقت اور فلاں موقع پر سنی ہیں، گویا جمع قرآن میں اتنی احتیاط کی گئی۔

احتیاط کی متعلق خود حضرت زید ابن ثابتؓ کا بیان ہے کہ سورۂ توبہ کی دو آیتیں لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ۔ سے اخیر سورت تک صرف حضرت حذیفہ انصاریؓ کے پاس محفوظ تھیں، لیکن دو گواہ نہیں ملتے تھے۔ آخر بسیار تلاش کے بعد وہ آیتیں میں نے حضرت حذیفہؓ سے لے لیں اور پورا قرآن پاک جمع کر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی

خدمت میں پیش کر دیا، جو حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات تک ان کے پاس رہا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد وہی قرآن حضرت عمرؓ کے پاس رہا۔ اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم — اُمّ المومنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ ابن الخطاب کے پاس رہا۔ (تاریخ الخلفاء وصدیق اکبرؓ)

حضرت صدیق اکبرؓ کے جمع قرآن کی کیفیت کو تفسیر الاتقان میں یوں بیان کیا گیا ہے:

وَكَانَ الْقُرْاٰنُ فِيْهَا مُنْتَشِراً فَجَمَعَهَا جَامِعٌ وَرَبَطَهَا بِخَيْطٍ.

''یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں قرآن کے جو اجزا (متفرق) تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم سے حضرت زید ابن ثابتؓ نے سب کو ایک جگہ جمع کر دیا اور ایک دھاگے سے اس کی شیرازہ بندی کر دی۔''

حضرت ابوبکرؓ کے جمع قرآن کے اس پورے تفصیلی بیان کے بعد مزید وضاحت کے لیے حضرت علیؓ کے اس قول پر ہم اس بیان کو ختم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''سب سے زیادہ اجر قرآن شریف کے متعلق حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ملے گا، کیوں کہ اول آپ ہی وہ شخص ہیں جس نے قرآن شریف کو کتابی صورت میں کیا۔'' (تاریخ الخلفاء بہ حوالہ مسند ابویعلی)

اس تفصیل کے بعد حضرت زید ابن ثابتؓ جنہوں نے بہ حکم حضرت ابوبکرؓ جمع قرآن کی اہم خدمت انجام دی ان کی شخصیت کے متعلق بھی مختصر بیان ملاحظہ ہو۔

حضرت زید ابن ثابتؓ کی شخصیت:

ابھی بیان کیا جا چکا ہے اور آگے بھی آئے گا کہ جمع قرآن کی اہم خدمت کے لیے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ دونوں ہستیوں کی نظر انتخاب حضرت زید ابن

ثابتؓ پر پڑی۔ آخر اس کی کیا وجہ تھی اور آپ میں ایسی کیا خصوصیت تھی جس کی وجہ سے آپ کو یہ اعزاز بخشا گیا؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت سمجھنے کے لیے چند باتیں عرض کر دی جائیں:

① آپ کا حافظہ بڑا قوی تھا اور آپ بڑے ذکی و ذہین تھے۔

② جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے اور اس کی اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے کہ کاتب وحی سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک جو بہ ذریعہ وحی آپ پر نازل ہوتا تھا اس کے کاتب تھے۔

③ آپ نے وہ زمانہ بھی دیکھا تھا جس سال کے رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آخری دور فرمایا اور دور بھی دو مرتبہ فرمایا۔ اس دور کے بعد قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی۔

④ ایک اہم اور خصوصی بات یہ تھی کہ حضرت زید ابن ثابتؓ نے اسی قرأت کے مطابق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا قرآن سنایا۔

⑤ آپ نہ صرف یہ کہ حافظ تھے بلکہ بہت بڑے قاری تھے اور قاری بھی مختلف قرأت کے۔ ان وجوہ کی بنا پر دونوں خلفاؓ نے حضرت زید ابن ثابتؓ کو اتنی بڑی اور اہم ذمے داری سپرد کی اور آپ کا انتخاب کیا۔

آپ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانۂ خلافت میں بیت المال کے افسر تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانۂ خلافت میں ۴۵ھ/ ۶۶۵ء میں بہ عمر چھپن سال آپ کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

ایں سعادت بہ زور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

فصل ⑤

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ
کے زمانۂ خلافت میں اشاعتِ قرآن

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مدت خلافت دو سال تین ماہ اور گیارہ دن ہے، جو بہت ہی کم ہے۔ مگر آپ نے اتنے سے عرصے میں مرتدین سے جنگ، مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی اور جمع قرآن جیسے اہم اور تاریخی کارنامے انجام دیئے، جو آپ کا ہی حصہ تھا اور یہ شاندار کارنامے تاریخ اسلامی کا روشن باب ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی وفات سے پہلے صحابۂ کرامؓ کے مشورے سے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین اور مسلمانوں کا خلیفہ مقرر فرمایا، آپ کی خلافت کے دس سال چھ ماہ چار دن ہوتے ہیں۔

اس تمام عرصے میں آپ نے جو اصلاحات کیں تاریخ کے صفحات ان سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ اصلاحات آپ کے سنہرے اور روشن کارنامے ہیں، جن کا نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی اقرار کرتے ہیں۔ آپ کے ان کارناموں میں سے ایک عظیم الشان کارنامہ اشاعتِ قرآن ہے۔

تعلیم قرآن کے لیے مدارس کا قیام:

آپ نے تمام مفتوحہ ممالک میں مدارس قرآن جاری کیے اور پڑھانے والے قراء واساتذہ کے وظیفے مقرر کیے۔ مدینۂ منورہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی تعلیم کے لیے مکاتب میں جو استاذ پڑھاتے تھے ان کی اس زمانے میں پندرہ پندرہ درہم ماہوار تنخواہ تھی، جو اس وقت اور اس زمانے کے لحاظ سے بہت سمجھی جاتی تھی۔

تعلیم قرآن کے لیے صحابۂ کرامؓ کو غیر ممالک میں بھیجنا:

ہم پیچھے بہت سے حفاظ صحابۂ کرامؓ کے نام لکھ آئے ہیں، آپ نے ان میں سے

حضرت معاذ ابن جبلؓ، حضرت عبادہ ابن الصامتؓ، حضرت ابی ابن کعبؓ، حضرت ایوب انصاریؓ، حضرت ابوالدرداءؓ کو بلا کر کہا کہ شام کے مسلمانوں کو آپ حضرات کی بہت ضرورت ہے، آپ حضرات وہاں جا کر قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ ان میں حضرت ابوایوب انصاریؓ ضعیف اور حضرت ابی ابن کعبؓ بیمار تھے، اس لیے یہ دونوں حضرات نہ جاسکے، باقی تین حضرات تیار ہو گئے۔

حضرت عمرؓ نے ان تینوں حضرات کو ہدایت فرمائی کہ پہلے حمص جائیں، کچھ دنوں وہاں رہ کر تعلیم قرآن کا نظام درست کرنے کے بعد تین میں سے ایک حمص ٹھیر جائے، ایک دمشق چلا جائے، ایک فلسطین میں کام کرے۔

دمشق میں حضرت ابوالدرداءؓ کا طریقۂ تعلیم:

دمشق شام کا دارالخلافہ ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ کا طریقۂ تعلیم یہ تھا کہ فجر کی نماز پڑھ کر دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھ جاتے تھے، طلبا کا ہجوم اگر زیادہ ہوتا تو دس دس طلبا کی جماعت بنادیتے تھے اور ہر دس آدمی پر ایک قاری پڑھانے کے لیے مقرر کر دیتے تھے۔ آپ خود چل پھر کر ان کی نگرانی فرماتے اور پڑھنے والوں کی آواز پر کان لگائے رکھتے، جب ان میں سے کسی کا قرآن ختم ہوتا تو پھر مزید اصلاح کے لیے آپ اس کو اپنی شاگردی میں لے لیتے تھے۔

دمشق کے مدرسۂ ابوالدرداءؓ کے طلبا کی تعداد:

ایک دن حضرت ابوالدرداءؓ نے اس مدرسے میں پڑھنے والے طلبا کا شمار کرایا تو آپ کے حلقۂ درس میں موجود طلبا کی تعداد سولہ سو تھی۔

اللہ اکبر! قارئین اس سے اندازہ کریں کہ اس زمانے کے مسلمانوں کو قرآن شریف سے تعلق کتنا تھا؟ اور کتنے ذوق وشوق سے پڑھتے تھے۔ اس کے بعد ہم قرآن کریم سے اپنی دلچسپی کا اندازہ کریں تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

فوج میں تعلیم قرآن کا شوق اور حفاظ کی تعداد:

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت سعد ابن وقاصؓ کو ایک خط لکھا:

"جو فوجی افسر حافظ قرآن ہوں ان کو میرے پاس بھیج دو۔"

تو حضرت سعدؓ نے جواب میں لکھا کہ

"صرف میری فوج میں تین سو حفاظ موجود ہیں۔"

آپ کا معمول تھا کہ صوبوں کے حکام اور فوجی افسروں سے ہر سال فارغ ہونے والے حفاظ کی فہرست طلب کیا کرتے تھے۔

بصرہ میں ایک سال میں فارغ ہونے والے حفاظ کی تعداد:

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے صوبۂ بصرہ سے ایک سال میں فارغ ہونے والے دس ہزار حفاظ کی فہرست بھیجی، جس سے آپ بہت خوش ہوئے اور ان کے وظیفے میں اضافہ کر دیا۔

قرآن مجید کی جبریہ تعلیم:

آپ نے قرآن کریم کی تعلیم اتنی عام کی کہ دیہات کے باشندوں (بدوؤں) تک کو نہیں چھوڑا اور ایک شخص حضرت ابوسفیانؓ نامی کے ساتھ چند آدمی اور مقرر فرمائے جو قبایل میں گھوم پھر کر ہر شخص کا امتحان لیں کہ کس کو کتنا قرآن یاد ہے؟ اگر یاد نہ ہو تو سزا دیں۔

تعلیم قرآن کے سلسلے میں احتیاط:

تعلیم قرآن کے سلسلے میں جہاں اتنا اہتمام تھا وہاں یہ بھی احتیاط تھی کہ قرآن پڑھانے والے استاذ صرف وہی ہوں جن کی سند کا سلسلہ صحیح طریقے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہو۔

آپ نے یہ بھی تاکیدی احکام دیئے کہ قرآن مجید کی تعلیم میں صحت الفاظ واعراب کا

بھی خیال رکھا جائے:

تَعَلَّمُوْا اِعْرَابَ الْقُرْاٰنَ کَمَا تَعَلَّمُوْا حِفْظَهٗ.

''کہ قرآن کی طرح اس کے اعراب کی صحت کا بھی خیال رکھو۔''

تراویح کی جماعت کا اہتمام اور اس کا فایدہ:

قرآن شریف کی اشاعت کے لیے آپ نے رمضان المبارک ۱۴ھ/ اکتوبر ۶۳۵ء میں باقاعدہ امام کی اقتدا میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنے کا اہتمام کیا اور تمام صوبوں کے حکام کو فرمان بھیجا کہ اپنے اپنے مقامات میں نماز تراویح کا اہتمام کریں۔ مدینہ منورہ میں نماز تراویح پڑھانے کے لیے باقاعدہ مستقل امام کا تقرر فرمایا۔ یہ بات تجربے اور مشاہدے میں آئی ہے کہ تراویح میں قرآن شریف سنانے کا عوام اور حفاظ دونوں کو فایدہ پہنچتا ہے۔ عوام جب سنتے ہیں تو ان میں قرآن پڑھنے پڑھانے کا شوق پیدا ہوتا ہے، حفاظ کی یادداشت بڑھتی ہے، قرآن میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ جو نہیں سناتا اس کا کچا ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید پڑھنے والوں کی عزت:

امیر المومنینؓ کی یہ بھی عادت تھی کہ اپنے دربار میں ان لوگوں کی زیادہ عزت کرتے جن کو قرآن کا علم زیادہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی آپ بہت زیادہ عزت و توقیر کرتے، جس پر مہاجر و انصار صحابہؓ نے اعتراض کیا۔ آپ نے جواب دیا ان کے پاس قرآن کا علم زیادہ ہے اس لیے میں ان کی عزت کرتا ہوں۔

قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ امیر المومنینؓ کے اس اہتمام کی وجہ سے قرآن مجید کے حفاظ کس قدر ہوں گے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں قرآن کریم کی تعداد:

اشاعت قرآن کے سلسلے میں یہ بیان کر دینا بھی ایمان میں زیادتی اور تقویت کا

سبب ہوگا کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی وفات کے وقت قرآن مجید مسلمانوں میں اتنا پھیل چکا تھا کہ ان کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔

مذہب کے معاملے میں سخت پالیسی کا فایدہ:

یہ تجربے کی بات ہے کہ اگر ملک کا سربراہ دین دار ہو اور دین کے معاملات میں سخت ہو تو اس کا اثر رعایا پر بھی پڑتا ہے۔

اور اگر سربراہ بد دین فاسق و فاجر ہو تو رعایا کی اکثریت پر بھی وہی اثر غالب ہوگا۔ مشہور مقولہ ہے:

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ.

''لوگ (رعایا) اپنے بادشاہ اور سربراہ کے طور وطریق پر ہوتے ہیں۔''

چناں چہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے اسی جذبۂ اسلام اور سخت گیر پالیسی کا نتیجہ تھا کہ ہر فرد دین کے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ آپ کو خود قرآن کریم کی تلاوت کا بڑا شوق تھا، اس کے باوجود لوگوں سے پڑھوا کر سنا کرتے تھے۔ آپ جب کبھی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو دیکھتے تو فرماتے:

''اے ابوموسیٰ! ہم کو اپنے پروردگار کی یاد دلاؤ، وہ فوراً قرآن کی تلاوت شروع کردیتے۔''

ایک روز آپ گشت کرتے کرتے مسجد کی طرف آ گئے تو دیکھا کچھ لوگ حلقہ بنائے بیٹھے ہیں، دریافت کرنے پر معلوم ہوا حضرت ابی ابن کعبؓ کے ساتھ لوگ جمع ہیں۔ یہ سن کر آپ بھی اس مجلس میں بیٹھ گئے اور باری باری ہر ایک سے قرآن شریف سنانے کی درخواست کی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے رات کو گشت کرتے کرتے ایک گھر کے قریب سے گذرے تو آپ کے کان میں ایک عورت کی آواز آئی:

''بیٹی! دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دے۔''

بیٹی نے جواب دیا:

''امیر المومنین کی طرف سے تنبیہ اور حکم ہے کہ دودھ میں پانی ہرگز نہ ملایا جائے۔''

بڑھیا نے کہا:

''یہاں تو امیر المومنین دیکھ نہیں رہے، وہ یہاں موجود ہی نہیں۔''

لڑکی نے قسم کھا کر کہا:

''ہمارے لیے یہ بات مناسب نہیں، وہ اگر موجود نہیں تو اللہ تو دیکھ رہا ہے۔''

اس واقعے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی سختی کا کتنا فایدہ اور اثر تھا۔ ہمارے زمانے میں بھی ایسے ہی سخت فرماں روا کی ضرورت ہے، تا کہ دین سے بھٹکے ہوئے لوگ پھر دین پر گامزن ہوں۔

(سیدنا عمر فاروقؓ کے خدمت قرآن کے یہ واقعات تاریخ الخلفاء، خلفائے راشدینؓ، الفاروقؓ وغیرہ کتب سے ماخوذ ہیں۔)

فصل ⑥

جمع قرآن کا تیسرا دور

خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے زمانۂ خلافت میں جمع قرآن:

سیدنا حضرت عثمان غنیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ آپ کی قرآن کریم سے محبت عشق کی حد تک بڑھی ہوئی تھی اور کیوں نہ ہوتی جب کہ آپ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ حدیث سنی تھی:

خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.

(مشکوٰۃ المصابیح بہ حوالہ صحیح بخاری: ص ۱۸۳)

''تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے پڑھائے۔''

آپ کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے آپ کو قرآن پاک سے شغف اور انس تھا۔ آپ حافظ قرآن تھے اور اکثر رات بھر میں پورا قرآن ختم کرلیا کرتے تھے۔ دن میں بھی تلاوت کا معمول تھا۔ شہادت کے وقت بھی آپ تلاوت میں مصروف تھے اور آپ کے خون کا پہلا قطرہ:

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ. (سورۂ بقرہ: ۱۳۷)

''سو اب کافی ہے تیری طرف سے ان کو اللہ۔''

پر گرا۔

خلیفۂ سوم کے جمع قرآن کے متعلق علمائے کرام کی آرا:

سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کا سب سے بڑا کارنامہ خدمت قرآن کے سلسلے میں یہ ہے کہ آپ نے قرآن کو اختلاف اور تحریف سے بچالیا۔

صاحب سیر الصحابہؓ لکھتے ہیں:

''قران مجید کی حضرت عثمان غنیؓ نے جو خدمت کی، اس کی حفاظت کا سامان بہم پہنچایا، اس کو تحریف و تغیر سے سالم رکھنے کے لیے جو ذرائع اختیار کیے، اس کی نشر و اشاعت کی جو صورتیں پیدا کیں، اس کی کتابت کا جو اہتمام فرمایا، آفاق عالم میں اس کی تعلیم کا جو بندوبست کیا، ان تمام خدمات کے لحاظ سے حضرت عثمان غنیؓ اسلام کی تاریخ میں حضرت ابوبکرؓ کے بعد سب سے بڑا درجہ رکھتے ہیں؟

حضرت عثمان غنیؓ نے کتابِ الٰہی کو مسلمانوں کے ہاتھ میں جس حسن و خوبی اور جس نظم و ضبط کے ساتھ دیا اس کی وجہ سے ابدالآباد تک تمام حلقہ بہ گوشانِ اسلام کی گردنیں خلوص و عقیدت کے ساتھ ان کے آستانہ عقیدت پر جھکی رہیں گی۔ یہ کام اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس قدر اہم اور عظیم الشان تھا جس کی نظیر حضرت ابوبکرؓ کے سوا کسی بزرگ کی سوانح حیات میں نہیں مل سکتی۔'' (سیر الصحابہؓ: ج۲)

مصنف ''خلفائے راشدینؓ'' لکھتے ہیں:

''مذہبی خدمات کے سلسلے میں حضرت عثمان غنیؓ کا سب سے زیادہ روشن کارنامہ قرآن مجید کو اختلاف و تحریف سے محفوظ کرنا اور اس کی عام اشاعت ہے۔.....ظاہر ہے ان اختلافات کو رفع کرنے کی کوشش نہ کی جاتی تو آج قرآن کا بھی وہی حال ہوتا جو توریت و انجیل اور دیگر صحف آسمانی کا ہوا۔'' (خلفائے راشدینؓ: ص۲۳۲)

مصنف ''رحمۃ للعالمین'' مولانا قاضی سلیمان منصور پوریؒ لکھتے ہیں:

''امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ شہید مظلوم...... بہ لحاظ خلافت بڑے کامیاب خلیفہ تھے۔ آج جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہے اس پر اس کا جامع قرآن کا احسان ہے۔'' (رحمۃ للعالمین: ج۲)

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے جمع قرآن میں فرق:

ان اقتباسات سے حضرت عثمان غنیؓ کے جمع قرآن کی اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ مگر کسی کے دل میں یہ خیال آ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں جامع قرآن ہوئے تو دونوں کے جمع میں فرق کیا ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں ہستیوں کے جمع قرآن میں جو فرق ہے اس فرق کو آسان سے آسان طریقے پر یوں سمجھیے:

جمع قرآن کا اولین شرف تو حضرت ابوبکرؓ کو حاصل ہے اور قرآن کو اختلاف و تحریف سے بچانے اور اس کو آفاق عالم و ممالک اسلامیہ میں گھر گھر اور شہروں میں پہنچانے اور پھیلانے کا سہرا امام مظلوم سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے سر ہے۔ اس لیے آپ کو ''جامع قرآن'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

مزید وضاحت کے لیے یوں سمجھیے:

حضرت ابوبکرؓ نے قرآن مجید کو ایک جگہ بین اللوحین جمع کیا تھا، کیوں کہ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک جگہ نہ تھا۔ صرف صحابہ کرامؓ کے سینوں میں محفوظ تھا، یا کسی صحابیؓ کے پاس کوئی آیت لکھی ہوئی تھی، کسی کے پاس سورت تھی۔ اور لکھا ہوا بھی اس صورت میں تھا کہ کسی کے پاس درختوں کے چھال پر، کسی کے پاس پرانے کپڑے پر، کسی کے پاس جھلی پر۔ غرضے کہ منتشر صورت میں تھا۔ اس میں اس کا بھی اہتمام نہ تھا کہ کوفی ایک لفظ کو کیسے پڑھتے ہیں اور اہلِ شام اسی لفظ کو کس طرح پڑھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کریم کے مختلف اور منتشر اجزا کو ایک جگہ تیس پاروں کی شکل میں جمع کر دیا، جس کے ضایع ہونے کا خدا کے فضل سے خطرہ جاتا رہا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں جمع ہو گیا تھا تو حضرت عثمان غنیؓ کے دوبارہ جمع کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اور جمع کس طرح کیا گیا؟ ان سوالات کا جواب ہماری درج ذیل معروضات میں ملاحظہ فرمائیں۔

دراصل جمع قرآن دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ

خلافت میں، دوسری مرتبہ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانۂ خلافت میں۔
پہلی مرتبہ منتشر اور پھیلے ہوئے قرآن پاک کو ایک جگہ اکٹھا کر کے جمع کیا گیا، اس میں قرأت کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ چناں چہ اس کا اثر حضرت عثمان غنیؓ کے زمانۂ خلافت میں ظاہر ہونا شروع ہوا۔ اس اختلاف کو مصنف ''صدیق اکبرؓ'' مولانا پروفیسر سعید احمد اکبر آبادیؒ کے الفاظ میں پڑھیے:

''حقیقت یہ ہے کہ شام اور عرق کی فتح کے بعد جب اسلامی مملکت کے حدود وسیع ہو گئے تو مختلف مصاحف (قرآن) جو مختلف صحابہؓ کے پاس محفوظ تھے وہ تمام مملکت میں پھیل گئے اور ہر شہر کے لوگوں نے اپنے اپنے مقامی حفاظ قرآن کی قرأت کے مطابق اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ چناں چہ اہل کوفہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے نسخۂ مصحف کے مطابق قرأت کرتے تھے۔ اہل بصرہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، اہل دمشق حضرت مقداد الاسودؓ اور اہل شام حضرت ابی ابن کعبؓ کے نسخوں کے مطابق قرأت کرتے تھے۔ یہ اختلاف اگر چہ قرأت کا تھا، لفظ اور عبارت کا نہیں تھا۔ لیکن قرأت کا یہ اختلاف وسیع، لفظوں کے الٹ پھیر تک بھی وسیع ہوسکتا تھا اور ضرورت تھی کہ اس کی حد بندی کی جائے اور اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے کوئی قدم اٹھایا جائے۔ اسی اثنا میں ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ آرمینیہ اور آذربائی جان کی سرحد پر جنگ ہو رہی تھی، وہاں حضرت حذیفہ ابن الیمانؓ نے دیکھا کہ اہل عراق اور اہل شام کی قرأت میں بڑا شدید اختلاف ہے۔'' (صدیق اکبرؓ)

اختلاف کی شدت کا اندازہ اس کیا جا سکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنی قرأت کو دوسرے کی قرأت پر ترجیح دیتا تھا اور بسا اوقات اپنے خلاف پڑھنے والے کو خطا کار بلکہ کافر تک سمجھتا تھا۔ اس اختلاف سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حکومت کی طرف سے کتنا سخت قدم اٹھانے کی ضرورت تھی۔

چناں چہ اس اختلاف سے متاثر ہو کر حضرت حذیفہؓ حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''امیر المومنین! قبل اس کے کہ یہ امت گم راہ ہو اور اپنی کتاب (قرآن) میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کریں، اس کی خبر لیں اور اس کا سدباب کریں۔''

حضرت حذیفہؓ کی یہ بات سن کر امیر المومنینؓ بڑے متفکر ہوئے اور صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ مشورے میں یہ طے پایا کہ قرآن پاک کو ایک حرف (قرأت) پر لکھا جائے اور دوسری قرأتوں کو چھوڑ کر تمام ممالک میں اسی قرأت پر لوگوں کو جمع کیا جائے۔ (عثمان ذی النورینؓ)

جمع قرآن کے سلسلے میں حضرت عثمانؓ کا اقدام:

صحابہ کرامؓ سے مشورہ کے بعد آپ نے یہ اقدامات کیے:

① حضرت حفصہؓ زوجہ رسول، بنت حضرت عمرؓ کے پاس پیغام بھجوا کر حضرت صدیق اکبرؓ والا قرآن پاک منگایا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ جمع قرآن کا کام مکمل ہونے کے بعد آپ کو قرآن مجید واپس کر دیا جائے گا۔

② اس کے بعد حضرت زید ابن ثابت انصاریؓ، حضرت سعید ابن العاصؓ، حضرت عبدالرحمٰن ابن الحارثؓ اور حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ، ان چار حضرات کی کمیٹی بنا کر کتابت اور نقل قرآن کا حضرت زید ابن ثابتؓ کو حکم دیا۔ باقی تین حضرات جو قریشی تھے ان کو حکم دیا کہ جس قرأت کے متعلق تم میں اور حضرت زید ابن ثابتؓ میں اختلاف ہو اس میں قریش کی زبان کی پیروی کی جائے، کیوں کہ قریش کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے قرآن مجید کے مختلف اجزا کو جو منتشر اور بکھرے ہوئے تھے ایک جگہ بین اللوحین جمع کیا تھا اور اختلاف قرأت سے تعرض نہیں

کیا تھا۔ اسی مصحف (ابی بکرؓ) پر اعتماد کر کے آپ نے اس کو بنیاد اور اصل قرار دیا اور قرأتیں متعین کر دیں، جو آج سبعہ قرأت کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ والا جمع کردہ قرآن حضرت حفصہؓ کو واپس کر دیا اور جن صحابہؓ کے پاس ان کے ترتیب دادہ قرآن تھے وہ بھی سب سے لے لیے، تاکہ اختلاف و انتشار کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سد باب ہو جائے۔

ان معروضات و تفصیلات سے حضرت عثمان غنیؓ کے دوبارہ قرآن جمع کرنے کا مطلب و مقصد پوری طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اور کس طرح جمع کیا گیا؟ کیوں جمع کیا گیا؟ اس قسم کے تمام سوالات حل ہو جاتے ہیں اور انسان کا تردد رفع ہو کر سکون قلب حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ کا قرآن مجید کے نسخے لکھوا کر دوسرے ممالک میں بھیجنا:

آپ نے اپنی ہدایات کے مطابق جمع کردہ قرآن کے کئی نسخے تیار کرائے۔ آپ کے حکم سے جو قرآن لکھا گیا یہ "رسم عثمانی" کے نام سے مشہور ہے۔ قرآن کریم کا رسم الخط بھی مستقل معجزہ ہے۔

ان نسخوں میں سے ایک نسخہ مکّہ معظّمہ بھیجا، ایک بصرہ، ایک کوفہ، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین بھیجا اور ایک مدینۃ الرسول میں رکھا اور ایک اپنی تلاوت کے لیے رکھ لیا۔ جو نسخہ اپنے لیے رکھا اس نسخے کا لقب "امام" تھا۔ مورخین کا بیان ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ شہادت کے وقت اسی مصحف "امام" میں تلاوت کر رہے تھے اور پہلا قطرۂ خون آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر گرا تو وہ یہی "امام" تھا۔

یہ ایک عرصے تک دمشق میں خلفائے بنی امیہ کے پاس رہا، پھر دمشق سے منتقل ہو کر اسلامی حکومت کے زوال کے بعد مراکش کے دارالخلافہ تیونس پہنچ گیا۔ مشہور سیاح علامہ ابن بطوطہؒ کے بیان کے مطابق یہ آٹھویں صدی ہجری تک جامع بصرہ میں موجود تھا اور اس پر حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے خون کے دھبے نمایاں طور پر نظر

آتے تھے۔ یہ نسخہ ۱۹۰۴ء میں روس کے دارالخلافہ ماسکو پہنچا، ماسکو سے پھر بخارا چلا گیا۔ جب ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں روسیوں نے ترکستان پر دوبارہ قبضہ کرلیا اس کے بعد روسی دوبارہ ماسکو لے گئے، جواب بھی ماسکو میں ہے ❶۔

۹/فروری ۱۹۶۱ء میں روسی سفیر (ڈاکٹر ایس ایم کپتا) متعینہ پاکستان نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ تاشقند میں کلام پاک کا وہ نسخہ موجود ہے جو شہادت کے وقت حضرت عثمان غنیؓ تلاوت فرمار ہے تھے۔ (خدام الدین، نومبر ۱۹۷۱ء: ص ۱۲۰)

یہ خالی دکھلاوے کا اعلان نہیں بلکہ پاکستان کے بعض لیڈر جو روس کے دورے پر گئے انہوں نے اس کی اپنی آنکھوں سے زیارت بھی کی ہے اور اگر میری یاد غلطی نہیں کر رہی تو اس کا اخبارات میں فوٹو بھی شایع ہوا تھا۔

غور کریں کہ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کا یہ کتنا بڑا کارنامہ ہے کہ قرآن کی ایک قرأت پر کتابت کرا کر فتنۂ تحریف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا، اگر ایک شہر یا ملک میں قرآن مجید ایک طرح پڑھا جاتا اور دوسرے شہر میں دوسری طرح پڑھا جاتا تو کتنا اختلاف ہوتا؟؟؟ اور اس کا نتیجہ کتنا خطرناک نکلتا؟ اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

ہمارا رات دن کا مشاہدہ ہے کہ دین کی باتوں پر عمل نہ کرنے والے طرح طرح کی بولیاں بولتے ہیں اور عمل سے بچنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے بھئی یہ مولوی بھی عجیب ہیں، ایک ہی مسئلے میں ایک مولوی کچھ کہتا ہے دوسرا کچھ۔ اب کس کی بات پر عمل کریں اور کدھر جائیں؟ یہی قرآن کے متعلق بھی کہتے کہ کون سا قرآن صحیح ہے؟ جب کہ اب بھی بہت سے بدقسمت لوگ قرآن کو خدا کی کتاب نہیں مانتے۔ بلکہ قرآن سے محبت اور تعلق رکھنے والے کو بے وقوف سمجھتے ہیں۔

---

❶ **نسخۂ امام کی زیارت کا شرف:** یہ نسخہ غالباً وسطی ایشیا کے کسی علاقے میں تھا۔ راقم کو ذوالقعدہ ۱۴۲۶ھ/ جنوری ۲۰۰۵ کو مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں باب عثمانؓ پر جو لائبریری بنی ہوئی ہے اس کے مخطوطات میں قرآن مجید کا نسخہ ''امام'' کی زیارت کا موقع ملا۔ جو انھوں نے صرف کثیر خرچ کر کے وسطی ایشیا کے اس علاقے سے حاصل کیا ہے۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ کی آیت پر خون کے نشانات اس نسخے میں نمایاں ہیں۔ (شریفی)

قرآن کے رکوع کیسے متعین ہوئے؟:

چلتے چلتے یہ بتلا دینا بھی مفید اور معلومات میں اضافے کا سبب ہوگا کہ قرآن پاک میں ہر سورت کے شروع میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اس سورت میں آیتوں کی تعداد اتنی ہے اور رکوع اتنے ہیں۔

علما نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے تراویح پڑھائی تو آپ نے جہاں رکوع کیا اس جگہ ''ع'' کی علامت بنا دی گئی۔

بعض علما یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن سلمیؒ نے تراویح کی نماز میں پہلی رکعت کا رکوع وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ اور دوسری رکعت کا رکوع عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ پر کیا اور ختم قرآن تک اسی طرح رکوع کرتے رہے، اسی جگہ رکوع کی علامات لکھ دی گئی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ طریقہ پسند کیا، اسی کے موافق رکوع لکھ دیئے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب!

فائدہ: پورے قرآن کریم میں پانچ سو چالیس رکوع شمار کیے گئے ہیں۔ رکوع کی علامت ''ع'' ہے، جو حاشیے کے باہر لکھی ہوئی ہوتی ہے اور جس آیت پر رکوع ہوتا ہے اس پر بھی چھوٹا سا ''ع'' بنا ہوا ہوتا ہے۔ ہر رکوع کے عین پر تین نمبر ہوتے ہیں۔ مثلاً پارہ الم کا پہلا رکوع عَظِيمٌ ۝ پر ہوتا ہے، یہاں عین پر اس طرح نمبر لکھے ہوئے ہیں ''ع'' اوپر کا نمبر سورت کے رکوع کا، درمیان کا نمبر رکوع کی آیتوں کی تعداد کا اور نیچے کا نمبر پارے کے رکوع کا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہم جیسے لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ

خدمت قرآن میں حضرت علیؓ کا حصہ:

کاتبین وحی کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ان حضرات میں شامل ہیں اور خلفائے راشدینؓ میں حضرت علیؓ کا بھی شمار ہے۔جمع قرآن کے سلسلے میں حضرت ابوبکرؓ،حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ تینوں خلفا کے کارناموں کا تفصیلی بیان ہو چکا ہے۔

چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ ہیں۔آپ کے متعلق حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ فرماتے ہیں:

مَارَاَیْتُ قُرَاً مِنْ عَلِیٍّؓ

"میں نے حضرت علیؓ سے اچھا قاری قرآن نہیں دیکھا۔"

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ قرآن کریم کے بہترین قاری تھے۔

آپ نہ صرف یہ کہ بہترین قاری تھے، بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پورا قرآن یاد کر کے حافظ قرآن بھی ہو گئے تھے۔قاری و حافظ کے ساتھ آپ بہترین مفسر قرآن بھی تھے۔ایک مرتبہ آپ نے خود فرمایا:

"میں ہر آیت کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ کون سی آیت کہاں اور کیوں اور کس کے حق میں نازل ہوئی۔"

صحابۂ کرامؓ میں حضرت ابن عباسؓ کے سوا تفسیر قرآن کے اس کمال میں اور کوئی آپ کا شریک نہیں۔

مصنف خلفائے راشدینؓ لکھتے ہیں:

"علم ناسخ و منسوخ میں آپ کو کمال حاصل تھا اور اس کو آپ بڑی اہمیت دیتے تھے اور جن لوگوں کو اس میں درک نہ ہوتا ان کو درس و وعظ سے روک دیتے تھے۔"

آگے لکھتے ہیں:

"آیات کی تفسیر و تاویل کے متعلق آپ سے اس کثرت سے روایتیں ہیں

کہ اگر ان کا استقصاء (شمار) کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔"

علم نحو کی ایجاد اور اس کی اہمیت:

عربی زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے ہر لفظ کے آخر میں حرکت یعنی زبر، زیر، پیش وغیرہ ضرور ہوتا ہے۔ آپ قرآن شریف کھول کر دیکھیں تو آپ کو کوئی حرف ایسا نہیں ملے گا جو حرکت سے خالی ہو۔

قرآن کریم صحیح پڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ کس حرف کے آخر میں پیش ہے، کس حرف کے آخر میں زبر اور کس حرف پر زیر ہے؟ اور کہاں جزم؟ پھر یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ کون سے الفاظ ایسے ہیں جن کی حرکت ہمیشہ یک ساں رہتی ہے؟ اور کون سے الفاظ ایسے ہیں جن کی حرکت بدلتی رہتی ہے؟ ان باتوں کا علم—علم نحو کے ذریعے ہوتا ہے۔

علم نحو کی تعریف اور فائدہ:

علم نحو وہ علم ہے جس سے کلموں کو جوڑ کر جملے بنانے کی ترکیب اور عربی کلموں کے آخری حرفوں کی حالت معلوم ہو کہ کس جملے کا آخری حرف ہمیشہ ایک طرح پڑھا جاتا ہے اور کن جملوں کے آخری حرفوں میں تبدیلی ہوتی ہے۔

اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ قرآن صحیح صحیح پڑھنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً: اَلرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ میں آدمی علم نحو کے ذریعے یہ معلوم کرلے گا کہ اَلرَّحْمٰنُ کے نون پر کیا حرکت ہے عَلَّمَ کے میم پر کیا حرکت ہے اور اَلْقُرْاٰنَ کے نون پر کیا حرکت ہے۔

علم نحو کی ایجاد کی وجہ:

علم نحو کی ایجاد حضرت علیؓ کا خاص کارنامہ ہے۔ اس فن کی ایجاد کی ضرورت اس

لیے پیش آئی کہ ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو غلط قرآن پڑھتے ہوئے سنا، جس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ کوئی قاعدہ ایسا بنایا جائے جس سے اعراب میں غلطی کا امکان نہ رہے۔ چناں چہ حضرت ابوالاسود دولیؒ کو بلا کر آپ نے چند کلی قاعدے بتلائے ان قواعد کی روشنی میں حضرت ابوالاسود دولیؒ نے یہ کام انجام دیا۔ اسی لیے علم نحو کے ابتدائی اصول حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہیں اور یہی اصول وقواعد علوم قرانی میں سہولت کا ذریعہ بنے۔

حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت کا ایک واقعہ:

حفاظت قرآن کے ضمن میں حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت کے ایک واقعے کا بیان ہماری اس کتاب کی مناسبت سے ایمان میں پختگی کا سبب ہوگا، وہ واقعہ یہ ہے:

آپ کے زمانۂ خلافت میں شہر انطالیہ کے کچھ لوگ اہل کتاب میں سے یہ درخواست لے کے حاضر ہوئے کہ قرآن مجید میں جس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر ہے اس میں ایک لفظ میں صرف ایک نقطے کی وجہ سے ہمارے شہریوں (انطاکیہ والوں) کی بدنامی ہوتی ہے اور یہ ہمارے اوپر ایک کلنگ کا ٹیکہ ہے۔ وہ لفظ سولہویں پارے کے پہلے رکوع (سورۂ کہف:۷۷) میں فَـأَبَـوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

''پھر ان دونوں کی مہمانی سے انکار کر دیا۔''

ہماری آپ سے صرف ذرا سی یہ درخواست ہے کہ با کا نقطہ ہٹا کر اوپر دو نقطے لگا دیں، یعنی فَاَبَوْا کا فَاَتَوْا کر دیں، تو اس کا ترجمہ بدل کر یہ ہو جائے گا:

''ان دونوں کی مہمانی اور خاطر و مدارات کی۔''

حضرت علیؓ نے غصہ ہو کر بھرائی ہوئی اور کرخت آواز میں جواب دیا:

''اگر تم دنیا کی ساری دولت بھی میرے قدموں میں ڈال دو تب بھی یہ نقطہ نیچے ہی رہے گا۔''

باب ⑤

حفاظت قرآن

یہ پانچ فصول پر مشتمل ہے

اس عنوان کے ضمن میں مندرجہ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں:

فصل ①

۱۔ حفاظتِ الٰہی۔

فصل ②

۲۔ حفاظت قرآن پر چند بصیرت افروز واقعات۔

۳۔ خلیفہ مامون کے زمانے میں ایک یہودی خطاط کے مسلمان ہونے کا واقعہ۔

۴۔ انگریزوں کی قرآن ضایع کر کے ختم کرنے کی ناپاک سازش۔

۵۔ حفاظت قرآن پر ایک ملحد کا واقعہ۔

۶۔ حفاظت قرآن پر ایک جلسے کا واقعہ۔

فصل ③

۷۔ حفاظت قرآن کے مختلف طریقے۔

۸۔ تحریف لفظی سے حفاظت بہ ذریعہ حفاظ قرآن۔

۹۔ پیغمبر عالم ﷺ کے زمانہ مبارک میں بعض حافظ قرآن صحابہؓ وصحابیاتؓ کے نام۔

۱۰۔ صحابہؓ کے حافظے کے متعلق ایک انگریز مؤرخ کا قول۔

۱۱۔ حفاظت قرآن بہ ذریعہ اعراب ونقاط وتشدید۔

فصل ④

۱۲۔ تاریخ اعراب وتشدید ونقطہ ہائے قرآن۔

فصل ⑤

۱۳۔ حفظ قرآن بہ ذریعہ رسم الخط۔

فصل ①

حفاظتِ الٰہی

تمام آسمانی کتابوں میں سے سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب آج روئے زمین پر ایسی نہیں جیسی نزول کے وقت تھی۔ یہ امتیاز اور شرف صرف قرآن پاک کو ہی حاصل ہے کہ لوح محفوظ سے جیسا نازل ہوا تھا آج تک اسی طرح محفوظ ہے۔

برخلاف دوسری آسمانی کتابوں کے کہ اس کے ماننے والوں نے خود اس میں اتنی تحریف کردی کہ تلاش کے باوجود ایک نسخہ بھی ان کتابوں کا صحیح نہیں مل سکتا۔ بلکہ اگر ایک کتاب کے دو نسخے بھی موازنہ کر کے دیکھیں تو دونوں میں تضاد اور فرق ہوگا۔ یہ ان کی تحریف کی کھلی اور صاف دلیل ہے۔ لیکن ان کے مقابلے میں قرآن مجید کے جتنے نسخے چاہیں اور جس ملک میں چاہیں اٹھا کر دیکھ لیں سب یک ساں ہوں گے۔ حتیٰ کہ کسی میں زبر، زیر یا نقطے تک کا اختلاف بھی نہ ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے لیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (سورۂ حجر:۹)

''ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

یہ سوال کسی کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کیوں کی، جب کہ دوسری کتابیں بھی اسی کی نازل کردہ ہیں؟ تو اس کا جواب کوئی مشکل اور پے چیدہ نہیں۔ ذرا سے غور وفکر سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ تورات وانجیل وغیرہ ایک معینہ وقت تک کے لیے نازل ہوئی تھیں، دائمی نہیں تھیں اور نہ تمام دنیا کے لیے تھیں۔ جب تک پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے تھے اس وقت تک یہ کتابیں بھی تھیں۔ آپ پر جب نزول قرآن ہوا تو یہ کتابیں منسوخ قرار دے دی گئیں اور فرمادیا گیا:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي

الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ O (سورۂ آل عمران:۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہش مند ہوگا تو اس کا وہ دین ہرگز مقبول نہ ہوگا اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

اس تشریح و وضاحت کے بعد غور کیا جائے کہ جس کا محافظ خدا ہو، اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔ چناں چہ دشمنان اسلام بھی اس کے معترف ہیں کہ قرآن کریم بہ روز نزول سے آج تک ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ الخ کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''یاد رکھو! اس قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں اور ہم نے ہی اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئت سے وہ اترا ہے بدون (بغیر) ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہر قسم کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ و مصون رہے گا۔

زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں لیکن قرآن کی صوری و معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گم کر دینے میں ساعی ہوں گی لیکن اس کے ایک لفظ کو کم نہ کر سکیں گی۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدۂ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقے سے پورا ہو رہا ہے جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے۔'' (موضح الفرقان، ص:۳۴۹)

ایک جگہ ارشاد ہے:

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ O لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ. (سورۂ حم سجدہ:۴۱، ۴۲)

''اور یہ (قرآن) بڑی باوقعت کتاب ہے، جس میں جھوٹ کا (ذرا بھی) دخل نہیں، نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔''

فصل ④

حفاظت قرآن پر چند بصیرت افروز واقعات

خلیفہ مامونؒ کے زمانے میں ایک یہودی کاتب وخطاط کے مسلمان ہونے کا واقعہ:

امیر المومنین مامون الرشید رحمہ اللہ کے دربار میں کبھی کبھی علمی مسائل پر بحث و مباحثے کی مجلس مذاکرہ کا انعقاد ہوا کرتا تھا، جس میں اہل علم شریک ہوا کرتے تھے اور ہر شخص کو داخلے کی اجازت ہوا کرتی تھی۔

ایک مرتبہ مباحثے میں ایک یہودی آ گیا جو شکل وصورت اور لباس وغیرہ سے ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا۔ گفتگو بھی عالمانہ اور سنجیدہ کرتا تھا۔ جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے امتحاناً اس سے کہا کہ

"اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا معاملہ کریں گے۔"

اس نے جواب دیا:

"میں اپنے آبائی مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

بات ختم ہوگئی۔ یہ شخص دربار سے چلا گیا اور ایک سال بعد مسلمان ہو کر آیا اور مجلس مذاکرہ میں فقہ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر کی اور عمدہ تحقیقات پیش کیں۔ مجلس مذکراہ ختم ہونے کے بعد مامون نے اس کو بلا کر دریافت کیا تم وہی شخص ہو جو گذشتہ سال مجھے یہ جواب دے کر گئے تھے؟

اس نے جواب دیا:

"بے شک! میں وہی شخص ہوں۔"

مامون نے کہا:

"اس وقت تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا، اس کے بعد

پھر تم کس وجہ سے مسلمان ہوئے؟'' ،

اس نے جواب دیا:

''گذشتہ سال جب میں یہاں سے واپس ہوا تو میں نے موجودہ مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا۔ امیر المومنین! میں ایک خطاط اور خوش نویس آدمی ہوں، اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھ لکھ کر فروخت کرتا ہوں اور اچھی قیمت پر فروخت ہو جاتی ہیں۔ میں نے امتحاناً تورات کے تین نسخے کتابت کیے، جن میں بہت سی جگہ اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی اور وہ نسخے لے کر کنیسہ (عبادت خانہ) پہنچا، یہودیوں نے بڑی شوق سے ان کو خرید لیا۔ پھر اسی طرح انجیل کے تین نسخے کتابت کر کے نصاریٰ کے عبادت خانے پہنچا تو عیسائیوں نے بھی بڑی قدر و منزلت سے مجھ سے تینوں نسخے خرید لیے۔ پھر یہی طریقہ میں نے قرآن کے ساتھ کیا، اس کے تین نسخے بہت عمدہ کتابت کیے اور ان میں بھی اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی، اس کے بعد جب میں ان کو بازار میں فروخت کرنے گیا تو جس کے پاس بھی میں لے کر گیا اس نے پہلے یہ دیکھا کہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟ جب کمی بیشی نظر آئی تو اس کو واپس کر دیا اور خریدنے سے انکار کر دیا۔ اس واقعے سے میں نے یہ سبق لیا کہ یہ کتاب (قرآن) محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی حفاظت کی ہوئی ہے۔ اس کے بعد میں مسلمان ہو گیا۔'' (معارف القرآن)

انگریزوں کی قرآن کو ختم کرنے کی ناپاک سازش:

میں نے اپنے بزرگوں اور بعض اساتذہ سے یہ واقعہ سنا ہے کہ انگریز جیسی چالاک اور مکار قوم نے یہ سوچا کہ مسلمانوں کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پائے تیرہ صدی گذر گئیں، مگر مسلمانوں میں اپنے مذہب سے محبت و تعلق ویسا ہی ہے، اس

میں کمی نہیں ہوتی اور آج تک غیر مسلم حلقۂ بہ گوش اسلام ہوتے رہتے ہیں۔ حال آں کہ غیر مسلم اور دشمن اسلام طاقتیں اسلام کے خلاف رُپیہ پیسہ خوب خرچ کرتی ہیں، مگر اسلام ہے کہ پھیلتا جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے ایک کمیٹی بٹھائی گئی، وہ کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی کہ مسلمانوں میں یہ جذبہ اور اسلام کی ترقی کا راز ان کی مذہبی اور مقدس کتاب قرآن مجید ہے، جب تک یہ دنیا میں موجود ہے اسلام کی ترقی کو روکنا ناممکن اور مسلمان کے دل سے اپنے دین کی محبت ختم نہیں ہوسکتی۔

اس لیے مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کا جذبہ اور محبت ختم کرنے کے لیے قرآن مجید دنیا سے ناپید اور ختم کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کروڑوں رُپیہ جمع کیا گیا اور سب سے پہلے انگریزوں کی ایک جماعت ہندوستان پہنچی اور اپنے اس ناپاک منصوبے کا آغاز بمبئی شہر سے کیا اور تمام کتب فروشوں سے قرآن مجید کے نسخے منہ مانگے داموں خرید کر رات کو سمندر کی لہروں کی نذر کرنا شروع کردیا۔ حتیٰ کہ بمبئی کے تمام کتب فروشوں کے کتب خانوں سے قرآن مجید ختم ہوکر خالی ہوگئے۔ یہ جماعت اپنے اقدام پر بہت خوش ہوئی کہ ایک مرحلہ تو طے ہوگیا اس کے بعد اس شہر کی مساجد کا رخ کیا اور مسجد میں سے ضرورت سے زاید نسخے خریدنے شروع کیے اور ائمہ مساجد سے مصر ہوئے کہ تمام نسخے ہمارے ہاتھ فروخت کردیں، جو چاہے ہدیہ لے لیں۔ ایک امام صاحب اس جماعت کے ارادوں کو بھانپ گئے اور ان لوگوں سے کہا:

> ''میں تمہارے فاسد ارادوں اور خیال خام کو سمجھ گیا ہوں، تم یہ سمجھتے ہو اس طرح قرآن دنیا سے ناپید اور ختم ہوجائے گا؟ میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ ہماری یہ کتاب خدا کی ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے ہی لیا ہے۔''

اس کے بعد ان امام صاحب نے اپنے مدرسے کے قرآن حفظ کرنے والے طلبا

کو بلایا اور کہا:

''کہیں سے قرآن شریف کا کوئی رکوع پڑھو۔''

انہوں نے حکم ملتے ہی فرفر پڑھنا شروع کیا، وہ جماعت طلبا کی صورتوں کو تعجب سے دیکھتی رہی۔ اس کے بعد امام صاحب نے کہا:

''بے شک! تم ساری دنیا کے قرآن شریف خرید کر ضائع کر سکتے ہو مگر سینوں سے نہیں نکال سکتے۔''

آخر وہ لوگ سمجھ گئے کہ واقعی قرآن کو سارے انسان اور دنیا کی ساری حکومتیں بھی مل کر ختم کرنا چاہیں تو ان کے بس کی بات نہیں۔ اسی کو قرآن پاک میں یوں فرمایا گیا:

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ.

(سورۂ عنکبوت:۴۹)

''یہ قرآن واضح اور کھلی ہوئی آیتوں کا مجموعہ ہے، جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں۔''

بقول کسی شاعر کے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حفاظت قرآن پر ایک ملحد کا واقعہ:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک ملحد نے قرآن کو مٹانے کے لیے اپنے خیال میں یہ سورت اختیار کی کہ جس قیمت پر بھی قرآن ملتا اس کو خرید کر تلف (ضائع) کر دیتا تھا۔ ایک شخص نے اس سے کہا تم یہ کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ جب تک مسلمانوں میں قرآن باقی ہے اسلام بھی باقی ہے، ہم چاہتے ہیں قرآن مٹے تو اسلام بھی مٹے۔ وہ شخص ہنسا اور کہا تمہاری خیر خواہی تو مناسب نہیں،

مگر اسلام کی یہ بھی خاصیت ہے کہ مخالف کی بھی خیر خواہی کرتا ہے، اس لیے میں تمہاری خیر خواہی کے لیے مشورہ دیتا ہوں کہ بے کار اپنا رُپیہ برباد نہ کرو، اس طریقے سے قرآن مٹ نہیں سکتا۔ مانا کہ قرآن کی جلدیں تم خرید کر تلف کردو گے، مگر جن سینوں میں یہ کلام محفوظ ہے ان سے کیسے نکالو گے؟ اس کلام پاک کی شان تو یہ ہے:

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ.

(سورۂ عنکبوت:۴۹)

"بلکہ یہ قرآن ایسی صاف آیات کا مجموعہ ہے جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے جن کو علم دیا گیا ہے۔" (ترجمہ از کشف الرحمٰن)

خدا کے فضل سے یہ کلام پاک تو مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو یاد ہے، اگر قرآن کریم کی ساری جلدیں بھی ختم کردی جائیں تو چند حافظ جمع ہو کر پورا قرآن اپنے حافظے سے دوبارہ لکھوادیں گے۔ اس ملحد نے ان ناصح کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور کہا آپ نے مجھے بہت بڑے مالی نقصان اور پریشانی سے بچالیا۔

حفاظت قرآن پر ایک جلسے کا واقعہ:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں مظفر نگر (ہندوستان میں ایک شہر) کے ایک جلسے کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک جلسے میں ایک مولوی صاحب نے حفاظت قرآن کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے ایک آیت پڑھی اور اس میں قصداً بھول گئے۔ اہل جلسہ سے مخاطب ہو کر بولے اس جلسے میں جو حفاظ ہیں وہ کھڑے ہو جائیں اور مجھے بتلائیں۔ اسی وقت سینکڑوں حافظ کھڑے ہو گئے۔

مولوی صاحب نے کہا مجھے یہ دکھلانا تھا کہ اس جلسے میں حفاظ چھانٹ چھانٹ کر نہیں بلائے گئے، محض اتفاقیہ طور پر جمع ہو گئے ہیں۔ جب اتفاقیہ مجمع میں اتنے حفاظ موجود ہیں تو ایک ضلع میں کتنے ہوں گے اور ایک کمشنری میں کتنے؟ اسی طرح تمام دنیا میں کتنی تعداد میں حفاظ ہوں گے؟ اس جلسے میں مخالفین اسلام بھی تھے، وہ لوگ یہ دیکھ

کر دنگ رہ گئے۔اس سے زیادہ قرآن کی حفاظت وحقانیت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے؟ کوئی انجیل یا وید وغیرہ کا ایک ہی حافظ دکھلا دے؟

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَنَّ دِيْنَ مُحَمَّدٍ
وَكِتَابُهٗ اَقْوىٰ وَاَقْوَمُ قِيْلًا

''اللہ اکبر! دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی کتاب (قرآن) بڑی محکم اور بالکل درست ہے۔''

لَا تَذْكُرُا لْكُتُبَ السَّوَالِفَ عِنْدَهٗ
طَلَعَ الصَّبَاحُ فَاطْفَاءَ الْقَنْدِيْلَا

''قرآن کے سامنے پچھلی کتابوں کا ذکر ہی نہ کرو، صبح طلوع ہوگئی پس اس نے قندیل کو بجھا دیا۔''

فصل ④

قرآن مجید کی حفاظت کے مختلف طریقے

یہ تو معلوم ہو گیا کہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ رب العزت نے لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری آسمانی کتابوں کے برخلاف قرآن اپنے نزول کے وقت سے آج تک بالکل محفوظ چلا آرہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک محفوظ رہے گا۔ اب ہم قرآن کی حفاظت کے چند طریقوں کا بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس کی حفاظت کا کس طرح کام لے رہے ہیں۔

تحریف لفظی سے حفاظت بہ ذریعہ حفاظ قرآن:

پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت ایسی نہیں گذری جس میں بے شمار تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔ خیال کریں کہ آٹھ نو سال کا چھوٹا سا بچہ جو اپنی مادری زبان کا دو تین جز کا چھوٹا سا رسالہ بھی یاد نہیں کر سکتا وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم اور عظیم الشان کتاب......... جو متشابہات سے پر ہے، کس طرح فر فر سنا دیتا ہے۔

دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گھوم پھر کر دیکھیں تو تلاش کرتے کرتے آپ کی آنکھیں تھک جائیں گی، لیکن قرآن کے سوا انجیل و تورات یا زبور کا ایک حافظ بھی نہ ملے گا۔

خدانخواستہ اگر روئے زمین سے قرآن کریم کے سارے نسخے بھی ختم کر دیئے جائیں تب بھی لاکھوں حفاظ سے من کر بلا کسی تغیر و تبدل کے دوبارہ جمع کیا جا سکتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ ایسا مشکل اور اہم اور پر صعوبت کام تھا کہ اگر اس کو بندوں کی مرضی، ہمت، تدبیر اور انتظام کے حوالے کر دیا جاتا اور توفیق ربانی ان کی مدد نہ کرتی تو

کسی طرح سرانجام نہ پاتا۔

بہ قول شیخ التفسیر مولانا عثمانیؒ:

”آج تک کوئی لحہ اور کوئی ساعت ایسی نہیں بتلائی جاسکتی جس میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔ جنہوں نے کاغذ کے اوراق میں نہیں، جومٹ جانے اور جل جانے کا امکان رکھتے ہیں۔ سیاہی کے نقوش میں نہیں جن کے محو اور مشکوک ہوسکنے کا احتمال ہے۔ لکڑی اور لوہے کے صندوقوں میں نہیں جن کے کھوئے جانے یا ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے، بلکہ اپنے دلوں کے اوراق میں اور سینوں کے صندوقوں میں بڑی احتیاط اور خبرداری سے محفوظ رکھا۔“ (اعجاز قرآن)

پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں بعض حافظ قرآن صحابۂ کرامؓ کے نام:

آپ کے زمانۂ مبارک میں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ نہ ہوئی تھی، اس کے باوجود علما نے لکھا ہے کہ اس وقت بھی حافظ قرآن صحابہؓ کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ اسلام جتنا خطۂ حجاز سے نکل کر دوسرے ممالک میں پھیلتا گیا اسی رفتار سے مسلمانوں کی تعداد میں بھی یوماً فیوماً اضافہ ہوتا چلا گیا اور قرآن کریم کے حفاظ کی تعداد بھی بڑھتی رہی۔ یہاں ان تمام صحابہؓ کے نام تو درج نہیں کیے جاسکتے، پھر بھی ان میں سے سینتیس مشہور حفاظ کے نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ سیدنا حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ سیدنا حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ سیدنا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ سیدنا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔ سیدنا حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸۔ سیدنا حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰۔ سیدنا حضرت عبادہ ابن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱۔ سیدنا حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۔ سیدنا حضرت مجمع ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳۔ سیدنا حضرت فضالہ ابن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴۔ سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵۔ سیدنا حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶۔ سیدنا حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷۔ سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸۔ سیدنا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۹۔ سیدنا حضرت عبداللہ ابن ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۰۔ سیدنا حضرت عبید ابن معاویہ ابن زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۱۔ سیدنا حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۲۔ سیدنا حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳۔ سیدنا حضرت سلمہ ابن مخلد ابن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۴۔ سیدنا حضرت سعد ابن عبید ابن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۵۔ سیدنا حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۶۔ سیدنا حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۷۔ سیدنا حضرت عبداللہ ابن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۸۔ سیدنا حضرت سلیمان ابن ابی خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹۔سیدنا حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۰۔سیدنا حضرت معاذ ابن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۱۔سیدنا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۲۔سیدنا حضرت عقبہ ابن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۳۔سیدنا حضرت عبداللہ ابن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۴۔سیدنا حضرت سعد ابن المنذر ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۵۔سیدنا حضرت قیس ابن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۶۔سیدنا حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۷۔سیدنا حضرت ابوحلیمہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مردوں کے علاوہ حفظ قرآن کا شوق عورتوں تک میں تھا۔ چناں چہ چار صحابیاتؓ مشہور حافظۂ قرآن تھیں۔

۱۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۔ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۳۔ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۴۔حضرت امّ ورقہ ابن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان ناموں سے سمجھ دار حضرات اتنا اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی بننے کے بعد صرف تیئس سال حیات رہے، مگر اتنے مختصر عرصے میں اسلام نے کتنی ترقی کی اور کس تیزی سے پھیلا، یہ صرف اسلام کا اعجاز ہے۔ جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

صحابہؓ کے حافظے کے متعلق ایک انگریز مؤرخ کا قول:

مشہور مؤرخ سر ولیم میور لکھتا ہے:

”ان کی قوت حافظہ انتہائی درجے کی تھی اور اس کو وہ لوگ قرآن کریم یاد

کرنے کے سلسلے میں بڑی سرگرمی سے کام میں لاتے تھے۔ان کا حافظہ ایسا مضبوط تھا اور ان کی محنت ایسی قوی تھی کہ اکثر اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بڑی صحت کے ساتھ تمام وحی کو حفظ پڑھ سکتے تھے۔"

(لائف آف محمد)

بے شک! صحابہ کرامؓ کے حافظے تو قوی تھے ہی مگر آج بھی ہمارا تجربہ ہے کہ قرآن مجید پڑھنے والے کا حافظہ قوی ہو جاتا ہے اور قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد اگر کوئی دنیاوی تعلیم حاصل کرنا چاہے تو بہت جلد ترقی کرتا ہے۔

فصل ④

حفاظت قرآن بہ ذریعۂ اعراب ونقاط

تاریخ اعراب، تشدید اور نقطہ ہائے قرآن:

جمع قرآن کا مفصل بیان ہو چکا، جو دراصل حفاظت قرآن کا ہی ایک حصہ ہے۔ اس کے بعد قرآن کریم کے اعراب وغیرہ کی تاریخ کا بیان کیا جاتا ہے جس سے قارئین خود یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ جس طرح اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تاریخ محفوظ ہے اسی طرح قرآن کریم کی پوری تاریخ محفوظ ہے۔

یہ بات تفصیل سے بتلائی جا چکی ہے کہ زمانہ رسالت میں زیادہ تر قرآن پاک لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا۔ آپ کے زمانے میں جو حضرات کاتبین قرآن تھے وہ حروف کو بغیر اعراب وغیرہ کے کتابت کیا کرتے تھے، مگر پڑھنے میں اعراب ونقطوں کا لحاظ رکھتے تھے۔ یعنی شین کو شین ہی پڑھتے تھے، ضاد کو ضاد پڑھتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ! خود حدیث شریف میں آپ نے حکم دیا:

اِعْرَبُوا الْقُرْاٰنَ. (بیہقی)

"قرآن کی تلاوت میں اعراب کا لحاظ رکھو۔"

حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ آپ نے حکم دیا:

تَعَلَّمُوْآ اِعْرَابَ الْقُرْاٰنَ كَمَا تَعَلَّمُوْا حِفْظَهٗ

"کہ حفظ قرآن کی طرح اس کے اعراب کی صحت کا بھی خیال رکھو۔"

مگر خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں اعراب ونقاط کا رواج نہ تھا۔

اوّل تو اس وجہ سے کہ اکثر صحابہؓ حافظ تھے اور قرآن کریم ان کے سینوں میں محفوظ تھا۔

دوسرے چوں کہ صحابہؓ صاحب السان تھے اور عربی ان کی مادری زبان تھی، اس

لیے ان حضرات کو اعراب کی ضرورت نہ تھی۔

مگر جب اسلامی فتوحات کا دروازہ کھلا اور اسلام جزیرۃ العرب سے باہر دوسرے ممالک میں پھیلنا شروع ہوا تو بہت سے ممالک ایسے تھے جن کی مادری زبان عربی نہ تھی۔ جیسے افغانستان، ایران، ترکستان، ہندوستان وغیرہ۔ ایسے ممالک میں لوگوں کو بغیر اعراب کے قرآن شریف پڑھنا دشوار طلب مسئلہ بن جاتا۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کے زمانے میں ہی یہ کیفیت ہو چلی تھی جس کی وجہ سے آپ کو علم نحو ایجاد کرنا پڑا۔

آج ہم اپنے زمانے میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ بہت سے دنیاوی تعلیم کے بڑے بڑے ماہر جو اپنے نزدیک حافظ قرآن کو جاہل سمجھتے ہیں اور صرف جاہل سمجھنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ حقیر نگاہوں سے دیکھتے ہیں، ایسے ماہرین قرآن کا ایک رکوع بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اگر اعراب سے حروف خالی ہوتے تو کیا حال ہوتا؟ جب پڑھنے والے کی ابتدا ایسی ہو تو انتہا کا خود اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسے حضرات سے بس یہی کہوں گا ؎

خاک ساران جہاں را بہ حقارت منگر
تو چہ دانی دریں گرد سوارے باشد

آرمینیہ اور آذربائی جان کے لوگوں کے اختلاف کا حال اسی کتاب میں پیچھے گذر چکا ہے۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے شاگرد حضرت ابوالاسودؒ کو علم نحو کے قاعدے بتلا کر ان کو مرتب کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ سے پہلے حضرت عمرؓ بھی اپنے زمانۂ خلافت میں علم نحو کے قواعد مرتب کرنے کا حکم دے چکے تھے، مگر حضرت ابوالاسودؒ کو قواعد مرتب کرنے میں کچھ دیر ہو گئی، حتیٰ کہ ایک دن یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت ابوالاسود الدولی (المتوفی ۶۹ھ/ ۶۸۸ء) نے ایک شخص کو آیت:

اَنَّ اللّٰہَ بَرِیۡٓءٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ وَرَسُوۡلُہٗ.

''بلاشبہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بے زار ہیں۔''

میں وَرَسُوْلُہٗ کالام کا زیر پڑھتے سنا یعنی وَرَسُوْلِہٖ پڑھا جس کے معنی بدل کر یوں ہو گئے:

''بے شک اللہ مشرکین اور اپنے رسول سے (العیاذ باللہ) بے زار ہے۔''

غور کریں کہ ایک حرکت کی تبدیلی سے معنی کیا سے کیا ہو گئے اور کتنی بڑی گستاخی و بے ادبی کی بات ہو گئی۔

ان حالات سے حضرت ابوالاسودؒ بہت متاثر ہوئے اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی وصیت کا خیال آ گیا۔ اس کے بعد آپ نے ایک آدمی سے کہا تم قرآن لے کر بیٹھ جاؤ، میں قرآن پڑھنا شروع کرتا ہوں، جس حرف پر میں منہ کھولوں تو اس حرف پر ایک نقطہ لگا دینا (یہ نقطہ زبر کی علامت تھا)، اور اگر منہ نیچے کی طرف جھکاؤں تو حرف کے نیچے ایک نقطہ لگا دینا (یہ نقطہ زیر کی علامت تھا)، اور اگر دونوں ہونٹ ملا دوں تو حرف کے آگے نقطے لگا دینا (یہ نقطہ پیش کی علامت تھا)۔ اگر ان حرکات کے ساتھ غنہ بھی کروں تو دو نقطے لگا دینا (یہ تنوین کی علامت تھی)۔

حضرت ابوالاسودؒ نے یہ اہم کام ۴۲ھ/ ۶۶۱ء کے بعد انجام دیا۔ اس کے بعد حضرت ابوالاسودؒ کے دو شاگرد حضرت نصر ابن عاصمؒ، حضرت یحییٰ ابن یعمرؒ نے اپنے استاذ کے ایجاد کردہ نقطوں کی اصلاح کر کے زیر، زبر، پیش ایجاد کیے اور نقطوں سے الفاظ کا کام لیا۔ تعبیر رؤیا کے امام حضرت ابن سیرینؒ کے پاس ایک قرآن تھا، جس پر حضرت یحییٰ ابن یعمرؒ نے نقطے لگائے تھے۔ یہ کام ۷۳ھ/ ۶۹۲ء یا ۷۴ھ/ ۶۹۳ء میں انجام دیا گیا۔

اسی طرح آیت کے ختم پر آیت کی O گول علامت بھی حضرت ابوالاسودؒ کی ایجاد ہے۔

قارئین اندازہ کریں کہ ان بزرگوں نے یہ علامتیں مقرر کرنے میں کتنی محنت اور عرق ریزی کی ہو گی۔ جب کہ ہمارا دن رات کا مشاہدہ ہے کہ ان مرتب شدہ قواعد میں بڑے بڑے ماہرین فن سے غلطی ہو جاتی ہے۔

یہ بھی مشہور ہے کہ عبدالملک ابن مروان نے حجاج ابن یوسف کو نقطے وغیرہ لگانے کا حکم دیا۔عبدالملک کے بعد اس کے بیٹے خلیفہ ولید نے حجاج ابن یوسف کو نقطے لگانے کی سخت تاکید کی۔اس کے بعد حجاج نے مندرجہ ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی قایم کی:

۱۔ حضرت حسن بصری ۲۔ حضرت مالک ابن دینار

۳۔ حضرت ابوالعالیہ الریاحی ۴۔ حضرت راشد العمادی

۵۔ حضرت ابی نصر محمد ابن عاصم اللیثی ۶۔ حضرت یحیٰی ابن یعمر

۷۔ حضرت عاصم ابن میمون الجعدری۔۔رحمہم اللہ تعالیٰ

۷۱ھ/۶۹۱ء میں حضرت خلیل ابن احمد بصریؒ نے ہمزہ کی پہچان کے لیے (ء) تشدید کی پہچان کے لیے (ّ) جزم کی پہچان کے لیے (ْ) مد کی پہچان کے لیے (ٓ) علامات ایجاد کیں۔قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے علما نے قرآن کی کتنی خدمت کی ہے۔جس کی وجہ سے آج مخالفین اسلام یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہیں:

"قرآن کا کوئی جز، کوئی فقرہ اور کوئی لفظ ایسا نہیں جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو، نہ کوئی لفظ یا نقطہ یا فقرہ ایسا پایا جاتا ہے جو اس مسلم مجموعہ (قرآن) میں اپنی طرف سے داخل کر دیا گیا ہو۔"

(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

بہ قول شاعر مشرق اقبال مرحوم ؎

حرفِ اورا ریب نے تبدیل نے
آیہ اش شرمندہ تاویل نے

"یعنی قرآن کے الفاظ میں نہ کسی شک وشبہے کی گنجایش ہے، نہ اس میں ردو بدل کی گنجایش ہے اور اس کی آیات کسی تاویل کی محتاج نہیں۔"

اب خدا کا شکر ہے کہ اگر آدمی تھوڑی سی محنت کسی اچھے استاذ کے سامنے بیٹھ کر کرلے تو بہت جلد صحت اعراب کے ساتھ قرآن شریف پڑھنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

فصل ⑤

حفاظت قرآن بہ ذریعہ رسم الخط

رسم الخط کہتے ہیں طرز تحریر کو۔ قرآن کریم جس طرز پر لکھا ہوا ہے اس کا رسم الخط تمام آسمانی کتابوں سے بالکل مختلف اور جدا ہے۔ اس رسم الخط کو "رسم عثمانی" کہتے ہیں۔ یہ خط توقیفی اور سماعی ہے، یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سنا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وہ الفاظ لے کر نازل ہوئے۔ پھر صحابہ کرامؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر اسی طرح پڑھا۔ اس رسم الخط کے خلاف قرآن لکھنا اور اس طریقے کے خلاف پڑھنا حرام ہے۔ ائمہ اربعہ یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد ابن حنبلؒ ان سب کے نزدیک اس کا اتباع ہر کاتب وقاری پر واجب ہے۔

کیوں کہ اس رسم الخط پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاؓ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ کا اتفاق ہے۔ بعض اہلِ کشف حضرات نے اس رسم الخط میں بڑے اسرار و رموز پنہاں اور پوشیدہ بتلائے ہیں اور اہل نظر نے ان کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ رسم الخط حروف مقطعات کی طرح اسرار خداوندی کا خزانہ ہے۔

حروف مقطعات کے متعلق مفسرین اور علمائے کرام لکھتے ہیں:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ.

"اللہ ہی کو اس کا مطلب معلوم ہے۔"

(حروف مقطعات کے متعلق تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی)۔

رسم الخط سے واقفیت اس لیے بھی ضروری اور لازمی ہے کہ اکثر و بیشتر وقف رسم الخط کے مطابق کیے جاتے ہیں۔ گویا وقف رسم الخط کے تابع ہے اور یہ وقف کہیں تو

لکھے ہوئے کے مطابق ہوتا ہے اور کہیں غیر مطابق۔ جیسا کہ آگے رسم الخط کی مثالوں سے تفصیل معلوم ہوگی۔

رسم الخط کی چند مثالیں:

اس وضاحت کے بعد رسم الخط کی چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں جن سے یہ بات بہ خوبی سمجھ میں آجائے گی کہ قرآن کریم کا رسم الخط بالکل مختلف اور جدا ہے۔ آپ دیکھیں وَالضُّحٰی میں ''یا'' کی بجائے ''الف'' پڑھا جاتا ہے۔ حال آں کہ لکھا ہوا ''یا'' کے ساتھ ہے، اسی طرح فَتَرْضٰی میں ہے۔ اُولُوا الْاَلْبَابِ کے رسم الخط میں دو ''واؤ'' لکھے ہوئے ہیں مگر دونوں پڑھے نہیں جاتے۔ اسی طرح اُولِی الْاَبْصَارِ میں ''واؤ'' اور ''یا'' لکھے ہوئے ہیں مگر دونوں پڑھے نہیں جاتے۔

اسی طرح عَمًی پر جب وقف کیا جائے تو عَمٰی کھڑے زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اس جملے میں رسم الخط میں تین ''واؤ'' ہیں، مگر ان میں سے صرف پہلا ''واؤ'' پڑھا جاتا ہے دوسرا اور تیسرا نہیں پڑھتے۔

اسی طرح وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ میں بھی تین ''واؤ'' ہیں مگر صرف پہلا ''واؤ'' پڑھا جاتا ہے۔

یہ تو چند مثالیں ہیں جو سمجھانے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ ورنہ پورے قرآن میں بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

اب ہم قرآن مجید کے ایسے مقامات درج کرتے ہیں جن میں اعراب کی غلطی سے معنی بدل جاتے ہیں اور کفر لازم آجاتا ہے۔ اس قسم کی غلطیوں کو قاری حضرات کی اصطلاح میں لَحنٌ کہتے ہیں۔ لَحنٌ کا بیان ان شاءاللہ تجوید کے بیان میں آئے گا۔

قرآن مجید کے بیس مقامات جن میں اعراب کی غلطی سے کفر لازم آجاتا ہے:

قارئین! مندرجہ ذیل نقشے میں قرآن کریم کے وہ بیس مقامات ملاحظہ فرمائیں جن میں اعراب کے ردوبدل سے معنی بدل کر کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں اور دانستہ غلطی کرنے سے گناہ کبیرہ اور کفر تک نوبت آجاتی ہے۔ غلطی کی پہچان کے لیے اس پر لکیر بنادی گئی ہے:

شمار	صحیح	غلط	سورت اور آیت نمبر
۱	اِیَّاكَ نَعْبُدُ	اِیَاكَ (بغیر تشدید)	سورۂ فاتحہ:۴
۲	اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ	اَنْعَمْتُ عَلَیْهِمْ	سورۂ فاتحہ:۶
۳	وَاِذِابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ	اِبْرٰهٖمُ رَبَّهٗ	سورۂ بقرہ:۱۲۴
۴	قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ	دَاوٗدَ جَالُوْتُ	سورۂ بقرہ:۲۵۱
۵	اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (آیۃ الکرسی)	آللّٰهُ (الف مد کے ساتھ)	سورۂ بقرہ:۲۵۵
۶	وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ	یَضْعَفُ	سورۂ بقرہ:۲۶۱
۷	رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ	مُبَشَّرِیْنَ وَمُنْذَرِیْنَ	سورۂ نساء:۱۶۵
۸	مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ	وَرَسُوْلِهٖ	سورۂ براۃ:۳
۹	وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ	مُعَذَّبِیْنَ	سورۂ بنی اسرائیل:۱۵
۱۰	وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ	اٰدَمَ رَبُّهٗ	سورۂ طٰہٰ:۱۲۱
۱۱	اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ	اِنِّیْ كُنْتَ	سورۂ انبیاء:۸۷
۱۲	لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ	مُنْذَرِیْنَ	سورۂ شعراء:۱۹۴
۱۳	یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا	اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓءَا	سورۂ فاطر:۲۸
۱۴	فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ	مُنْذَرِیْنَ	سورۂ صافات:۷۲
۱۵	صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ	اللّٰهَ رَسُوْلُهٗ	سورۂ فتح:۲۷
۱۶	مُصَوِّرُ	مُصَوَّرُ	سورۂ حشر:۲۴
۱۷	اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ	اِلَّا الْخَاطَئُوْن	سورۂ حاقہ:۳۷
۱۸	فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ	سورۂ مزمل:۱۶

۱۹	فِيْ ظِلٰلٍ	فِيْ ضَلٰلٍ	سورۂ مرسلات: ۴۱
۲۰	اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ	مُنْذَرُ	سورۂ نازعات: ۴۵

ان آیات کا صحیح اور غلط ترجمہ:

نمبر	صحیح	غلط
۱	ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔	لفظ مہمل ہو جاتا ہے اور توحید کا مفہوم باقی نہیں رہتا۔
۲	آپ نے ان پر انعام کیا۔	میں نے ان پر انعام کیا۔
۳	اور جب آزمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس کے رب نے۔	اور جب آزمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو۔
۴	اور مار ڈالا حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو۔	اور مار ڈالا حضرت داؤد علیہ السلام کو جالوت نے۔
۵	اللہ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔	کیا اللہ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
۶	اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہے۔	اور اللہ بڑھا دیا جاتا ہے جس کے لیے چاہے۔
۷	بھیجے پیغمبر خوش خبری اور ڈر سنانے والے۔	بھیجے پیغمبر خوش خبری اور ڈر سنائے جانے والے۔
۸	بے شک اللہ الگ ہے مشرکین سے اور اس کا رسول۔	بے شک اللہ الگ ہے مشرکین سے اور اپنے رسول سے۔ (العیاذ باللہ)
۹	اور نہیں ڈالتے بلا۔	اور ہم نہیں ڈالے جاتے بلا۔ (العیاذ باللہ)
۱۰	اور حکم ٹالا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب کا پھر راہ بہکے۔	اور ان کے پروردگار نے حضرت آدم علیہ السلام ہی کی نافرمانی کی اور پھر وہ راہ سے بہکے۔ (العیاذ باللہ)

۱۱	میں تھا گناہ گاروں میں سے۔	آپ تھے گناہ گاروں میں سے۔ (العیاذ باللہ)
۱۲	کہ تو ہو ڈر سنا دینے والا۔	کہ تو ہو ڈر سنائے جانے والوں میں۔
۱۳	اللہ سے ان کے سمجھ دار بندے ہی ڈرتے ہیں۔	اللہ ڈرتا ہے اپنے سمجھ دار بندوں سے۔ (العیاذ باللہ)
۱۴	ڈرانے والے۔	ڈرائے جانے والے۔
۱۵	اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا۔	اللہ کے رسول نے اللہ کو ہی سچا خواب دکھلایا۔(العیاذ باللہ)
۱۶	صورت بنانے والا۔	صورت بنایا ہوا۔
۱۷	مگر وہی گناہ گار۔	مگر وہی گناہ کرایا جانے والا۔
۱۸	پھر کہا نا مانا فرعون نے رسول کا۔	پھر کہا نہ مانا رسول نے فرعون ہی کا۔
۱۹	بے شک متقین سائے میں ہیں اور نہروں میں۔	بے شک متقین گم راہی میں ہیں اور نہروں میں۔
۲۰	آپ ڈرنے سنانے والے ہیں۔	آپ ڈر سنائے جانے والے ہیں۔

نوٹ: مدارس کے ارباب اختیار اور مساجد کی کمیٹی کے ذمے داران پر واجب ہے کہ جب حفظ و ناظرہ کے مدرس کا تقرر کریں تو اس وقت ان سے یہ بیس مقامات سنیں۔ جن کو یہ یاد ہوں ان کا تقرر کریں۔ جنھیں یہ یاد نہیں ہوں گے وہ تدریس کے دوران کیا پڑھائیں گے!؟ موذنین اور ائمہ کس طرح صحیح الفاظ کی نماز میں تمیز کریں گے؟

رسم الخط کے سلسلے کی چند اور ضروری مثالیں:

مندرجۂ ذیل پانچ کلموں میں لام تاکید ہے۔ اگر کوئی ''الف'' کو''لام'' کے ساتھ

پڑھ دے تو لائے نافیہ ہو جائے گا۔ وہ پانچ کلمے یہ ہیں:

ان میں جو ''الف'' پڑھا نہیں جاتا اس پر ''ہ'' نشان بنا دیا گیا ہے۔ ایک خانے میں لکھنے کا طریقہ اور دوسری طرف پڑھنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

نمبر شمار	لکھنے کا طریقے	پڑھنے کا طریقہ	سورت اور آیت نمبر
۱	لَا ْ اِلَــی الــلّٰــهِ تُحْشَرُوْنَ O	لِاِلَــی الــلّٰــهِ تُحْشَرُوْنَ O	سورۂ آل عمران: ۱۵۸
۲	وَّلَا ْ اَوْضَعُوْا	وَّلَاوْضَعُوْا	سورۂ براۃ: ۴۷
۳	اَوْلَا ْ اَذْبَحَنَّهٗ	اَوْلَاذْبَحَنَّهٗ	سورۂ نمل: ۲۱
۴	لَا ْ اِلَی الْجَحِیْمِ O	لِاِلَی الْجَحِیْمِ O	سورۂ صافات: ۶۸
۵	لَا ْ اَنْتُمْ اَشَدُّ	لَانْتُمْ اَشَدُّ	سورۂ حشر: ۱۳

یا مندرجۂ ذیل چھ کلموں میں صرف الف وقف کی حالت میں پڑھا جاتا ہے، اگر وقف نہ کریں اور وصل یعنی ملا کر پڑھیں تو یہ الف نہیں پڑھا جاتا۔ وہ چھ کلمے یہ ہیں:

نمبر شمار	کلمے	سورت اور آیت نمبر
۱	لٰـكِنَّا هُوَ اللّٰهُ	سورۂ کہف: ۳۸
۲	اَلظُّنُوْنَا	سورۂ احزاب: ۱۰
۳	اَلرَّسُوْلَا	سورۂ احزاب: ۶۶
۴	اَلسَّبِیْلَا	سورۂ احزاب: ۶۷
۵	قَوَارِیْرَا (پہلا)	سورۂ دھر: ۱۵
۶	اَنَا	قرآن مجید میں جس مقام پر بھی آئے۔

یا نیچے لکھے ہوئے کلمے ''الف'' کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں، مگر ان کا ''الف'' وقف اور وصل دونوں صورتوں میں پڑھا نہیں جاتا۔ جو ''الف'' پڑھے نہیں جاتے ان پر بھی ہم نے ''ہ'' اس قسم کی علامت بنا دی ہے۔ ساتھ ہی سورت کا نام اور آیت نمبر بھی لکھ دی ہے تا کہ تلاش میں آسانی ہو۔

نمبر شمار	کلمے	سورت اور آیت نمبر
۱	اَوْيَعْفُوَا۟	سورۂ بقرہ: ۲۳۷
۲	اَفَا۠ئِنْ مَّاتَ	سورۂ آل عمران: ۱۴۴
۳	اَنْ تَبُوْءَاۡ	سورۂ مائدہ: ۲۹
۴	مِنْ نَّبَا۠یءِ الْمُرْسَلِیْنَ	سورۂ انعام: ۳۴
۵	وَمَلَا۠ئِهٖ	سورۂ یونس: ۷۵
۶	اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟	سورۂ ہود: ۶۸
۷	لِتَتْلُوَا۟	سورۂ رعد: ۳۰
۸	لَنْ نَّدْعُوَا۟	سورۂ کہف: ۱۴
۹	لِشَا۠یءٍ	سورۂ کہف: ۲۳
۱۰	اَفَا۠ئِنْ مِّتَّ	سورۂ انبیاء: ۳۴
۱۱	وَثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ	سورۂ فرقان: ۳۸
۱۲	وَاَنْ اَتْلُوَا۟ الْقُرْاٰنَ	سورۂ نمل: ۹۲
۱۳	وَثَمُوْدَا۟ وَقَدْتَّبَيَّنَ	سورۂ عنکبوت: ۳۸
۱۴	فَلَا یَرْبُوَا۟	سورۂ روم: ۳۹
۱۵	لِیَبْلُوَا۟	سورۂ محمد: ۴
۱۶	وَنَبْلُوَا۟	سورۂ محمد: ۳۱
۱۷	وَثَمُوْدَا۟ فَمَا	سورۂ نجم: ۵۱
۱۸	قَوَارِیْرَا۟ (دوسرا)	سورۂ دھر: ۱۶

اسی طرح مَلَا۠ئِہٖ یہ کلمہ قرآن مجید میں چھ جگہ آیا ہے، جن کی تفصیل یوں ہے ان کلموں میں جس الف پر یہ "ہ" نشان ہے یہ الف بھی پڑھا نہیں جاتا۔

نمبر شمار	کلمے	سورت اور آیت نمبر
۱	وَمَلَا۠ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا	سورۂ اعراف: ۱۰۳
۲	وَمَلَا۠ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا	سورۂ یونس: ۷۵

۳	وَمَلَائِهٖ فَاتَّبَعُوْا	سورۂ ہود:۹۷
۴	وَمَلَائِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا	سورۂ مؤمنون:۴۶
۵	وَمَلَائِهٖ اِنَّهُمْ	سورۂ قصص:۳۲
۶	وَمَلَائِهٖ فَقَالَ	سورۂ زخرف:۴۶

ان کے علاوہ اور بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ زیادہ تفصیل درکار ہو تو "تسہیل البیان فی رسم نظم القرآن" تصنیف: حضرت قاری محمد نظر امروہیؒ یا "معارف التجوید" تصنیف: استاذ القراء قاری محمد حبیب اللہ صاحبؒ (دامت برکاتہم) کا مطالعہ کریں۔

قاریِ قرآن کو کتنے علوم سے واقف ہونا چاہیے:

رسم الخط کی ان مثالوں سے ہر سمجھ دار آدمی خود یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ قرآن پڑھانے والا کتنا ماہر ہونا چاہیے۔ اسی لیے علما نے لکھا ہے کہ قاری ومقری (پڑھنے پڑھانے والے) کو چار علموں سے واقف ہونا چاہیے۔

اول علم تجوید: یعنی حروف کے مخارج اور صفات سے واقف ہونا۔

دوسرے علم اوقاف: یعنی کس کلمے پر وقف کرنا چاہیے اور کس طرح کرنا چاہیے؟

تیسرے رسم عثمانی: یعنی کون سا کلمہ کہاں پر کس طرح لکھا جاتا ہے؟ کیوں کہ کہیں تو کلمہ رسم الخط کے مطابق پڑھا جاتا ہے، کہیں اس کے خلاف۔ جیسے: رَحْمٰنُ بغیر الف کے لکھا جاتا ہے، مگر الف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

چوتھے علم قرأت: یعنی کس کلمے کو کس قاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق پڑھا ہے۔

ان کے علاوہ تلاوت میں کون سی باتیں حسن پیدا کرتی ہیں اور کون سی باتیں عیب کی ہیں؟ ہر قاری کو ان سے بھی واقف ہونا ضروری ہے، ان کو آگے بیان کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن میں کن باتوں کی رعایت ضروری ہے؟

تلاوت کے وقت مندرجۂ ذیل باتوں کی رعایت رکھنی چاہیے، ان کا لحاظ رکھ کر پڑھنا قرآن میں حسن اور خوب صورتی پیدا کرتا ہے۔

۱۔ ترتیل: یعنی ٹھیر ٹھیر کر پڑھنا۔

۲۔ تجوید: یعنی ہر حرف کو اس کے مخرج سے اس کی صفات کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا کرنا۔

۳۔ تبیین: یعنی ہر حرف کو صاف اور واضح طریقے پر پڑھنا۔

۴۔ ترسیل: یعنی ہر حرف پورا پورا ادا کرنا، چبا چبا کر حرف ادا کرنا اور ہونٹ ٹیڑھے کرنا یا منہ بگاڑ کر پڑھنے سے پرہیز کرنا۔

۵۔ تحسین: یعنی اہل عرب کے طرز پر تجوید اور اچھی آواز سے پڑھنا۔

۶۔ توقیر: یعنی قرآن شریف نہایت خلوص، خشوع خضوع کے ساتھ پڑھنا۔

تلاوت میں عیب کی باتیں جن سے پرہیز کرنا اور بچنا ضروری ہے:

تلاوت کے وقت مندرجۂ ذیل باتوں سے بچنا ضروری ہے ورنہ عذاب خداوندی کا ڈر ہے۔

۱۔ ترعید: حرکات اور مدات میں آواز کو جنبش دینا، یعنی آواز میں لرزش پیدا کرنا۔

۲۔ تنفیش: حرکات کو پورا پورا ادا نہ کرنا۔

۳۔ تعجیل: یعنی اس قدر جلدی جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں ہی نہ آئیں۔

۴۔ تطنین: ہر جگہ غنہ کرنا، یعنی ناک میں پڑھنا، اس کو صرصرہ بھی کہتے ہیں۔

۵۔ تطویل: حرکات اور مدات میں آواز کو مقررہ حد سے زیادہ کھینچنا۔

۶۔ ہم ہمہ: کسی مخفف (بغیر تشدید والے حرف) کو مشدد پڑھنا۔

۷۔ زمزمہ: قرآن کو گانے کے طرز پر پڑھنا، اگر پڑھنے میں تجوید کے مقررہ قواعد سے بڑھ جائے تو پھر اس طرح پڑھنا حرام ہے۔

۸۔ ترقیص: آواز کبھی اونچی کبھی نیچی کر کے پڑھنا، جیسے گانے والے کرتے ہیں۔
اگر آواز حد تجوید میں ہے تب تو مکروہ ورنہ حرام ہے۔
۹۔ تعویق: کسی کلمے کے بیچ میں وقف کر کے اگلے کلمے سے شروع کر دینا، یہ طریقہ بھی حرام ہے۔
۱۰۔ تمضیغ: حرفوں کو چبا چبا کر پڑھنا۔

قرآن مجید کسی ماہر قاری اور حافظ سے پڑھنا چاہیے:

باوجود ے کہ قرآن کریم کے خدام نے اپنے بعد آنے والے مسلمانوں کے لیے اعراب وغیرہ لگا کر بہت کچھ سہولت و آسانی کر دی۔ آج با اعراب قرآن مجید کے موجود ہونے کے باوجود ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ دنیاوی تعلیم کی بڑی بڑی ڈگریاں رکھنے والے گریجویٹ، حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز جو حافظ قرآن کو جاہل سمجھتے ہیں اور ان کو بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں اور اپنے سے زیادہ کسی کو علم والا نہیں سمجھتے وہ قرآن کریم کا ایک پارہ یا نصف پارہ تو بڑی بات ہے ایک رکوع بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے اور جو زور لگا کر پڑھتے بھی ہیں نہ معلوم کیا کیا غلطیاں کرتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو ایسی صریح غلطی کر جاتے ہیں کہ کفر لازم آ جاتا ہے۔ ایسی غلطیوں کو قاری یا حافظ قرآن حضرات ہی سمجھ سکتے ہیں، ہما شما کا کام نہیں۔ اس قسم کی غلطیوں کو قاری حضرات کی اصطلاح میں لحن کہا جاتا ہے۔ اس لیے اب تجوید و لحن کا مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

فصل ⑥

حفاظت بہ ذریعہ فن تجوید

تجوید ولحن کا بیان

علم تجوید بڑا اہم فن ہے، جس سے قرآن مجید پڑھنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے اور قرآن کریم کی تلاوت میں حسن وکمال پیدا ہوتا ہے۔ اس فن کے حصول میں قاری حضرات نے اپنی عمریں ختم کر دیں اور اس فن پر ایسی ایسی مفید واہم کتابیں تصنیف فرمائیں کہ اس فن کے شائق رہتی دنیا تک ان سے خوشہ چینی کرتے رہیں گے۔

جس طرح قرآن کریم کی حفاظت کے لیے بہت سے علوم مثلاً علم صرف، علم نحو، علم کلام، علم ادب وغیرہ مدون کیے گئے اسی طرح قاری حضرات نے قرآن کے حروف صحیح ادا کرنے کے لیے علم تجوید وقرأت ایجاد کیا۔

علم تجوید کا موضوع حروف تہجی اور مقصد ان حروف کا صحیح پڑھنا ہے۔ ''الف'' سے ''ی'' تک انتیس حروف کو حروف تہجی کہتے ہیں۔

تجوید کی تعریف:

ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنا اور اس کی صفات کو ادا کرنا — یہ تجوید کی تعریف ہے۔

تجوید کی اہمیت کو حضرت علامہ جزری رحمہ اللہ نے ایک شعر میں یوں واضح فرمایا ہے:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ
مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

''علم تجوید کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر لازمی اور ضروری ہے، جو شخص تجوید سے قرآن نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے۔'' (المقدمۃ الجزریہ)

غور فرمائیں! حضرت امام جزریؒ نے ایک ہی شعر میں تجوید کی اہمیت بھی بتلادی اور تجوید کا علم حاصل نہ کرنے پر وعید کا بھی بیان کردیا۔

تجوید کے خلاف قرآن پڑھنے کو لحن کہتے ہیں۔

لحن کی دو قسمیں ہیں:

① لحن جلی ② لحن خفی

لحن جلی کو علمائے تجوید کی اصطلاح میں بڑی غلطی بھی کہا جاتا ہے۔لحن جلی کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً:

① ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دے۔جیسے: اَلْحَمْدُ میں اَلْهَمْدُ پڑھ دے۔یا قَالَ کو کَالَ پڑھ دے یا عَسٰی کو عَصٰی پڑھ دے۔

② حرکت کو بدل دے۔یعنی زبر، زیر، پیش میں تبدیلی کردے۔جیسے: اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں کاف کے زبر کی بجائے زیر پڑھ دے یعنی اِیَّاكِ نَعْبُدُ یا اَنْعَمْتَ کے میم پر زبر پڑھ دے یعنی اَنْعَمَتَ یا اَنْعَمْتُ یعنی ت پر پیش پڑھ دے۔

③ کسی حرف کو گھٹا بڑھا دے، مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو اس طرح پڑھ دے اَلْحَمْدُوْ لِلّٰهِیْ یا لَمْ یُوْلَدْ کو لَمْ یُلَدْ پڑھ دے یا وَلَاتَقْرَبَا کو وَلَاتَقْرَبْ پڑھ دے۔

④ کسی ساکن (جزم والے) حرف کو متحرک کرکے پڑھے یا متحرک کو ساکن پڑھ دے، جیسے وَجَعَلْنَا کو وَجَعَلَنَا پڑھ دے۔

اس قسم کی صاف اور واضح غلطیوں کو لحن جلی کہتے ہیں۔بعض مرتبہ ایسی غلطی سے معنی بدل کر کفر لازم آجاتا ہے۔اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ ایسی غلطی پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہیں۔اگر نماز میں ایسی غلطی پڑھ دی تو نماز بھی فاسد ہوجائے گی۔

لحن جلی کی چند واضح مثالیں:

① اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (سورۂ فاتحہ:۷) اس کلمے کی تا پر زبر ہے۔معنی اس کے یہ ہیں:

''یا اللہ مجھے ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے۔''

اب اگر کوئی تا پر پیش پڑھ دے تو معنی بدل کر یوں ہو جائیں گے:

''یا اللہ! مجھے ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر (نعوذ باللہ) میں نے انعام کیا ہے۔''

یا کسی نے جلدی میں اَنۡعَمۡتَ پڑھ دیا تو معنی بدل کر یوں ہو جائیں گے:

''یا اللہ! مجھے ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر آپ نے (معاذ اللہ) نیند کو غالب کر دیا۔''

② وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّ ۢ بِالۡاِيۡمَانِ (سورۂ نحل:۱۰۶) معنی اس کے یہ ہیں:

''اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔''

اگر کوئی قَلۡبُهٗ کو کَلۡبُهٗ پڑھ دے تو معنی بدل کر یہ ہو جائیں گے:

''اور اس کا کتا ایمان پر مطمئن ہو۔'' (نعوذ باللہ من ذالک)

گویا قلب کے معنی ہیں دل اور کلب پڑھ دیا تو معنی بدل کر ہو گئے کتا۔

③ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ۞ (سورۂ احزاب:۵۶) معنی یہ ہیں:

''اے ایمان والو! تم بھی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خوب درود و سلام بھیجا کرو۔''

اگر صَلُّوۡا میں صاد کی بجائے سین پڑھ دیا جائے تو معنی بدل کر یوں ہو جائیں گے:

''اے ایمان والو! (معاذ اللہ) تم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تلوار کھینچو۔''

④ يَوۡمَ التَّلَاقِ (سورۂ مؤمن:۱۵) معنی ہیں:

''ملاقات کا دن۔''

اب اگر ''تا'' کی بجائے ''طا'' پڑھ دے تو معنی بدل کر یوں ہو جائیں گے:

''جدائی کا دن۔''

⑤ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ O (سورۂ شعراء:۸۹) معنی یہ ہیں:

''(قیامت کے دن) وہ شخص نفع میں رہے گا جو خدا کے حضور قلب سلیم لے کر حاضر ہوگا۔''

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن نہ مال و دولت کام آئے گا نہ اولاد، مگر جو شخص کفر و شرک سے پاک دل اور امراض باطنی سے صاف قلب سلیم لے کر حاضر ہوگا وہی نجات کا مستحق ہوگا۔

لیکن اگر کوئی قلب کی بجائے کلب پڑھ دے تو معنی یہ ہو جائیں گے:

''جو شخص اللہ کے حضور کتا لے کر پیش ہوگا (معاذ اللہ) وہ نفع میں رہے گا۔''

ان کے علاوہ اور بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، مگر عاقل کے لیے تو یہ پانچ مثالیں بھی بہت ہیں۔ ان تفصیلات کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے کا کیا کوئی خاص طریقہ ہے اور وہ طریقہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟ تو اس سلسلے میں سب سے پہلے تو پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر غور فرمائیں کہ آپ نے اس سلسلے میں کیا رہنمائی فرمائی ہے، اس کے بعد دوسری تفصیلات کا بیان کیا جائے گا۔

لحن خفی:

لحن خفی کا مطلب ہے ہلکی اور پوشیدہ اور چھپی ہوئی غلطی ـــ جس کو علم تجوید سے واقف اور ماہر فن ہی سمجھ سکتا ہے۔ مثلاً جو قاعدے حروف میں خوب صورتی اور حسن پیدا کرتے ہیں تلاوت کے وقت ان کو چھوڑ دینا، جیسے اَللّٰهُ جس جگہ پُر پڑھنا ہے وہاں باریک پڑھ دیا یا باریک کی جگہ پُر پڑھ دیا۔ یا جس جگہ اخفا ہے وہاں اخفا نہ کرنا۔ غنہ کی جگہ غنہ نہ کرنا۔ یہ ایسی باریک اور فنی غلطیاں ہیں جن کو صاحب فن اور ماہر ہی سمجھ سکتا ہے۔ اس قسم کی غلطی پڑھنا مکروہ ہے اس لیے اس سے بھی بچنا چاہیے۔

قرآن کو حسن صوت اور عرب کے طرز پر پڑھنے کی ترغیب:

آقائے نامدار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں قرآن کریم کو خوش الحانی اور اچھی آواز کے ساتھ پڑھنے کی بڑی ترغیب اور فضیلت بیان فرمائی ہے۔

اس کی اہمیت کو ایک مثال سے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کو حسن صوت کے ساتھ پڑھنے کی مثال ایسی ہے جیسے انسان کے جسم میں آنکھ، کان، ناک ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک کی کمی ہو یا فرق آ جائے تو انسان کی شکل وصورت میں بڑا عیب اور نقص معلوم ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح سمجھیے اگر قرآن کو حسن صوت سے نہ پڑھا جائے تو اس کا حسن اور خوب صورتی بھی ختم ہو جائیں گے۔

مثال کے بعد چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

لِكُلِّ شَيْءٍ حِلْيَةٌ وَحِلْيَةُ الْقُرْاٰنِ حُسْنُ الصَّوْتِ.

''ہر چیز کے لیے ایک زیور (خوب صورتی) ہے اور قرآن کا زیور (خوب صورتی) خوش آوازی ہے۔''

زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ. (دارمی، حدیث نمبر:۳۳۶۴)

''قرآن کو اپنی اچھی آوازوں سے زینت دو۔''

اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا. (طبرانی)

''یعنی قرآن پاک اہل عرب کے طرز پر پڑھو اور ان کی آوازوں کے مطابق پڑھو۔''

حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا. (دارمی، حدیث نمبر:۳۳۶۵)

''حسن پیدا کرو قرآن میں اپنی اچھی آوازوں سے، کیوں کہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو زیادہ کرتی ہے۔''

قارئین غور کریں کہ ان احادیث میں اہل عرب کی طرح حسن صوت اور خوش

آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنے کی کتنی ترغیب دی گئی ہے۔ مگر خوش آوازی سے پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی ترنم کے ساتھ گانے والوں کی طرح پڑھے۔

حسن صوت سے پڑھنے کی تشریح:

یاد رکھیے! لہجے سے پڑھنا تجوید و قرأت کی تعریف میں داخل نہیں۔ البتہ عربی طرز پر پڑھنا بہت اچھا ہے۔ اگر کوئی عربی طرز پر نہ پڑھ سکے تو اس کو اتنا ضروری نہ سمجھے۔

ماہرین فن کے نزدیک قواعد تجوید سے پڑھنا مستحسن ہے، اس کو نہ کوئی حرام کہتا ہے نہ مکروہ۔

چناں چہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَاأَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَاأَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ.

(بخاری و مسلم)

''اللہ تبارک و تعالیٰ کسی کی طرف اتنی توجہ نہیں فرماتے جتنی کہ اس نبی کی طرف جو کہ خوش الحانی سے قرآن پڑھتا ہو۔''

چوں کہ قرآن پاک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور سلسلۂ نبوت بھی آپ پر ختم ہوگیا، اس لیے مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کو توجہ سے سنتے ہیں۔ اسی طرح آپ کا جو امتی بھی قرآن کو اس کے آداب کا لحاظ رکھ کر خوش آوازی کے ساتھ پڑھے گا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس پر بھی سایہ فگن ہوں گی۔

چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ

اَللّٰهُ اَشَدُّ اُذُنًا اِلٰى قَارِئِ الْقُرْاٰنِ مِنْ صَاحِبِ الْقِيْنَةِ اِلٰى قِيْنَتِه. (ابن ماجہ)

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ قاری قرآن کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتے ہیں جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔''

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ لکھتے ہیں:

''گانے کی آواز کی طرف فطرتاً اور طبعاً توجہ ہوتی ہے، مگر شرعی ممانعت کی وجہ سے دین دار لوگ ادھر متوجہ نہیں ہوتے۔'' (فضائل قرآن: ص ۴۰)

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف کو قواعد تجوید کا لحاظ رکھ کر خوش آوازی سے پڑھنے کی کوشش کرے اور گانے کے طرز پر پڑھنے سے احتراز کرے، جیسا کہ گانے کے طرز پر پڑھنے کی وعید کا بیان آگے آرہا ہے۔

اس سلسلے میں چند ماہرین فن تجوید قاری حضرات کی آرا پیش کی جاتی ہیں۔

① مشہور استاذ القراء حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تحسین صوت سے پڑھنا مع رعایت قواعد تجوید کے مستحب اور مستحسن ہے، جیسا کہ اہل عرب عموماً خوش آوازی سے بلا تکلف بلا رعایت قواعد موسیقیہ کے ذرہ برابر بھی واقف نہیں ہوتے اور نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھتے ہیں اور یہ خوش آوازی ان کی طبعی اور جبلی ہے۔''

(فوائد مکیہ: ص)

② حضرت قاری ضیاء الدین صاحب الٰہ آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رہا لہجہ عربی سو یہ تجوید وقرأت میں داخل نہیں۔ البتہ عربی لہجے سے کلام اللہ پڑھنا مستحسن اور بہت اچھا ہے۔'' (ضیاء القرأت: ص ۳)

③ حضرت مولانا قاری عبدالوحید صاحب الٰہ آبادی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''خوش آوازی کو تجوید کا جز یا لوازم تجوید سے سمجھنا غلطی ہے، جیسا کہ بعض ناواقف اور بے فہم سمجھتے ہیں۔ یہ سخت مغالطہ اور گم راہی ہے۔ اسی طرح حسن صوت اور تجوید میں تغائر اور تضاد سمجھنا یہ بھی غلطی ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کے اقوال سنے جاتے ہیں۔ تحسین صوت سے قرآن شریف کو

پڑھنا ایک امر مباح ہے بلکہ مستحسن سمجھا گیا ہے۔ شریعت مطہرہ میں اس کی ترغیب فرمائی گئی ہے، احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔"

(ہدیۃ الوحید فی علم التجوید: ص ۴۲)

حسن صوت کے بیان کے بعد قرآن کریم پڑھنے کے طریقوں کا بیان کیا جاتا ہے، تاکہ آدمی فیصلہ کر سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں کیا رہنمائی فرمائی ہے۔

قرآن کو اہل عرب کے طرز پر پڑھنے کے تین طریقے:

قرآن کو حسن صوت اور اہل عرب کے طرز پر اس طرح پڑھنا چاہیے جس سے پڑھنے میں خوب صورتی پیدا ہو اور تلاوت قرآن اجر و ثواب کا سبب بنے۔

اس لیے ماہرین فن نے اس کے تین طریقے بیان کیے ہیں:

① ترتیل

② حدر

③ تدویر!

① ترتیل:

ترتیل کا مطلب یہ ہے کہ ایسا ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ ہر حرف اپنے مخرج سے پوری صفات کے ساتھ صاف صاف ادا ہو، ترتیل کو تحقیق بھی کہتے ہیں۔

② حدر:

حدر کہتے ہیں جلدی پڑھنے کو۔ جلدی کا مطلب یہ ہے کہ اتنی رفتار سے پڑھے کہ حروف اپنے مخارج سے مع صفات کے ادا ہوں۔

④ تدویر:

ترتیل اور حدر کے درمیان کی رفتار سے پڑھنا، نہ بہت تیز کہ سمجھ میں کچھ نہ آئے اور نہ بالکل رک رک کر۔ ان تینوں میں سے پہلا طریقہ یعنی ترتیل ایسا ہے کہ اس سے پڑھنے میں ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے اور قرآن کے معانی ومطالب سمجھنے میں تدبر اور غور وفکر بھی کرسکتا ہے، اس لیے اس کی کچھ تفصیل کی جاتی ہے۔

ترتیل کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پڑھنے کا طریقہ:

یہ بات تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض اور تہجد کی نماز میں قرآن کریم کی لمبی لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ اب ہم لوگوں کی رہنمائی کے لیے یہ بات رہ جاتی ہے کہ آپ کے قرآن پڑھنے کا طریقہ کیا تھا؟ سو قرآن وحدیث نے اس مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائی۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًاO (سورۂ مزمل: ۴)

''اور قرآن کو خوب ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کیجیے۔''

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

''ترتیل کے معنی ہیں حرف کو باتجوید پڑھنا اور وقف (ٹھیرنے) کے مقامات کا پہچاننا۔''

ام المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کس طرح پڑھا کرتے تھے؟ تو آپ نے جواب دیا:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ٹھیر ٹھیر کر پڑھتے تھے کہ ہر حرف الگ الگ سمجھ میں آجاتا تھا۔''

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

''میں ترتیل سے اَلْقَارِعَةُ اور اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھنے کو باترتیل سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھنے سے بہتر اور اچھا سمجھتا ہوں۔''

(فضائل قرآن:۲۱)

ترتیل میں سات چیزوں کی رعایت ضروری ہے:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ حدیث:

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا.....الخ

کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ترتیل لغت میں صاف اور واضح طور پر پڑھنے کو کہتے ہیں اور شرع شریف میں سات چیزوں کے رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو کہتے ہیں۔

اوّل: حرفوں کو صحیح یعنی اپنے مخرج سے پڑھنا، تاکہ ''طا'' کی جگہ ''تا'' اور ''ضاد'' کی جگہ ''ظا'' نہ نکلے۔

دوسرے: وقوف کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھیرنا، تاکہ وصل اور قطع کلام کا بے محل نہ ہو جائے۔

تیسرے: حرکتوں میں اشباع کرنا۔ یعنی زیر، زبر، پیش کو اچھی طرح سے ظاہر کر کے پڑھنا۔

چوتھے: آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں۔

پانچویں: آواز کو اس طرح سے درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جائے اور دل پر اثر کرے، اس لیے کہ درد والی آواز دل پر جلدی اثر کرتی ہے اور اس سے روح کو قوت اور تاثر زیادہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اطبا نے کہا ہے جس دوا

کا اثر دل پر پہنچانا ہو اس کو خوش بو میں ملا کر دیا جائے کہ دل اس کو جلدی کھینچتا ہے اور جس دوا کا اثر جگر پر پہنچانا ہو اس کو شیرینی میں ملا کر دیا جائے کہ جگر مٹھائی کا جاذب ہے۔

چھٹے: تشدید اور مُد کو اچھی طرح ظاہر کیا جائے کہ اس کے اظہار سے کلام پاک کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے۔

ساتویں: آیات رحمت پر دعائے مغفرت و رحمت مانگے اور آیات عذاب پر اللہ سے پناہ مانگے۔ (فضائل قرآن: ص ۲۰)

قرآن پاک کی تلاوت میں ان سات چیزوں کی رعایت ''ترتیل'' کہلاتی ہے اور مقصود آن سب سے صرف ایک ہے اور وہ ہے کلام اللہ کا فہم و تدبر۔ جیسا کہ حضرت اُمّ سلمہؓ کی حدیث میں گذرا۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں قرآن کی تلاوت ترتیل کے ساتھ مستحب ہے، خواہ پڑھنے والے معنی سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو۔ کیوں کہ ترتیل سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اوقاف کا خیال رکھنا بھی ترتیل میں داخل ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے اور اس کی حفاظت ہم لوگوں سے مختلف طریقوں سے کرا رہے ہیں۔ قرآن کے علاوہ کسی اور آسمانی کتاب کی حفاظت کا ایک طریقہ بھی آپ کو ایسا نظر نہ آئے گا۔ چناں چہ حفاظت کے مختلف طریقوں میں سے ایک طریقہ علم تجوید بھی ہے۔ جس کے قاعدے اس فن کے ماہرین نے خوب واضح کر دیئے ہیں۔ جیسا کہ آگے اس کی تفصیل آرہی ہے۔

حضرت قاری ضیاء الدین صاحب الٰہ آبادی رحمہ اللہ اپنے مشہور رسالہ ''ضیاء القرأت'' میں لکھتے ہیں:

''رہا لہجۂ عربی..... سو یہ تجوید وقرأت میں داخل نہیں۔ البتہ عربی لہجے سے کلام اللہ پڑھنا مستحسن اور بہت اچھا ہے۔ اگر نہ ہو سکے تو یہ اس قدر

ضروری نہیں۔ البتہ بلا استاذ کامل محض کتاب سے ترتیل حاصل نہیں ہوسکتی، کتاب سے مدد ضرور مل سکتی ہے۔

ہر آں کارے کہ بے استاذ باشد
یقیں میداں کہ بے بنیاد باشد

قرآن مجید کو ترنم سے پڑھنے پر وعید:

قرآن مجید کو ترنم یعنی گانے کے طرز پر پڑھنے کی حدیث میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔

آج کل فن تجوید سے ناواقفیت کی وجہ سے سریلی آواز سے پڑھنے والے کو لوگ قاری سمجھنے لگتے ہیں۔ حال آں کہ ترنم سے پڑھنا عیب کی بات ہے اور قواعد تجوید کا لحاظ رکھ کر پڑھنا کمال کی بات ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رُبَّ قَارِیِ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ.

"یعنی بہت سے قرآن پڑھنے والوں پر قرآن لعنت کرتا ہے۔"

اس حدیث سے ایسے قرآن پڑھنے والے مراد ہیں جو قواعد تجوید کا خیال رکھ کر نہیں پڑھتے اور گانے والوں کے طرز پر آواز بنا بنا کر پڑھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا عن قریب ایک قوم آنے والی ہے جو گانے اور نوحہ کرنے والوں کی طرح قرآن شریف بنا بنا کر پڑھے گی۔ وہ تلاوت ذرا بھی ان کو نفع نہ دے گی۔ خود بھی وہ لوگ فتنے میں پڑیں گے اور جن کو ان کا پڑھنا اچھا معلوم ہوگا ان کو بھی فتنے میں ڈالیں گے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے صحابہ کرامؓ مسجد نبوی میں حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنی ہمت و طاقت کے مطابق خوش الحانی سے تلاوت کر رہا تھا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانے سے باہر تشریف لائے تو صحابہؓ کے مجمع کو

دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا پڑھے جاؤ اور ہر ایک کی تعریف فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا:

"تمہارے بعد ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو تیر کی طرح سیدھا کرے گی، (یعنی بڑا بنا بنا کر پڑھے گی) لیکن اس کا مقصد ثواب آخرت نہ ہوگا، بلکہ دنیاوی عزت ووجاہت ہوگا۔"

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پہلے زمانے میں لوگ قرآن مجید کو اللہ کا فرمان سمجھ کر پڑھا کرتے تھے، رات بھر اس میں تدبر و تفکر کیا کرتے تھے اور دن میں اس پر عمل کیا کرتے تھے۔ اور اب تم لوگ اس کے حروف اور زبر، زیر تو بہت درست کرتے ہو مگر اس کو فرمان شاہی نہیں سمجھتے، اس میں غور و فکر نہیں کرتے۔ (ضرورت اس کی ہے کہ آدمی حسن صوت کے ساتھ تدبر و فکر بھی کرے)"

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْجُبُّ الْحُزْنِ؟ قَالَ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مَائَةِ مَرَّةٍ، قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّدْخُلُهَا؟ قَالَ اَلْقُرَّاءُ الْمُرَائُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ. (ترمذی)

"کہ تم لوگ "جب الحزن" (غم کے کنویں یا خندق) سے پناہ مانگو۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا حضور! "جب الحزن" کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی (خندق) ہے، جس کا حال اتنا برا ہے کہ جہنم خود اس سے دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! اس میں کون لوگ جائیں گے؟ آپ نے فرمایا وہ بڑے عبادت گذار یا زیادہ قرآن لوگوں کو دکھلانے کے لیے پڑھنے والے لوگ ہوں گے۔"

قرآن کو ذریعۂ تجارت بنانے پر وعید:

یہ بات تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے کہ قرآن کریم میں اللہ نے بڑی کشش رکھی ہے۔ اگر پڑھنے والا خوش الحان ہو تو سننے والے پر فوراً اثر ہوتا ہے۔ اس لیے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایسے لوگوں کو ہوشیار فرمادیا کہ قرآن کو خوش الحانی سے پڑھ کر ذریعۂ معاش نہ بنائیں۔ ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ يَتَاَكَّلُ بِهِ النَّاسَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَجْهُهُ عَظْمٌ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ. (بیہقی)

''جو شخص قرآن اس لیے پڑھے کہ اس کے ذریعے سے کھائے کمائے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ محض ہڈی کا ڈھانچہ ہوگا، اس پر گوشت نہ ہوگا۔''

انسان کے جسم میں سب اعضا سے اشرف چہرہ ہے، جب اشرف چیز کو ذلیل چیز (دنیا) کے کمانے کا ذریعہ بنالیا تو اشرف الاعضاء کو خوب صورتی زینت درونق سے محروم کردیا جائے گا۔

حضرت عمران ابن حصینؓ کا ایک شخص کے پاس سے گذر ہوا جو تلاوت کرکے لوگوں سے بھیک مانگ رہا تھا، یہ دیکھ کر انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا اور فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جو شخص تلاوت کرے اس کو جو مانگنا ہو خدا سے مانگے۔ عن قریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھنے کے بعد لوگوں سے بھیک مانگیں گے۔

فصل ⑦

حفاظت قرآن بہ ذریعہ قراء

جس طرح قرآن کے حروف کی حفاظت اللہ تعالیٰ حفاظ سے کرار ہے ہیں اسی طرح اس کے طرز ادا کی حفاظت قراء حضرات سے کرائی جارہی ہے، کہ کون سا حرف کس طرح پڑھا جاتا ہے، کون سا حرف کب پُر پڑھا جاتا ہے، کب باریک پڑھا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

قراء نے قواعد تجوید کے سلسلے میں بڑی بڑی کتابیں بھی لکھیں اور چھوٹے چھوٹے رسایل بھی۔ پھر صرف کتابیں لکھنے پر اکتفانہیں کیا بلکہ ان قواعد کا اجرا کر کے بھی بتلا دیا۔ چناں چہ اگر قاری خوش الحان ہوتو اس کا قرآن کریم سننے میں کتنا لطف آتا ہے اور سننے والے کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ اس کا مفصل بیان ہم پیچھے کر آئے ہیں۔

اتنی سہولت اور آسانی کے باوجود اگر کوئی قرآن سیکھنے اور پڑھنے کی کوشش نہ کرے تو اس کو بدقسمت اور محروم ہی کہا جائے گا۔

جن مشہور قراء نے اس سلسلے میں قرآن کی خدمت کی اب ان کا مختصر سا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

قرّائے سبعہ، عشرہ اور ان کے راویوں کے نام:

قرآن کریم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کے ایک کلمے کو مختلف طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں۔ اس فن کے ماہرین بڑے بڑے قراء ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس کی تلاوت اور پڑھنے کے مختلف طریقے بتلائے ہیں۔ اللہ ان کی قبروں کو نور سے بھر دے اور اپنے انوار و رحمتوں کی بارش فرمائے۔ آمین!

اس فن کے ویسے تو بہت سے ماہرین گزرے ہیں، مگر ان میں سے سات امام بہت مشہور ہیں۔ انھی کو قرّائے سبعہ کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر امام کے دو راوی

ہیں۔ان سب کے نام اور سنِ وفات مع ہر دو راوی درج ذیل نقشے سے معلوم کریں۔

نمبر شمار	نام امام	سن وفات	راوی نمبر:۱	راوی نمبر:۲
۱	امام نافع مدنیؒ	۶۹اھ/ ۶۸۸ء	امام قالونؒ	امام ورشؒ
۲	امام ابن کثیر مکیؒ	۱۲۰ھ/ ۷۳۸ء	امام بزّیؒ	امام قنبلؒ
۳	امام ابوعمرو بصریؒ	۱۵۴ھ/ ۷۷۱ء	امام دوریؒ	امام سوسیؒ
۴	امام ابن عامر شامیؒ	۱۱۸ھ/ ۷۳۶ء	امام ہشامؒ	امام ابن ذکوانؒ
۵	امام عاصم کوفیؒ	۱۲۷ھ/ ۷۴۵ء	امام شعبہؒ	امام حفصؒ
۶	امام حمزہ کوفیؒ	۱۵۶ھ/ ۷۷۳ء	امام خلفؒ	امام خلّادؒ
۷	امام کسائی کوفیؒ	۱۸۹ھ/ ۸۱۵ء	امام ابوالحارثؒ	امام دوریؒ

ان سات اماموں میں سے پانچویں امام یعنی حضرت امام عاصمؒ اور ان کے شاگرد حضرت امام حفصؒ کی روایت ممالک اسلامیہ میں سب سے زیادہ رائج و مقبول ہے اور یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ حضرت امام حفصؒ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ایک ہی زمانہ ہے۔ بلکہ حضرت امام حفصؒ، حضرت امام اعظمؒ کے شریک تجارت بھی تھے۔تجارت کے زمانے میں حضرت امام اعظمؒ نے حضرت امام حفصؒ سے تعلیم قرآن بھی حاصل کی۔

اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ پاک و ہند، افغانستان و ترکی جیسے ممالک کی اکثریت اگر فقہی مسایل میں حضرت امام اعظمؒ کی مقلد ہے تو قرآن کریم کی تلاوت میں حضرت امام حفصؒ کی پیروی کرتی ہے۔

ان سات قراء کے علاوہ تین قاری اور ہیں، ان کو شامل کر کے دس قاری ہو جاتے ہیں،اسی مناسبت سے ''قرائے عشرہ'' کہا جاتا ہے۔

نمبر	نام امام	سن وفات	راوی نمبر:۱	راوی نمبر:۲
۱	امام جعفر یزید مدنیؒ	۱۳۰ھ/ ۷۴۸ء بہ مقام مدینہ	امام ابن وردانؒ	امام ابن جمازؒ
۲	امام یعقوب حضرمی بصریؒ	۲۰۵ھ/ ۸۲۰ء	امام رویسؒ	امام روحؒ
۳	امام خلف کوفیؒ	۲۲۹ھ/ ۸۴۴ء	امام اسحٰقؒ	امام ادریسؒ

قرائے عشرہ اوران کے ناموں کی تفصیل کے بعد حضرت امام حفصؒ کی سند کا بیان کیا جاتا ہے، کیوں کہ سند کی بڑی اہمیت ہے۔آپ دیکھتے ہیں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بیان کیا جاتا ہے تو جو صحابیؓ اس کے راوی ہوتے ہیں وہ اس کی سند بیان کرتے ہیں۔سند ہی سے حدیث کا قوی وضعیف وغیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

حضرت امام حفصؒ کی سند:

اسلام کے بے شمار کمالات میں سے ایک کمال یہ بھی ہے کہ قرآن کریم کے پڑھنے والے اور قاری حضرات کا سلسلۂ تعلیم ،سلسلے وار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ذریعے حق تعالیٰ شانہ تک پہنچتا ہے، جو بڑے شرف وکمال کی بات ہے۔

چناں چہ درس نظامی سے فارغ ہونے کے بعد علمائے کرام کو اور اسی طرح قاری حضرات کو علم تجوید سے فراغت کے بعد جو سند دی جاتی ہے ان میں اس سلسلے کا باقاعدہ اہتمام کے ساتھ ذکر ہوتا ہے۔

جو حضرات قرأت سبعہ کا کورس کرتے ہیں ان کو سبعہ کی سند دی جاتی ہے اور عشرہ کا کورس پورا کرنے والے کو عشرہ کی سند دی جاتی ہے اور روایت حفصؒ میں فراغت حاصل کرنے والے حضرات کو روایت حفصؒ کی سند دی جاتی ہے۔ہم یہاں بہ طور نمونہ حضرت امام حفصؒ کی روایت کا بیان کرتے ہیں:

> ''قرآن کا علم حضرت امام حفصؒ نے حضرت امام عاصمؒ کوفی تابعی سے اور حضرت امام عاصمؒ نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ ،حضرت ابومریم زرابن جیش الاسدیؓ اور حضرت عبداللہ ابن حبیب سلمیؓ سے، انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ،حضرت علیؓ،حضرت زید ابن ثابتؓ،حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور حضرت ابی ابن کعبؓ سے حاصل کیا۔اور ان سب صحابہ کرامؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بواسطہ لوح

محفوظ.......حق تعالیٰ شانہ سے حاصل کیا۔"

حفاظت قرآن کا ایک اور شعبہ:

فن تجوید کے اساتذہ اور ماہرین کو قاری کہا جاتا ہے۔ان حضرات کی خدمت قرآن کے دو شعبے اور طریقے ہیں۔

① قواعد تجوید کی تدوین۔ ② قرآن کریم کی تلاوت کا طریقہ۔

① قواعد تجوید کی تدوین:

اس سلسلے میں ان حضرات نے چھوٹے رسایل سے لے کر بڑی بڑی کتابیں تک قرآن کریم پڑھنے کے قواعد میں مرتب فرما کر قرآن پاک کی تعلیم کو بڑا آسان کر دیا ہے۔اس کے باوجود اگر کوئی قرآن سیکھنے اور پڑھنے کی کوشش نہ کرے تو اس کو بدقسمت اور محروم ہی کہا جائے گا۔

ایسے شخص کی مثال اس پیاسے کی طرح ہے جو لب دریا بیٹھا ہو، پھر بھی پیاسا رہے؟؟؟ ان حضرات نے اتنی خدمت کی ہے کہ قرآن کریم کے کل حروف بلکہ ایک ایک حرف تک کی علاحدہ علاحدہ تعداد بتلا دی ہے، جس کا اندازہ درج ذیل نقشے سے کیا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم کے کل حروف کی تعداد کا نقشہ:

به ترتیب حروف تہجی

حروف	تعداد	حروف	تعداد
الف	۴۸۸۷۶	ج	۳۲۷۳
ب	۱۱۴۲۸	ح	۳۷۹۳
ت	۱۱۰۹۵	خ	۲۴۱۶
ث	۱۲۷۶	د	۵۶۰۳

ذ	۴۶۷۷	غ	۲۲۰۸
ر	۱۱۷۹۳	ف	۸۴۹۹
ز	۱۵۹۰	ق	۶۸۱۳
س	۵۸۹۱	ک	۹۵۰۰
ش	۲۲۵۳	ل	۳۰۴۳۲
ص	۲۰۱۲	م	۳۶۵۶۰
ض	۱۲۰۷	ن	۴۵۱۹۰
ط	۱۲۷۷	و	۲۵۵۳۶
ظ	۸۴۲	ہ	۱۹۰۷۰
ع	۹۲۲۰	ی	۴۵۹۱۹

اس طرح حرفوں کی کل تعداد **۳۵۸۲۴۹** ہوئی۔

ان حروف کو حروف ہجا یا حروف تہجی بھی کہا جاتا ہے۔ خادمین قرآن نے نہ صرف یہ کہ ہر حرف کی تعداد بتلائی بلکہ ہر حرف کا مخرج تک بتلا دیا کہ کون سا حرف کہاں سے اور کس طرح نکلتا ہے اور ان حروف کے سترہ مخارج مقرر کیے۔ پھر بعض حروف ایسے بھی ہیں جو دانتوں یا ڈاڑھوں سے ادا ہوتے ہیں، تو دانتوں کی تعداد بھی بتلا دی اور دانتوں کے نام تک مقرر کر دیئے، یہ سب قرآن کی خدمت اور حفاظت کا ہی شعبہ ہے۔

قرآن مجید کی سورتوں میں حروف، کلمات، آیات، رکوعات کا نقشہ اور دیگر معلومات:

ذیل میں قرآن کریم کی سورتوں کی آیات و کلمات اور حروف وغیرہ کی تعداد درج ہے اور ساتھ ساتھ یہ معلومات بھی کہ کون سی سورت کس سورت کے بعد اور کس سے پہلے نازل ہوئی۔ تاکہ اندازہ ہو جائے کہ عشاقان کلام اللہ نے اتنی محنت سے یہ کام انجام دیا ہے۔

ترتیب نزول	ترتیب قرآن	نام سورت	حروف	کلمات	آیات	رکوعات	کس سورت کے بعد	کس سورت سے پہلے نازل ہوئی
۵	۱	سورۂ فاتحہ	۱۲۳	۲۵	۷	۱	سورۂ مدثر	سورۂ لہب
۸۷	۲	سورۂ بقرہ	۲۵۵۰۰	۶۱۲۱	۲۸۶	۴۰	سورۂ مطففین	سورۂ انفال
۸۹	۳	سورۂ آل عمران	۱۴۵۲۰	۳۴۸۰	۲۰۰	۲۰	سورۂ انفال	سورۂ احزاب
۹۲	۴	سورۂ نساء	۱۶۰۳۰	۳۰۴۵	۱۷۷	۲۴	سورۂ ممتحنہ	سورۂ زلزال
۱۱۲	۵	سورۂ مائدہ	۱۲۴۶۴	۲۸۴۲	۱۲۰	۱۶	سورۂ فتح	سورۂ توبہ
۵۵	۶	سورۂ انعام	۱۲۴۲۲	۳۰۵۰	۱۶۶	۲۰	سورۂ حجر	سورۂ صافات
۳۹	۷	سورۂ اعراف	۱۴۰۱۰	۳۳۲۵	۲۰۶	۲۴	سورۂ صٓ	سورۂ جن
۸۸	۸	سورۂ انفال	۵۰۸۰	۱۰۷۵	۷۵	۱۰	سورۂ بقرہ	سورۂ آل عمران
۱۱۳	۹	سورۂ توبہ	۱۰۴۸۸	۴۰۷۸	۱۲۹	۲۰	سورۂ مائدہ	سورۂ نصر
۵۱	۱۰	سورۂ یونس	۹۰۹۹	۱۸۳۲	۱۰۹	۱۱	سورۂ بنی اسرائیل	سورۂ ہود
۵۲	۱۱	سورۂ ہود	۹۵۶۷	۱۶۰۰	۱۲۳	۱۰	سورۂ یونس	سورۂ یوسف
۵۳	۱۲	سورۂ یوسف	۷۱۶۶	۱۶۰۰	۱۱۱	۱۲	سورۂ ہود	سورۂ حجر

۹۶	۱۳	سورۂ رعد	۳۵۰۶	۸۵۵	۴۳	۶	سورۂ محمد	سورۂ رحمٰن
۷۲	۱۴	سورۂ ابراہیم	۳۴۳۰	۸۶۱	۵۲	۷	سورۂ نوح	سورۂ انبیاء
۵۴	۱۵	سورۂ حجر	۲۷۰۸	۶۵۴	۹۹	۶	سورۂ یوسف	سورۂ انعام
۷۰	۱۶	سورۂ نحل	۷۷۰۷	۲۸۴۰	۱۲۸	۱۶	سورۂ کہف	سورۂ نوح
۵۰	۱۷	سورۂ بنی اسرائیل	۳۴۶۰	۵۳۳	۱۱۱	۱۲	سورۂ قصص	سورۂ یونس
۶۹	۱۸	سورۂ کہف	۶۳۶۰	۱۵۷۷	۱۱۰	۱۲	سورۂ غاشیہ	سورۂ نحل
۴۴	۱۹	سورۂ مریم	۳۷۰۰	۷۸۰	۹۸	۶	سورۂ فاطر	سورۂ طٰہٰ
۴۵	۲۰	سورۂ طٰہٰ	۵۲۸۲	۱۶۴۱	۱۳۵	۸	سورۂ مزمل	سورۂ واقعہ
۷۳	۲۱	سورۂ انبیاء	۴۸۹۰	۱۱۶۸	۱۱۲	۷	سورۂ ابراہیم	سورۂ مؤمنون
۱۰۳	۲۲	سورۂ حج	۵۰۷۵	۱۲۹۱	۷۸	۱۰	سورۂ نور	سورۂ منافقون
۷۴	۲۳	سورۂ مؤمنون	۴۸۰۲	۱۸۴۰	۱۱۸	۶	سورۂ انبیاء	سورۂ سجدہ
۱۰۲	۲۴	سورۂ نور	۵۰۸۹	۱۳۱۶	۶۴	۹	سورۂ حشر	سورۂ حج
۴۲	۲۵	سورۂ فرقان	۳۷۳۰	۸۹۲	۷۷	۶	سورۂ یٰسین	سورۂ فاطر

ترتیب نزول	ترتیب قرآن	نام سورت	حروف	کلمات	آیات	رکوعات	کس سورت کے بعد	کس سورت سے پہلے نازل ہوئی
۴۷	۲۶	سورۂ شعراء	۵۵۴۰	۱۲۷۹	۲۲۷	۱۱	سورۂ واقعہ	سورۂ نمل
۴۸	۲۷	سورۂ نمل	۴۷۹۹	۱۳۱۷	۹۳	۷	سورۂ شعراء	سورۂ قصص
۴۹	۲۸	سورۂ قصص	۵۸۰۰	۴۴۱	۸۸	۹	سورۂ نمل	سورۂ بنی اسرائیل
۸۵	۲۹	سورۂ عنکبوت	۴۱۶۵	۹۸۰	۶۹	۷	سورۂ روم	سورۂ مطففین
۸۴	۳۰	سورۂ روم	۳۵۳۴	۸۱۹	۶۰	۶	سورۂ انشقاق	سورۂ عنکبوت
۵۷	۳۱	سورۂ لقمان	۲۱۱۰	۵۸۴	۳۴	۴	سورۂ صافات	سورۂ سبا
۷۵	۳۲	سورۂ سجدہ	۵۱۱۸	۳۸۰	۳۰	۳	سورۂ مؤمن	سورۂ طور
۹۰	۳۳	سورۂ احزاب	۵۷۰۹	۱۲۸۰	۷۳	۹	سورۂ آل عمران	سورۂ ممتحنہ
۵۸	۳۴	سورۂ سبا	۱۵۱۲	۸۳۳	۵۴	۶	سورۂ لقمان	سورۂ زمر
۴۳	۳۵	سورۂ فاطر	۳۱۳۰	۹۷۰	۴۵	۵	سورۂ فرقان	سورۂ مریم
۴۱	۳۶	سورۂ یٰسین	۳۰۰۰	۷۲۹	۸۳	۵	سورۂ جن	سورۂ فرقان
۵۶	۳۷	سورۂ صافات	۳۸۲۶	۸۶۰	۱۸۲	۵	سورۂ انعام	سورۂ لقمان

۳۸	۳۸	سورۂ ص	۳۰۶۷	۷۳۲	۸۸	۵	سورۂ قمر	سورۂ اعراف
۵۹	۳۹	سورۂ زمر	۴۹۰۸	۱۱۷۲	۷۵	۸	سورۂ سبا	سورۂ مؤمن
۶۰	۴۰	سورۂ مؤمن	۴۹۶۰	۱۱۹۹	۸۵	۹	سورۂ زمر	سورۂ حم سجدہ
۶۱	۴۱	سورۂ حم سجدہ	۳۳۵۰	۷۹۶	۵۴	۶	سورۂ مؤمن	سورۂ شوریٰ
۶۲	۴۲	سورۂ شوریٰ	۳۵۸۸	۸۶۰	۵۳	۵	سورۂ حم سجدہ	سورۂ زخرف
۶۳	۴۳	سورۂ زخرف	۳۴۰۰	۸۳۳	۸۹	۹	سورۂ شوریٰ	سورۂ دخان
۶۴	۴۴	سورۂ دخان	۱۴۳۱	۳۴۶	۵۹	۳	سورۂ زخرف	سورۂ جاثیہ
۶۵	۴۵	سورۂ جاثیہ	۲۱۹۱	۴۸۸	۳۷	۴	سورۂ دخان	سورۂ احقاف
۶۶	۴۶	سورۂ احقاف	۲۵۹۰	۶۴۴	۳۵	۴	سورۂ جاثیہ	سورۂ ذاریات
۹۵	۴۷	سورۂ محمد (یہ سورت سفر ہجرت میں نازل ہوئی)	۲۴۷۵	۵۵۸	۳۸	۴	سورۂ حدید	سورۂ رعد
۱۱۱	۴۸	سورۂ فتح	۲۴۰۰	۵۶۰	۴	۴	سورۂ تغابن	سورۂ مائدہ
۱۰۶	۴۹	سورۂ حجرات	۱۴۷۵	۳۴۳	۲	۲	سورۂ مجادلہ	سورۂ تحریم

ترتیب نزول	ترتیب قرآن	نام سورت	حروف	کلمات	آیات	رکوعات	کس سورت کے بعد	کس سورت سے پہلے نازل ہوئی
۳۴	۵۰	سورۂ ق	۱۴۹۴	۳۵۷	۴۵	۳	سورۂ مرسلات	سورۂ بلد
۶۷	۵۱	سورۂ ذاریات	۱۲۳۹	۳۶۰	۶۰	۳	سورۂ احقاف	سورۂ غاشیہ
۷۶	۵۲	سورۂ طور	۱۵۰۰	۳۱۲	۴۹	۲	سورۂ سجدہ	سورۂ ملک
۲۳	۵۳	سورۂ نجم	۱۴۰۵	۳۶۰	۶۲	۳	سورۂ اخلاص	سورۂ عبس
۳۷	۵۴	سورۂ قمر	۱۴۲۳	۳۴۲	۵۵	۳	سورۂ طارق	سورۂ ص
۹۷	۵۵	سورۂ رحمٰن	۱۶۳۶	۳۵۱	۷	۳	سورۂ رعد	سورۂ دہر
۴۶	۵۶	سورۂ واقعہ	۱۷۰۳	۳۷۸	۹۶	۳	سورۂ طٰہٰ	سورۂ شعراء
۹۴	۵۷	سورۂ حدید	۲۴۷۶	۵۴۴	۲۹	۴	سورۂ زلزال	سورۂ محمد
۱۰۵	۵۸	سورۂ مجادلہ	۱۷۹۲	۴۷۳	۲۲	۳	سورۂ منافقون	سورۂ حجرات
۱۰۱	۵۹	سورۂ حشر	۱۹۱۳	۴۴۵	۲۴	۳	سورۂ بینہ	سورۂ فلق
۹۱	۶۰	سورۂ ممتحنہ	۱۵۱۰	۳۴۸	۱۳	۲	سورۂ احزاب	سورۂ نساء
۱۰۹	۶۱	سورۂ صف	۹۰۰	۲۲۱	۱۴	۲	سورۂ تحریم	سورۂ جمعہ

۱۱۰	۶۲	سورۂ جمعہ	۷۲۰	۱۸۰	۱۱	۲	سورۂ صف	سورۂ تغابن
۱۰۴	۶۳	سورۂ منافقون	۹۷۶	۱۸۰	۱۱	۲	سورۂ حج	سورۂ مجادلہ
۱۰۸	۶۴	سورۂ تغابن	۲۰۷۰	۲۴۱	۱۸	۲	سورۂ جمعہ	سورۂ فتح
۹۹	۶۵	سورۂ طلاق	۱۰۶۰	۲۴۹	۱۲	۲	سورۂ دہر	سورۂ بینہ
۱۰۷	۶۶	سورۂ تحریم	۱۰۶۰	۲۴۷	۱۲	۲	سورۂ حجرات	سورۂ صف
۷۷	۶۷	سورۂ ملک	۱۳۱۳	۳۳۰	۳۰	۲	سورۂ طور	سورۂ حاقہ
۲	۶۸	سورۂ ن	۱۲۵۶	۳۰۰	۵۲	۲	سورۂ علق	سورۂ مزمل
۷۸	۶۹	سورۂ حاقہ	۱۰۲۴	۲۵۶	۵۲	۲	سورۂ ملک	سورۂ معارج
۷۹	۷۰	سورۂ معارج	۹۲۹	۲۲۴	۴۴	۲	سورۂ حاقہ	سورۂ نباء
۷۱	۷۱	سورۂ نوح	۸۷۰	۲۸۵	۲۸	۲	سورۂ نحل	سورۂ ابراہیم
۴۰	۷۲	سورۂ جن	۸۷۰	۲۸۵	۲۸	۲	سورۂ اعراف	سورۂ یٰسین
۳	۷۳	سورۂ مزمل	۸۲۹	۲۵۵	۲۰	۲	سورۂ قلم	سورۂ مدثر
۴	۷۴	سورۂ مدثر	۱۰۱۰	۱۹۹	۵۶	۲	سورۂ مزمل	سورۂ فاتحہ

ترتیب نزول	ترتیب قرآن	نام سورت	حروف	کلمات	آیات	رکوعات	کس سورت کے بعد	کس سورت سے پہلے نازل ہوئی
۳۱	۷۵	سورۂ قیامہ	۶۵۲	۱۹۹	۴۰	۲	سورۂ قارعہ	سورۂ ہمزہ
۹۸	۷۶	سورۂ دہر	۱۰۵۴	۲۴۰	۳۱	۲	سورۂ رحمٰن	سورۂ طارق
۳۳	۷۷	سورۂ مرسلات	۸۱۶	۱۸۰	۵۰	۲	سورۂ ہمزہ	سورۂ قٓ
۸۰	۷۸	سورۂ نباء	۹۷۰	۱۷۳	۴۰	۲	سورۂ معارج	سورۂ نازعات
۸۱	۷۹	سورۂ نازعات	۷۵۳	۱۹۷	۴۶	۲	سورۂ نباء	سورۂ انفطار
۲۴	۸۰	سورۂ عبس	۵۳۳	۱۳۰	۴۲	۲	سورۂ نجم	سورۂ قدر
۷	۸۱	سورۂ تکویر	۵۳۰	۱۰۴	۲۹	۱	سورۂ لہب	سورۂ اعلیٰ
۸۲	۸۲	سورۂ انفطار	۳۲۷	۸۰	۱۹	۱	سورۂ نازعات	سورۂ انشقاق
۸۶	۸۳	سورۂ مطففین	۷۴۰	۱۶۹	۳۶	۱	سورۂ عنکبوت	سورۂ بقرہ
۸۳	۸۴	سورۂ انشقاق	۴۳۰	۱۰۷	۲۵	۱	سورۂ انفطار	سورۂ روم
۲۷	۸۵	سورۂ بروج	۴۶۵	۱۰۹	۲۲	۱	سورۂ شمس	سورۂ تین
۳۶	۸۶	سورۂ طارق	۲۳۹	۶۱	۱۷	۱	سورۂ بلد	سورۂ قمر
۸	۸۷	سورۂ اعلیٰ	۲۹۱	۷۲	۱۹	۱	سورۂ تکویر	سورۂ لیل

۶۸	۸۸	سورۂ غاشیہ	۳۸۱	۹۲	۲۶	۱	سورۂ ذاریات	سورۂ کہف
۱۰	۸۹	سورۂ فجر	۵۹۷	۳۹	۳۰	۱	سورۂ لیل	سورۂ ضحیٰ
۳۵	۹۰	سورۂ بلد	۳۲۰	۸۲	۲۰	۱	سورۂ ق	سورۂ طارق
۲۶	۹۱	سورۂ شمس	۲۴۷	۵۴	۱۵	۱	سورۂ قدر	سورۂ بروج
۹	۹۲	سورۂ لیل	۳۱۰	۷۱	۲۱	۱	سورۂ اعلیٰ	سورۂ فجر
۱۱	۹۳	سورۂ ضحیٰ	۱۷۲	۴۰	۱۱	۱	سورۂ فجر	سورۂ انشراح
۱۲	۹۴	سورۂ انشراح	۱۰۳	۲۷	۸	۱	سورۂ ضحیٰ	سورۂ عصر
۲۸	۹۵	سورۂ تین	۱۰۵	۳۴	۸	۱	سورۂ بروج	سورۂ قریش
۱	۹۶	سورۂ علق	۲۸۰	۹۲	۱۹	۱		سورۂ قلم
۲۵	۹۷	سورۂ قدر	۱۱۲	۳۰	۵	۱	سورۂ عبس	سورۂ شمس
۱۰۰	۹۸	سورۂ بینہ	۳۳۹	۹۴	۸	۱	سورۂ طلاق	سورۂ حشر
۹۳	۹۹	سورۂ زلزال	۱۵۰	۳۵	۸	۱	سورۂ نساء	سورۂ حدید
۱۴	۱۰۰	سورۂ عادیات	۱۶۳	۴۰	۱۱	۱	سورۂ عصر	سورۂ کوثر
۳۰	۱۰۱	سورۂ قارعہ	۱۵۲	۳۶	۱۱	۱	سورۂ قریش	سورۂ قیامہ

ترتیب نزول	ترتیب قرآن	نام سورت	حروف	کلمات	آیات	رکوعات	کس سورت کے بعد	کس سورت سے پہلے نازل ہوئی
۱۶	۱۰۲	سورۂ تکاثر	۱۲۰	۲۰	۸	۱	سورۂ کوثر	سورۂ ماعون
۱۳	۱۰۳	سورۂ عصر	۶۸	۱۴	۳	۱	سورۂ انشراح	سورۂ عادیات
۳۲	۱۰۴	سورۂ ہمزہ	۱۳۰	۳۰	۹	۱	سورۂ قیامہ	سورۂ مرسلات
۱۹	۱۰۵	سورۂ فیل	۹۶	۲۰	۵	۱	سورۂ کافرون	سورۂ اخلاص
۲۹	۱۰۶	سورۂ قریش	۷۳	۱۷	۴	۱	سورۂ تین	سورۂ قارعہ
۱۷	۱۰۷	سورۂ ماعون	۱۲۵	۲۵	۷	۱	سورۂ تکاثر	سورۂ کافرون
۱۵	۱۰۸	سورۂ کوثر	۴۲	۱۰	۳	۱	سورۂ عادیات	سورۂ تکاثر
۱۸	۱۰۹	سورۂ کافرون	۴۲	۲۶	۶	۱	سورۂ ماعون	سورۂ فیل
۱۱۴	۱۱۰	سورۂ نصر	۷۷	۱۷	۳	۱	سورۂ ناس	
۶	۱۱۱	سورۂ لہب	۷۷	۲۰	۵	۱	سورۂ فاتحہ	سورۂ تکویر
۲۲	۱۱۲	سورۂ اخلاص	۴۷	۱۵	۴	۱	سورۂ لیل	سورۂ نجم
۲۰	۱۱۳	سورۂ فلق	۷۴	۲۳	۵	۱	سورۂ حشر	سورۂ ناس
۲۱	۱۱۴	سورۂ ناس	۷۹	۲۰	۶	۱	سورۂ فلق	سورۂ اخلاص

پورے قرآن مجید میں حروف کی تعداد ۳,۲۵,۵۲۵ ہے۔ اور کلمات کی تعداد ۷۸,۳۹۰ ہے۔

حروف تہجی اور سورتوں کے حروف، کلمات، آیات اور رکوعات کی تعداد کے علاوہ حروف کی حرکات وسکنات تک کی تعداد بھی بتلا دی۔ قارئین مندرجۂ ذیل نقشے میں دیکھیں۔

قرآن کریم کی حرکات وسکنات کی تعداد:

تعداد فتحات (زبر)	تعداد کسرات (زیر)	تعداد ضمات (پیش)
۴,۵۳,۱۴۳	۳۹,۵۸۲	۸,۸۰۴
تعداد مدات (مد)	تعداد تشدید (ّ)	تعداد نقاط
۱,۷۷۱	۱,۲۷۴	۱,۰۵,۶۸۴

حروف شمسی وقمری:

قراء حضرات نے قرآن کریم کی جو خدمت کی ہے وہ ان شاء اللہ رہتی دنیا تک باقی رہے گی اور لوگ روشنی کے اس مینار سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ قرآن کی یہ خدمت بھی حفاظت قرآن کا ہی ایک حصہ ہے۔

چوں کہ ہماری یہ کتاب علم تجوید سے متعلق نہیں، اس لیے تفصیلی طور پر تجوید کے تمام قواعد بیان نہیں کر سکتے، صرف چند قواعد ایسے بیان کرتے ہیں جن سے قارئین کو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اگر یہ قواعد نہ ہوتے تو ہم لوگ کیسے سمجھتے کہ قرآن پڑھنے کا طریقہ کیا ہے۔

تجوید کے بہت سے قواعد میں سے ایک قاعدہ حروف شمسی اور قمری کے پڑھنے کا بھی ہے، ان کا قاعدہ سمجھنے سے پہلے ان کی تعریف اور وجۂ تسمیہ سمجھ لیجیے۔

حروف شمسی کی تعریف اور وجہِ تسمیہ:

شمس سورج کو کہتے ہیں۔ جس طرح ستارے سورج نکلنے کے بعد نظر نہیں آتے اسی طرح لام تعریف حروف شمسی کے سامنے چھپ جاتا ہے اور پڑھا نہیں جاتا۔ گویا لام تعریف کی حیثیت حروف شمسی کے سامنے ایسی ہے جیسی سورج کے سامنے ستاروں کی۔

حروف شمسی چودہ ہیں:

۱	ت	۸	ش
۲	ث	۹	ص
۳	د	۱۰	ض
۴	ذ	۱۱	ط
۵	ر	۱۲	ظ
۶	ز	۱۳	ل
۷	س	۱۴	ن

ان کا قاعدہ یہ ہے کہ مندرجۂ بالا کسی حرف سے پہلے لام تعریف آجائے تو وہ لام پڑھا نہیں جاتا۔

لام تعریف: لام تعریف اس لام ساکن کو کہتے ہیں جس سے پہلے ہمزۂ وصل ہو۔ جیسے اَلرَّحْمٰنُ۔ یہ ہمزہ اس وقت پڑھا جاتا ہے جب یہاں سے ابتدا کی جائے اور یہ ہمزہ جب دو کلموں کے درمیان آجائے تب نہیں پڑھا جاتا۔ جیسے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ لام تعریف جب کسی اسم پر آئے اور اس کے بعد حروف شمسی میں سے کوئی حرف آجائے تو ہمزۂ وصل گر جاتا ہے اور لام کو ادغام کر کے پڑھتے ہیں۔ یہ مثالوں سے بہ آسانی سمجھ میں آجائے گا۔ اس لیے ہر حرف کے نیچے اس کی مثال درج کی جاتی ہے، کسی ماہر استاذ سے سمجھ لیا جائے۔

حروف شمسی مثالوں میں:

ت	ث	د	ذ
وَالتِّیْنِ	اَلثَّاقِبُ	یَوْمِ الدِّیْنِ	وَالذّٰرِیٰتِ
ر	ز	س	ش
هُوَالرَّحْمٰنُ	اٰتُوا الزَّکٰوةَ	وَالسَّمَآءِ	اِذَا الشَّمْسُ
ص	ض	ط	ظ
وَالصَّیْفِ	وَالضُّحٰی	وَالطَّارِقِ	هُوَالظَّاهِرُ
	ل	ن	
	اِلَی اللّٰهِ	وَالنَّجْمِ	

حروف قمری کی تعریف اور وجہ تسمیہ:

قمر چاند کو کہتے ہیں۔ جس طرح چاند کے سامنے ستارے نظر آنے لگتے ہیں اسی طرح لام تعریف حروف قمری کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ گویا لام تعریف کی حیثیت حروف قمری کے سامنے ایسی ہے جیسے چاند کے سامنے ستاروں کی۔ حروف قمری کا مجموعہ ان جملوں میں جمع کر دیا گیا ہے۔

اَبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِیْمَهٗ۔ یہ چودہ حروف ہیں۔ حروف قمری کے علاوہ باقی سب حروف شمسی ہیں۔

حروف قمری چودہ ہیں:

۱	ب	۸	ق
۲	ج	۹	ک
۳	ح	۱۰	م
۴	خ	۱۱	و

۵	ع	۱۲	ہ
۶	غ	۱۳	ء
۷	ف	۱۴	ی

ان کا قاعدہ یہ ہے اگر ان چودہ حروفوں کے اول میں ہمزہ اور لام تعریف آئے تو ہمزہ گر جاتا ہے اور لام کو ظاہر کر کے پڑھتے ہیں۔ ہر حرف کے نیچے لکھی ہوئی مثالوں سے سمجھیے۔

حروف قمری مثالوں میں:

ب	ج	ح	خ
بِالْبُخْلِ	وَالْجِبَالِ	فِی الْحُطَمَةِ	اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ
ع	غ	ف	ق
وَالْعَصْرِ	اَلْغُرُوْرُ	هُمُ الْفَآئِزُوْنَ	وَالْقَمَرَ
ک	م	و	ہ
عَلَى الْكَافِرِيْنَ	مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ	وَالْوَتْرِ	عَلَى الْهُدٰى
	ء	ی	
	اِلَى الْاَذْقَانِ	بِالْيَمِيْنِ	

حروف شمسی وقمری کے بیان اور مثالوں سے قارئین خود اندازہ فرمالیں کہ قراء حضرات نے فن تجوید مرتب کر کے ہمارے لیے کتنی آسانی اور سہولت کردی۔ اس پر بھی اگر لوگ فایدہ نہ اٹھائیں تو یہ خود اپنا قصور ہے۔

گر نہ بیند بہ روز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

فصل ⑧

قرآن پاک کی تلاوت میں
حسن وکمال پیدا کرنے والے چند مفید قاعدے

اگر پڑھنے والا مندرجۂ ذیل قواعد کا لحاظ رکھ کر پڑھے تو ان شاء اللہ لحن جلی اور لحن خفی سے بچ سکتا ہے اور قرآن پاک کی تلاوت میں حسن وکمال بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر قواعد سے واقف ہونے کے باوجود تلاوت میں توجہ کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں چند قاعدے بیان کیے جاتے ہیں۔

غنہ کے قاعدے:

قاعدہ①: نون یا میم پر جب تشدید (ّ) ہو تو وہاں غنہ کر کے پڑھتے ہیں۔ جیسے: اِنَّ، مَنَّ، مِمَّ، ثُمَّ، غنہ ناک کے بانسے سے ادا ہوتا ہے۔

قاعدہ②: نون ساکن یا تنوین کے بعد حرف حلقی اور لام، را کے علاوہ اگر اور کوئی حرف آئے تو وہاں بھی غنہ ہوگا۔ تفصیل آگے اخفا، ابدال اور یرملون کے بیان میں آ رہی ہے۔

قاعدہ③: میم ساکن کے بعد جس جگہ (ب) ہو تو وہاں بھی غنہ ہوتا ہے۔ جیسے:
وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ O، اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ O
یا میم ساکن کے بعد میم ہو تو وہاں غنہ ہوتا ہے۔ جیسے: اَمْ مَّنْ

نون ساکن اور تنوین کے قاعدے:

فایدہ: یاد رکھیے! نون ساکن اُس نون کو کہتے ہیں جس پر جزم (ْ) ہو اور دو زبر (ً) دو زیر (ٍ) دو پیش (ٌ) کو تنوین کہتے ہیں۔ فایدے کے بعد قاعدے سمجھیے۔

نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدے ہیں:

① اظہار ② اخفا

③ ادغام ④ اقلاب۔

اس کے بعد ہر ایک کی تفصیل ملاحظہ کیجیے۔

اظہار کا بیان:

فایدہ: حروف اظہار چھ ہیں۔ ء، ہ، ع، ح، غ، خ۔ ان حرفوں کو حروف حلقی بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ حروف حلق سے نکلتے ہیں۔ ان حروف کو اس شعر میں جمع کر دیا گیا ہے۔

حرف حلقی چھ سمجھ اے نور عین
ہمزہ، ھاو حاو خاو عین و غین

اس کے بعد مثالوں سے ذہن نشین کر لیجیے:

نون ساکن کے بعد حرف حلقی کی مثالیں	تنوین کے بعد حرف حلقی کی مثالیں
یَنْئَوْنَ ء نون ساکن کے بعد	رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ء تنوین کے بعد
یَنْھَوْنَ ہ نون ساکن کے بعد	کُلًّا ھَدَیْنَا ہ تنوین کے بعد
اَنْعَمْنَا ع نون ساکن کے بعد	سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ع تنوین کے بعد
مِنْ حَقٍّ ح نون ساکن کے بعد	قَرْضًا حَسَنًا ح تنوین کے بعد
یُنْغِضُوْنَ غ نون ساکن کے بعد	قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ غ تنوین کے بعد
مِنْ خَوْفٍ خ نون ساکن کے بعد	عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ خ تنوین کے بعد

اخفا کا بیان:

قاعدہ: نون ساکن یا تنوین کے بعد مندرجۂ ذیل پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے تو وہاں اخفا یعنی غنہ کر کے پڑھتے ہیں۔ وہ حروف یہ ہیں:

ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک۔

ان حروف کو حروف اخفا کہتے ہیں، جن کو مندرجۂ ذیل اشعار میں جمع کر دیا گیا ہے ؂

پندرہ حرفوں میں تم اخفا کرو
مجھ سے سن لو ان کی تم تفصیل کو
تا و ثا و جیم و دال و ذال و زا
سین و شین و صاد و ضاد و طا و ظا
فا و قاف و کاف ہیں یہ پندرا
ان کو اخفائے حقیقی ہے لکھا

نون ساکن کے بعد حروف اخفا کی مثالیں بہ ترتیب حروف:

۱۔ اِنْ تَصْبِرُوْا	۶۔ کُنُزٌ	۱۱۔ یَنْطِقُوْنَ
۲۔ مِنْ ثَمَرَةٍ	۷۔ مَنْسَكًا	۱۲۔ یَنْظُرُوْنَ
۳۔ مِنْ جِبَالٍ	۸۔ مِنْ شَیْءٍ	۱۳۔ یُنْفِقُوْنَ
۴۔ مَنْ دَخَلَ	۹۔ یُنْصَرُوْنَ	۱۴۔ یَنْقُضُوْنَ
۵۔ مُنْذِرِیْنَ	۱۰۔ مَنْ ضَلَّ	۱۵۔ مِنْكُمْ

تنوین کے بعد حروف اخفا کی مثالیں بہ ترتیب حروف:

۱۔ نُوْرًا تَمْشُوْنَ	۶۔ نَفْسًا زَكِيَّةً	۱۱۔ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝
۲۔ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً	۷۔ قَوْلًا سَدِيْدًا	۱۲۔ قَوْمٍ ظَلَمُوْا
۳۔ عَيْنٌ جَارِيَةٌ	۸۔ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ	۱۳۔ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ
۴۔ عَذَابًا دُوْنَ	۹۔ رِيْحًا صَرْصَرًا	۱۴۔ مُؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ
۵۔ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ	۱۰۔ عَذَابًا ضِعْفًا	۱۵۔ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ

یرملون (ادغام) کا بیان:

قاعدہ: نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف یرملون میں سے کوئی حرف آئے تو وہاں ادغام ہوتا ہے۔ یعنی نون ساکن یا تنوین کو حرف یرملون سے ملا کر پڑھتے ہیں۔ قراء کی اصطلاح میں اس کو ادغام کہتے ہیں۔

حروف یرملون چھ ہیں:

ی، ر، م، ل، و، ن۔

ان چھ حرفوں میں سے چار میں ادغام غنہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان چار حرفوں کا مجموعہ یُوْمِنُ ہے اور (ل، ر) میں ادغام بلاغنہ ہوتا ہے۔ نیچے کی مثالوں سے سمجھیے۔

حروف یرملون	نون ساکن کے بعد حروف یرملون کی مثال	دوزبر کے بعد حروف یرملون کی مثالیں	دوزیر کے بعد حروف یرملون کی مثالیں	دوپیش کے بعد حروف یرملون کی مثالیں
ی	مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰه	مُنَادِيًا يُّنَادِىْ	شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝	قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ
ر	مِنْ رَّبِّكَ	اٰخِذَةً رَّابِيَةً	مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا	رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝
م	مِنْ مَّآءٍ	خَيْرًا مِّنْهُمْ	مِنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ	سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝
ل	مِنْ لَّدُنْهُ	هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ	بِسَقْتٍ لَّهَا	قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا
و	مِنْ وَّالٍ	جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ	وَلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ	صُمٌّ وَّ بُكْمٌ
ن	مَنْ نَّشَآءُ	سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ	اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ	حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

فائدہ: سارے قرآن میں چار کلمے ایسے ہیں جن میں ادغام اور غنہ نہیں ہوتا۔ وہ کلمے دُنْيَا، قِنْوَانٌ، بُنْيَانٌ، صِنْوَانٌ ہیں۔

ادغام کے لیے یہ شرط ہے کہ نون ساکن اور حرف یرملون دو الگ الگ کلموں میں ہوں۔ اور مندرجہ چار کلموں میں نون ساکن اور حرف یرملون ایک کلمے میں ہیں۔ اس لیے یہاں ادغام کا قاعدہ جاری نہ ہوگا۔

اقلاب (ابدال) کا بیان:

قاعدہ: نون ساکن یا تنوین کے بعد اگر ابدال کا حرف (ب) آئے تو اس نون ساکن یا تنوین کو میم سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم میں ایسے مقامات پر چھوٹا سا میم اس شکل کا (م) بنا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے مِنْ بَعْدِہٖ، لَیُنْۢبَذَنَّ، صُمٌّۢ بُکْمٌ. اس قاعدے کو قاری حضرات کی اصطلاح میں اِقْلاب، اِبْدال اور اخفائے شفوی کہتے ہیں۔

نیچے لکھی ہوئی مثالوں سے مزید سمجھیے:

دو پیش کے بعد (ب)	دو زیر کے بعد (ب)	دو زبر کے بعد (ب)	نون ساکن کے بعد (ب)
رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ	کَافِرٍۢ بِہٖ	خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا○	لَیُنْۢبَذَنَّ

لام کے قاعدے:

ان قاعدوں کے بعد اب لام کے قاعدے بیان کیے جاتے ہیں:

یاد رکھیے! لام ہر جگہ باریک پڑھا جاتا ہے سوائے درج ذیل قواعد کے۔

قاعدہ ①: جب لفظ اَللّٰہُ سے پہلے زبر یا پیش ہو تو اس جگہ اَللّٰہُ کا لام پُر پڑھا جائے گا۔ جیسے نَصْرُ اللّٰہِ، وَاللّٰہِ رَبِّنَا.

قاعدہ ②: لفظ اَللّٰہ کے آخر میں میم مشدد ہو اور اَللّٰہ سے پہلے زبر یا پیش ہو تو وہ بھی پُر پڑھا جائے گا۔ جیسے اَللّٰھُمَّ، مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ، اِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ.

قاعدہ ③: اگر لفظ اَللّٰہ سے پہلے زیر ہو تو اس کو باریک پڑھتے ہیں۔ جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ

قاعدہ ④: اگر اَللّٰہ کے آخر میں میم مشدد ہو اور اَللّٰہ سے پہلے زیر ہو تو اس کو بھی باریک پڑھیں گے۔ جیسے: قُلِ اللّٰھُمَّ.

را کے قاعدے:

را متحرک ہوگی یا ساکن یا مشدد۔ اس کے پڑھنے کے سات قاعدے ہیں، ان

میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ ذرا سی توجہ اور مناسبت سے سمجھ میں آجاتے ہیں، لیکن بعض قاعدے ایسے ہیں کہ ان کے سمجھنے کے لیے عربی سے واقفیت کی ضرورت ہے۔ پھر بھی ہم ان کو آسان طریقے پر بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

قاعدہ①: جس را پر فتح (زبر) یا ضمہ (پیش) ہو یا دو زبر یا دو پیش ہوں تو وہ را پُر پڑھی جائے گی۔ یعنی ایسی را اپنی حرکت کے اعتبار سے پڑھی جائے گی۔ جیسے: حَرَجٌ، عُرُبًا، صَدْرًا، غَفُوْرًا، قَدَّرَ.

قاعدہ②: اگر را ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو تو وہ بھی پُر پڑھی جائے گی۔ جیسے: بَرْقٌ، قُرْبَانًا، مَرْيَمَ، مُرْجَوْنَ.

قاعدہ③: جو را وقفی ہو یعنی اس را پر وقف ہو اور اس سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو تو وہ بھی پُر پڑھی جائے گی۔ جیسے: قَمَرٌ، نُذُرٌ، مُسْتَطَرٌ، وَسُعُرٍ.

قاعدہ④: مشدد را یعنی جس را پر تشدید ہو اگر اس پر زبر یا پیش ہو تو وہ بھی پُر پڑھی جائے گی۔ جیسے: اَخَذَةَ الرَّابِيَة، اَلْحُرُّ، يَضُرُّهٗ.

قاعدہ⑤: جو را وقفی ہو اور اس سے پہلے یائے ساکن کے علاوہ اور کوئی ساکن حرف ہو اور اس ساکن حرف سے پہلا والا حرف مفتوح یا مضموم ہو، یعنی اس پر زبر یا پیش ہو تو وہ را بھی پُر پڑھی جائے گی۔ جیسے: اُمُوْرٌ، شُكُوْرٌ، مَطْلَعِ الْفَجْرِ، شَهْرٌ.

قاعدہ⑥: را ساکن اور اس سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو، را کے بعد حرف مستعلیہ ہو تو وہ را پُر پڑھی جائے گی۔ حروف مستعلیہ کا مجموعہ یہ ہے: خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ

مختصر یہ کہ سارے قرآن میں چھ جملے ایسے ہیں جن میں یہ قاعدہ جاری ہوتا ہے اور را پُر پڑھی جاتی ہے۔ وہ جملے یہ ہیں:

جملہ	سورت اور آیت نمبر
قِرْطَاسٍ	سورۂ انعام: ۷
اِرْصَادًا	سورۂ توبہ: ۱۰۷

فِرْقَةٍ	سورۂ توبہ:۱۲۲
فِرْقٍ	سورۂ شعراء:۶۳
كَانَتْ مِرْصَادًا	سورۂ نازعات
لَبِالْمِرْصَادِ	سورۂ فجر:۱۴

ان چھ میں سے فِرْقٍ کی را کو بعض قرأ نے باریک بھی پڑھا ہے۔

قاعدہ⑦: جو را ساکن ہو اور اس سے پہلے کسرہ (زیر) وصلی یعنی عارضی ہو تو وہ را بھی پُر پڑھی جائے گی۔

اس کا قاعدہ نمبر ⑥ سے مشکل ہے اس لیے سہولت و آسانی کے لیے قرآن کریم میں جتنے مقامات ہیں وہ سب ہم یہاں بیان کیے دیتے ہیں۔

جن مقامات پر راء ساکن اور راء سے پہلے کسرۂ وصلی یعنی زیر عارضی آیا ہے ذیل میں ان کا نقشہ ہے۔ ایسی راء پُر پڑھی جائے گی۔ اس راء پر یہ ''ہ'' نشان لگا دیا گیا ہے۔

نشان ''ہ'' پُر پڑھی جانے والی را	سورت اور آیت نمبر
اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ	سورۂ مائدہ:۱۰۶
اِرْجِعُوْا اِلٰى اَبِيْكُمْ	سورۂ یوسف:۸۱
رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا ○	سورۂ بنی اسرائیل:۲۴
اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى	سورۂ انبیاء:۲۹
رَبِّ ارْجِعُوْنِ	سورۂ مؤمنون:۹۹
اَمِ ارْتَابُوْا	سورۂ نور ۵۰
دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ	سورۂ نور ۵۵
اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ	سورۂ نمل:۳۷
اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ	سورۂ طلاق:۴
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ	سورۂ جن:۲۷
يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىْ	سورۂ فجر:۲۷،۲۸

اگر چہ قواعد کا سلسلہ طویل ہو گیا ہے، مگر چوں کہ ان قواعد پر عمل سے قرآن میں حسن پیدا ہوتا ہے اور یہ قواعد ایک اعتبار سے حفاظت قرآن کا ہی جز ہیں، اس لیے ہم نے ان کو تفصیل سے بیان کر دیا۔

چوں کہ را کے پُر پڑھنے کے قاعدے بیان کر دیئے گئے ہیں، اس لیے را کے باریک پڑھنے کے قواعد کو اگر بیان نہ کیا جائے تو یہ بیان نامکمل رہے گا۔ اس لیے مختصراً ان کا بھی بیان کیا جاتا ہے۔

سو یاد رکھیے کہ راء باریک پڑھنے کے پانچ قاعدے ہیں:

قاعدہ ①: رائے مکسور (یعنی جس را کے نیچے زیر ہو) کسی جملے کے شروع میں ہو تو وہ را اپنی حرکت (زیر) کے اعتبار سے باریک پڑھی جائے گی۔ جیسے: رِزْقًا.

اس کے علاوہ اور بھی کئی صورتیں ہیں، مثلاً:

- ایک صورت یہ ہے رائے مکسورہ کلمے کے درمیان میں ہو تب بھی باریک پڑھی جائے گی۔ جیسے: الْعَارِمِیْن
- اسی طرح اگر رائے مکسورہ کلمے کے آخر میں ہو تو وہ بھی باریک ہو گی۔ جیسے نِعْمَ عُقْبَى الدَّار
- ایسے ہی رائے مکسورہ سے پہلا الاحرف ساکن ہو تو وہ بھی باریک پڑھی جائے گی جیسے واصْرِبْ
- ایک صورت یہ بھی ہے کہ رائے مکسورہ کے بعد حرف مستعالیہ میں سے کوئی حرف جائے تو وہ راء بھی باریک ہو گی۔ جیسے وَفِي الرِّقَاب.
- ایک او صورت یہ ہے کہ راء پر دو زیر ہوں جیسے وَلَيَالٍ عَشْرٍ.

قاعدہ ②: ... ساکن سے پہلے حرف پر زیر ہو... خواہ وہاں پر وقف ہو۔ جیسے: فَقَدَّرْ، فَانْتَصِرْ.

یا ... ساکن درمیان میں ہو۔ جیسے مِرْيَة، فِرْعَوْن وغیرہ، تو ایسی جگہ راء باریک ہی پڑھی جائے گی۔

قاعدہ③: جو راء وقف کی وجہ سے ساکن پڑھی جائے خواہ اس راء پر زبر یا زیر یا پیش کی حرکت ہو اور اس راء سے پہلے یائے ساکن ہو اور یاء سے پہلے زبر یا زیر کی حرکت ہو تو ایسی راء بھی باریک پڑھی جائے گی۔ جیسے: خَبِيْرٌO خَيْرٌ O فِيْهَا السَّيْرُ O هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُO پیش کی مثال سارے قرآن پاک میں نہیں پائی جاتی۔

قاعدہ④: اگر رائے وقفی سے پہلے یائے ساکنہ کے علاوہ اور کوئی ساکن حرف ہے اور اس ساکن حرف سے پہلے زیر والا حرف ہے تو وہ راء بھی باریک پڑھی جاتی ہے۔ جیسے: سِحْرٌ، حِجْرٌ، وَلَا بِكْرٌ۔

قاعدہ⑤: اگر ایسی راء پر وقف کیا جائے جس سے پہلے حروف مستعالیہ میں سے کوئی حرف درمیان میں ہو اور اس سے پہلے حرف پر زیر ہو تو ایسی صورت میں پُر پڑھنا بہتر ہے اور کلمہ عَيْنَ الْقِطْرِ میں باریک پڑھنا بہتر ہے۔

کسی ماہر مشاق قاری سے مشق کرنی چاہیے اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو ماہرین سے معلوم کر لیجیے۔

قاعدہ⑥: یاد رکھیے حضرت امام حفصؒ کے نزدیک قرآن مجید میں چار جگہ سکتہ ہیں۔

وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهُ عِوَجًا سکتہ	سورۂ کہف: ۱
مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ	سورۂ یٰسین: ۵۲
وَقِيْلَ مَنْ سکتہ	سورۂ قیامہ: ۲۷
كَلَّا بَلْ سکتہ	سورۂ مطففین: ۱۴

سکتے کا مطلب یہ ہے آدمی پڑھتے پڑھتے رک جائے، سانس نہ توڑے۔

قاعدہ⑦: مندرجہ ذیل چار مقامات کے پڑھنے کا طریقہ اور ذہن نشین کر لیں، کیوں کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے سوچتے ہیں یہاں کیا پڑھیں؟

❁ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ: سورۂ بقرہ: ۲۴۵، اس جگہ ص پر چھوٹا سا سین لکھا ہوا ہے۔

❁ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً: سورۂ اعراف:۶۹، اس جگہ بھی صاد پر سین لکھا ہوا ہے۔
ان دونوں مقامات پر صاد کی بجائے سین پڑھنا چاہیے۔

❁ اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ: سورۂ طور: ۳۷، یہاں چاہے صاد پڑھے چاہے سین
، دونوں طرح اختیار ہے۔

❁ بِمُصَۜيْطِرٍ: سورۂ غاشیہ:۲۲، یہاں صاد پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

قارئین کرام! ان معروضات سے خود یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ قراء حضرات نے قرآن کریم کی کتنی خدمت کی ہے۔

یہ مضمون اندازہ سے زیادہ طویل ہو گیا ہے، اس لیے ہم قلم کو یہیں روک کر دوسرا مضمون شروع کرتے ہیں۔

فصل ⑨

علمائے دیوبند کی تجوید میں تدریسی خدمات

دارالعلوم دیوبند ایک جامع اور معتدل فکر کا حامل ایک منفرد مدرسہ ہے۔ اس کی بنیاد سیدنا الامام الکبیر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم النانوتوی علیہ الرحمہ نے ۱۵ر محرم الحرام ۱۲۸۳ھ/ ۳۰ر مئی ۱۸۶۶ء بہ روز جمعرات رکھی۔ یہ دن ہندوستان کی تاریخ کا مبارک دن ہے، اس لیے کہ سرزمین ہند میں علوم اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا سنگِ بنیاد تھا۔

حضرت قاری عبدالوحید الہ آبادیؒ:

دارالعلوم میں علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ ضرورت اس امر کی تھی کہ تجوید و قرأت کا باقاعدہ شعبہ قایم ہو۔ ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء میں مجلس شوریٰ نے توکلاً علی اللہ اس شعبے کو جاری کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خرچ کی سبیل بھی پیدا فرمادی۔ قاضی علیم الدین صاحبؒ رئیس شاملی نے اپنی جائیداد دارالعلوم دیوبند کے لیے وقف کردی، جس کی آمدنی پچاس رُپے ماہانہ تھی۔ قاضی صاحبؒ نے اس آمدنی کو تجوید وقرأت کی تعلیم کے لیے مخصوص قرار دیا۔ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الہ آبادیؒ کو شعبۂ تجوید کا صدر مدرس مقرر کیا گیا۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند: ج۱، ص۲۰۷)

حضرت قاری صاحبؒ ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء میں الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ شیخ القراء حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے روایت حفصؒ اور قرأت سبعہ کی تکمیل ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء میں کی اور اگلے ہی سال دارالعلوم دیوبند میں مدرس تجوید مقرر ہوگئے۔ ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت قاری عبداللہ مہاجر مکیؒ کی شاگردی بھی نصیب ہوگئی اور قرأت عشرہ کی تکمیل۔

دارالعلوم دیوبند میں تقریباً پینتالیس سال خدمات انجام دیں اور ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۵ء میں انتقال ہوا۔

آپ کے تلامذہ میں افضل المفسرین حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مورخ ملت حضرت مولانا السید محمد میاں دیوبندیؒ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، مولانا قاری محمد طاہر قاسمی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء کے بعد دارالعلوم میں پڑھنے والوں میں کوئی ایسا نہیں ہے جو حضرت قاری صاحبؒ یا ان کے تلامذہ سے فیض یافتہ نہ ہو۔ اس لیے کہ حضرت قاری صاحبؒ کے دارالعلوم میں صدر مدرس شعبۂ تجوید بننے کے تجوید لازمی کردی تھی۔

حضرت قاری عبدالخالق علی گڑھیؒ:

علی گڑھ آپ کا وطن تھا لیکن زیادہ تر سہارن پور میں رہے، اس لیے سہارن پوری بھی کہلائے۔ حضرت مولانا قاری عبدالمالکؒ کے برادر اکبر ہیں۔ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے۔ مدرسۂ صولتیہ مکۂ مکرمہ میں حضرت قاری عبداللہ مہاجر مکیؒ سے تجوید و قرأت اور دیگر علوم حاصل کیے۔ ساڑھے سات سال ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء سے ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء تک حرمین شریفین میں رہے۔ واپس ہندوستان آکر ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں سہارن پور میں مدرسۂ تجوید القرآن میں آپ کا تقرر ہوا۔ ترپن سال تجوید و قرأت کی خدمت انجام دی۔ آپ حجازی لہجے میں بے تکلف پڑھتے تھے۔ عربی لہجوں میں بہت ماہر تھے۔ ترتیل میں عام طور پر حسینی لہجہ پڑھتے تھے۔ آواز نہایت صاف اور باریک و بلند تھی، سانس لمبا تھا۔ متقی اور عابد و زاہد تھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ آپ نے ایک ہزار قاری بنائے۔

(تذکرۂ قاریان ہند: ج۲، ص۳۶۳)

رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ/۱۱/اپریل ۱۹۵۷ء میں انتقال ہوا۔

حضرت قاری عبدالمالکؒ:

حضرت قاری عبدالخالقؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ۱۳۰۳ھ/؟ میں علی گڑھ میں

پیدا ہوئے۔ مدرسۂ سولتیہ مکۂ مکرمہ میں تعلیم حاصل کی۔ حضرت قاری عبداللہ مکیؒ اور حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ آپ کے اساتذۂ کرام میں ہیں۔ ٹونک کے مدرسۂ فرقانیہ اوراس کے بعد لکھنؤ میں حضرت مولانا قاری عین القضاۃؒ کے مدرسۂ عالیہ فرقانیہ میں تجوید کی خدمات انجام دیں۔ پاکستان بننے کے بعد دارالعلوم اسلامیہ۔ ٹنڈوالہ یار اور اس کے بعد دارالعلوم اسلامیہ۔ لاہور میں خدمات انجام دیں۔ زندگی کے آخری ایام میں مرکزی دارالترتیل وقرأت کے نام سے اپنا مدرسہ قایم کیا۔ ۳۰ر دسمبر ۱۹۵۹ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔ اصلاحی تعلق حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے تھا۔

حضرت قاری حامد حسین علی گڑھیؒ:

۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۵ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ چالیس سال تک مدرسۂ فتح پوری میں تجوید وقرأت کی خدمات انجام دیں۔ کئی نامور قراء آپ کے شاگردوں میں ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد دارالعلوم نانک واڑہ میں خدمات انجام دیں۔ وہاں آپ کے ایک بنگالی شاگرد نے آپ پر جادو کردیا تھا، اسی حالت میں علی گڑھ چلے گئے اور وہیں انتقال ہوا۔ انتقال سے پہلے حسرت کے ساتھ فرمانے لگے:

> ''مجھے اپنے مرنے کا کوئی افسوس نہیں، افسوس ہے تو صرف یہ کہ میرے بعد عرب کے قاریوں کا مقابلہ کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔''

اس کے علاوہ پاکستان میں دارالعلوم کراچی میں حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتیؒ صدر تجوید وقرأت رہے۔ آج کل محترم قاری عبدالرشید صاحب ہیں۔

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں حضرت مولانا قاری عبدالحقؒ نے خدمات انجام دیں اور ان کے بعد ان کے صاحب زادے محترم قاری ضیاء الحق اسعدی رہے۔

مصنف ''تاریخ قرآن'' حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہم (تلمیذ

حضرت قاری عبدالمالکؒ/حضرت قاری حامد حسینؒ) نے تحفیظ قرآن کی تدریس کے ساتھ تجوید و قرأت کی خدمات بھی انجام دیں۔

مدرسۂ اشرفیہ جیکب لاین کراچی میں حضرت قاری وقاء اللہ عثمانیؒ نے خدمات انجام دیں۔ حضرت قاری فریدالدین امینی مدظلۂ کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔

لاہور میں حضرت قاری سراج احمدؒ نے دارالعلوم اسلامیہ قایم کیا اور تجوید و قرأت کی خدمات انجام دیں۔

جامعہ مدنیہ- لاہور میں محترم قاری عبدالرحمٰن ڈیرویؒ اور محترم قاری محمد ادریس مدظلۂ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ خیرالمدارس- ملتان میں حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کی خدمات سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔

قارئین کرام غور فرمائیں! یہ تو ایک سرسری جائزہ ہے۔ اگر اس پر مزید تحقیق کی جائے تو اور نام بھی سامنے آسکتے ہیں۔

فصل ⑩

فنِ تجوید میں علمائے دیوبند کی تصنیفی خدمات

قارئین کرام! یہاں ایک مختصر جائزہ پیش کیا جارہا ہے، اس سے خدمت قرآن کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

کتاب	مؤلف	شروحات/تراجم
۱۔ردالطغیان فی اوقاف القرآن	امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	
۲۔ خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن (عربی)	حضرت قاری ضیاء الدینؒ	اس کا ترجمہ حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنیؒ نے کیا ہے۔
۳۔ضیاء القراآت	حضرت قاری ضیاء الدین احمد صدیقیؒ	
۴۔تحفۂ نذریہ	حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتیؒ	
۵۔الاقتصاد فی الضاد	حضرت مولانا رحیم اللہ بجنوریؒ تلمیذ حضرت نانوتویؒ	
۶۔شرح سبعہ قراآت	حضرت قاری محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتیؒ	
۷۔تسہیل البیان فی رسم نظم القرآن	حضرت قاری محمد نظر نقوی امروہویؒ (اعمٰی)	
۸۔ہدیۃ الوحید	حضرت مولانا قاری عبدالوحید خاں الٰہ آبادیؒ	
۹۔تجوید القرآن مع رسالہ تعلیم الوقف	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	

۱۰۔تنشیط الطبع فی اجزاء السبع	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	
۱۱۔جمال القرآن	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	اس کتاب کے حواشی متعدد قراء نے لکھے ہیں۔اس کی شرح مولانا قاری محمد طاہر پانی پتی نے کمال الفرقان کے نام سے کی ہے۔راقم الحروف نے ''جمال القرآن'' کو جدید اردو میں منتقل کیا ہے۔
۱۲۔حق القرآن (منظوم)	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	
۱۳۔رفع التضاد عن احکام الضاد	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ/حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ	
۱۴۔فوائد مکیہ	حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ	اس کا بہترین حاشیہ حضرت قاری عبدالمالک علی گڑھیؒ نے لکھا ہے۔اس کی شرح حضرت قاری محمد شریفؒ نے توضیحات مرضیہ کے نام سے کی ہے۔
۱۵۔تحفۃ الاخوان فی بیان احکام تجوید القرآن		اردو ترجمہ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ
۱۶۔شرح شاطبیہ (عربی)		حضرت مولانا قاری عبدالمالک علی گڑھیؒ
۱۷۔فیض العزیز	حضرت مولانا قاری مفتی سعید احمد مظاہریؒ	

١٨۔ضیاء التجوید	جناب قاری محمد سلیمان دیوبندیؒ	
١٩۔فوائد مرضیہ شرح جزریہ	جناب قاری محمد سلیمان دیوبندیؒ	
٢٠۔عذار القرآن	حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل پانی پتیؒ	
٢١۔جواہر التجوید	حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل پانی پتیؒ	
٢٢۔مصباح القرآن	حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل پانی پتیؒ	
٢٣۔ آئین تہنیت القرآن فی نظم القرآن	حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل پانی پتیؒ	
٢٤۔قواعد فانی فتی	حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل پانی پتیؒ	
٢٥۔تیسیر التجوید	حضرت مولانا قاری عبدالخالق علی گڑھیؒ	
٢٦۔ خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن	حضرت قاری حفظ الرحمٰن دیوبندیؒ	
٢٧۔زینت القرآن	حضرت قاری محمد شریفؒ	
٢٨۔معلم التجوید	حضرت قاری محمد شریفؒ	
٢٩۔ المقدمۃ الجزریۃ مع تحفۃ الاطفال	حضرت قاری محمد شریفؒ	
٣٠۔ المقدمۃ الشریفیۃ (شرح جزری)	حضرت قاری محمد شریفؒ	

۳۱۔اجراء التجوید	حضرت قاری محمد شریفؒ	
۳۲۔ قواعد ہجاء القرآن مع طریقہ تعلیم البیان	حضرت قاری محمد شریفؒ	
۳۳۔سبیل الرشاد فی تحقیق تلفظ الضاد	حضرت قاری محمد شریفؒ	
۳۴۔خلاصۃ التجوید	حضرت مولانا قاری اظہار احمد تھانویؒ	
۳۵۔ المرشد فی مسائل التجوید والوقف	حضرت مولانا قاری اظہار احمد تھانویؒ	
۳۶۔ الجواہر النقیہ فی شرح المقدمۃ الجزریۃ	حضرت مولانا قاری اظہار احمد تھانویؒ	
۳۷۔ اعجاز القرآن فی تجوید الفرقان	جناب مولانا قاری سید عنایت اللہ میرٹھیؒ	
۳۸۔مفتاح التجوید	جناب مولانا قاری سید عنایت اللہ میرٹھیؒ	
۳۹۔ معارف التجوید مع رسم القرآن المجید	حضرت مولانا قاری محمد حبیب اللہؒ	
۴۰۔ معلم الاداء فی الوقف والابتداء	جناب قاری محمد تقی الاسلامؒ	
۴۱۔شرح احادیث حروف سبعہ اور تاریخ قراآت متواترہ	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ	
۴۲۔ عنایات رحمانی شرح شاطبی	حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتیؒ	

فصل ⑪

علمائے دیوبند میں فن تجوید وقرأت کے ماہر

ہمارے بزرگوں میں اکثر علوم اسلامی کے ساتھ علم قرأت سے بھی آشنا اور تجوید کے ماہر گزرے ہیں۔ بعض ان میں ایسے ہیں جنھوں نے تجوید وقرأت کا مشغلہ اختیار نہیں کیا اور دوسرے علوم وفنون کی ترویج میں لگ گئے اور اس کی وجہ سے لوگوں کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہ بہترین قاری بھی ہیں۔ ذیل میں ان حضرات اکابر کی ایک سرسری فہرست دی جارہی ہے۔

۱۔حضرت مولانا قاری حبیب الرحمٰن شیروانیؒ، صدر یار جنگ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن مکیؒ اور حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ

۲۔امام ربانی حضرت مولانا قاری رشید احمد گنگوہیؒ۔ مستند عربک کالج۔ دہلی

۳۔شیخ الہند حضرت مولانا قاری محمود حسن دیوبندیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتیؒ

۴۔مفتیٔ اعظم حضرت مولانا قاری عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

۵۔حکیم الامت حضرت مولانا قاری اشرف علی تھانویؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبداللہ مہاجر مکیؒ

۶۔شیخ الاسلام حضرت مولانا قاری سید حسین احمد مدنیؒ، مستند درس گاہ مسجد نبوی علیہ السلام۔ مدینہ منورہ

۷۔افضل المفسرین حضرت علامہ قاری شبیر احمد عثمانیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الہ آبادیؒ

۸۔حضرت مولانا قاری رحیم اللہ بجنوریؒ۔ مستند دارالعلوم دیوبند

۹۔حضرت مولانا قاری خلیل احمد سہارن پوریؒ

۱۰۔شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، تلمیذ حضرت قاری حسن الشاعر مدنیؒ

۱۱۔مؤرخ ملت حضرت مولانا قاری سید محمد میاں دیوبندیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الہ آبادیؒ

۱۲۔حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الہ آبادیؒ

۱۳۔مولانا قاری محمد طاہر قاسمیؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الہ آبادیؒ

۱۴۔امیر شریعت حضرت مولانا قاری سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
۱۵۔شیخ طریقت حضرت مولانا قاری سید حامد میاںؒ،تلمیذ حضرت مولانا قاری حفظ الرحمٰن دیو بندیؒ
۱۶۔مولانا پروفیسر قاری سید انوار الحسن شیر کوٹیؒ،تلمیذ حضرت مولانا قاری محمد یامینؒ
۱۷۔سحبان الہند حضرت مولانا قاری احمد سعید دہلویؒ
۱۸۔حضرت مولانا قاری عبد الحی لکھنویؒ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن مکیؒ
۱۹۔امام الہند حضرت مولانا قاری ابو الکلام آزادؒ، مستند درس گاہ حرم مکۂ مکرمہ
۲۰۔حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ (مصنف ''تاریخِ قرآن'' و کتب کثیرہ) تلمیذ حضرت مولانا قاری عبد المالکؒ،حضرت مولانا قاری سید حامد حسینؒ
۲۱۔مفسر قرآن حضرت مولانا قاری سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہٗ۔دہلی،تلمیذ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ
۲۲۔حضرت مولانا قاری محمد احمد قادری مدظلہٗ،تلمیذ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ
۲۳۔حضرت مولانا قاری سید ارشد مدنی مدظلہٗ، مستند دار العلوم دیو بند
۲۴۔حضرت مولانا قاری مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہٗ،تلمیذ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ
۲۵۔حضرت مولانا قاری مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ،تلمیذ حضرت مولانا قاری عبد العزیز شوقیؒ
۲۶۔مولانا قاری مشرف علی تھانوی،تلمیذ حضرت مولانا قاری عبد العزیز شوقیؒ
۲۷۔مولانا محمود اشرف عثمانی،تلمیذ حضرت مولانا قاری عبد العزیز شوقیؒ
۲۸۔حضرت مولانا قاری سید محمود میاں مدظلہٗ،تلمیذ حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن ڈیرویؒ
۲۹۔حضرت مولانا قاری ڈاکٹر مفتی عبد الواحد مدظلہٗ،تلمیذ حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن ڈیرویؒ
۳۰۔حضرت مولانا قاری نعیم الدین مدظلہٗ،تلمیذ حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن ڈیرویؒ

اس میں اضافے کی گنجائش ہے۔ہم نے صرف یہ بتانے کے لیے کہ فن تجوید کی حفاظت کے لیے اللہ کی طرف سے کیسا انتظام ہے، یہ سرسری فہرست بنائی۔

فن تجوید میں علماے دیوبند کے مدرسین:

علماے دیوبند کے وہ خوش نصیب جنھیں تجوید و قرأت اور تحفیظ القرآن کے

مدارس قایم کرنے کا موقع ملا اور تدریسی خدمات انجام دیں، ان کی بھی سرسری فہرست یہاں درج کی جارہی ہے۔

۱۔ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتیؒ
۲۔ حضرت مولانا قاری عبدالسلام پانی پتیؒ
۳۔ حضرت مولانا قاری عین القضاۃ لکھنویؒ، بانی مدرسۂ فرقانیہ۔ لکھنؤ
۴۔ حضرت مولانا قاری عبداللہ مرادآبادیؒ، صدر مدرس تجوید مدرسہ شاہی۔ مرادآباد
۵۔ حضرت مولانا قاری محمد نظر امروہوی نقویؒ، مدرس مدرسۂ فرقانیہ۔ لکھنؤ
۶۔ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن رام پوریؒ، مدرس مدرسۂ عالیہ۔ رام پور
۷۔ حضرت مولانا قاری ضیاء الدین احمد الٰہ آبادیؒ، مدرس مدرسۂ تجوید القرآن۔ سہارن پور
۸۔ حضرت مولانا قاری محی الاسلام پانی پتیؒ
۹۔ حضرت مولانا قاری عبدالخالق سہارن پوریؒ، مدرس مدرسۂ تجوید القرآن۔ سہارن پور
۱۰۔ حضرت مولانا مفتی قاری سعید احمد سہارن پوری، مدرس مدرسۂ مظاہر العلوم۔ سہارن پور
۱۱۔ حضرت مولانا قاری محی الدین مکی، مدرس مدرسۂ فرقانیہ۔ لکھنؤ
۱۲۔ حضرت مولانا قاری عبدالمالک علی گڑھیؒ، بانی مرکزی دارالترتیل وقرأت۔ لاہور
۱۳۔ حضرت مولانا قاری حفظ الرحمٰن دیو بندیؒ، مدرس دارالعلوم دیوبند
۱۴۔ حضرت مولانا قاری محمد سلیمان دیو بندیؒ، شیخ التجوید مدرسۂ مظاہر العلوم۔ سہارن پور
۱۵۔ حضرت مولانا قاری محمد سابق لکھنویؒ، مدرس مدرسۂ فرقانیہ۔ ٹونک
۱۶۔ حضرت مولانا قاری حبیب اللہؒ، شیخ التجوید مدرسۂ فرقانیہ۔ ٹونک
۱۷۔ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الٰہ آبادیؒ، مدرس دارالعلوم دیوبند
۱۸۔ حضرت مولانا قاری سید حامد حسین علی گڑھی، مدرس مدرسۂ عالیہ فتح پوری۔ دہلی/ دارالعلوم نانک واڑہ۔ کراچی
۱۹۔ حضرت مولانا قاری عتیق احمد دیو بندیؒ، مدرس دارالعلوم دیوبند
۲۰۔ حضرت مولانا قاری جلیل الرحمٰن عثمانیؒ، مدرس دارالعلوم دیوبند

۲۱۔حضرت مولانا قاری محمد نعمان بلیاویؒ، شیخ التجوید مدرسۂ تعلیم الدین۔ڈابھیل
۲۲۔حضرت مولانا قاری محمد یامینؒ، مدرس دارالعلوم دیوبند
۲۳۔حضرت مولانا قاری محمد میاں دیوبندیؒ، شیخ التجوید مدرسۂ عالیہ فتح پوری۔دہلی
۲۴۔حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتیؒ، شیخ التجوید دارالعلوم۔کراچی
۲۵۔حضرت مولانا قاری عبدالحقؒ، شیخ التجوید مدرسۂ عربیہ اسلامیہ۔کراچی
۲۶۔حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ، شیخ التجوید مدرسۂ خیرالمدارس۔ملتان
۲۷۔حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہم۔بانی مدرسۂ تعلیم القرآن شریفیہ۔کراچی
۲۸۔حضرت قاری سراج احمد لاہوریؒ، یکے از بانیان دارالعلوم اسلامیہ۔لاہور
۲۹۔حضرت مولانا قاری محمد شریفؒ، بانی دارالقرآن۔لاہور
۳۰۔حضرت مولانا قاری اظہار احمد تھانویؒ، مدرسہ اسلامی یونی ورسٹی۔اسلام آباد
۳۱۔حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن ڈیرویؒ، مدرس جامعہ مدنیہ۔لاہور
۳۲۔حضرت قاری عبدالرشید مدظلہٗ، شیخ التجوید دارالعلوم۔کراچی

اس میں بھی اضافے کی گنجائش ہے۔ارادہ ہے کہ علمائے دیوبند کی فن تجوید پر خدمات کا ایک مکمل جائزہ تصنیف ہو۔اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی پیدا فرمائے۔آمین

قارئین محترم کے لیے یہاں اتنا بھی کافی ہے۔جس سے فن تجوید کے ذریعے کلام الٰہی کی حفاظت کیسے ہوئی؟ سارا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔اور ان شاء اللہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

فصل ⑫

حفاظتِ قرآن بہ ذریعہ تراجم وتفاسیر

قرآن کریم کو یہ بھی شرف وامتیاز حاصل ہے کہ جس طرح اس کے الفاظ کی حفاظت بہ ذریعہ حفاظ اور طرز ادا کی حفاظت بہ ذریعہ قرا ہو رہی ہے اسی طرح اس کے معانی ومطالب کی حفاظت تراجم اور تفاسیر کے ذریعے ہو رہی ہے۔

آج دنیا میں کسی آسمانی کتاب کے ترجمے اور تفاسیر قرآن مجید کے ترجموں اور تفسیروں کے برابر نہیں ملیں گے، اور یہ صرف ہماری اردو زبان میں نہیں بلکہ دنیا کی ہر زبان میں ملیں گے۔

دارالعلوم دیوبند (انڈیا) کا ترجمان رسالہ ماہ نامہ ''دارالعلوم''-اگست ۱۹۵۵ء کے شمارہ میں لکھتا ہے:

''پچھلی چند صدیوں سے قرآن مجید کے تراجم میں بہ کثرت اضافہ ہوتا جارہا ہے اور سترہویں صدی سے اب تک یورپ وایشیا کی تقریباً اُنتالیس زبانوں میں کم وبیش ایک سوتینتیس ترجمے شایع ہو چکے ہیں، اور یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ ترجمے اسلامی ممالک اور ایشیا سے زیادہ یورپ کی زبانوں میں ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ اب یورپ کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے جسے علمی زبان کہا جا سکے اور اس میں قرآن مجید کے متعدد ترجمے نہ ہو چکے ہوں۔ انگریزی اور فرانسیسی میں تو بعض ترجمے تیس تیس اور پینتیس پینتیس ایڈیشن شایع ہو چکے ہیں۔''

پھر یہی رسالہ لکھتا ہے:

''عرصہ ہوا مصر کے مشہور رسالہ ''الہلال'' میں تراجم قرآن کی ایک فہرست شایع ہوئی تھی، جس میں تقریباً ایک سو چھبیس ترجموں کی تفصیلات درج تھی۔''

پھر اسی رسالے نے اجمالاً دنیا کی مشہور زبانوں میں تراجم کی تعداد ماہ نامہ

''برہان'' - دہلی بابت فروری، مارچ ۱۹۴۰ء کے حوالے سے شائع کی ہے۔ ہم ہر دو رسایل کے شکریے کے ساتھ اس کو اپنی اس کتاب میں شامل کرتے ہیں۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی فہرست

نمبر شمار	زبان	تراجم	نمبر شمار	زبان	تراجم
۱	انگریزی	۱۷	۷	چینی	۴
۲	جرمنی (ڈچ)	۱۳	۸	فارسی	۸
۳	اٹالین	۸	۹	بنگلہ	۵
۴	فرنچ	۷	۱۰	گجراتی	۴
۵	اسپینش	۶	۱۱	پنجابی	۴
۶	ہالینڈ	۵	۱۲	ہندی	۲

ہماری معلومات کے مطابق یہ فہرست نامکمل ہے۔ ان زبانوں کے علاوہ سندھی، پشتو، بلوچی زبانوں میں بھی ترجمے شایع ہوئے ہیں۔ اور یہ تو ۱۹۴۰ء تک کا نقشہ ہے، اس کے بعد بھی دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کا اضافہ ہوا ہے، مثلاً:

ترکی پانچ ترجمے، روسی ایک ترجمہ، جاپانی ایک ترجمہ، پشتو ایک ترجمہ۔ ہم نے تو یہ نقشہ صرف اس لیے دیا ہے کہ قارئین اس سے دو باتوں کا اندازہ کر سکیں گے۔

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورۂ حجر.۹) کے اعلان پر لوگوں سے کس طرح عمل کرا رہی ہیں۔

دوم یہ کہ یہ خدمت صرف مسلمانوں سے نہیں بلکہ اپنوں سے زیادہ غیر اقوام سے لے رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ غیر اقوام تجارت کے پیش نظر یہ کام کر رہی ہیں اور مسلمان اس کی خدمت میں دین کو مقدم رکھتے ہیں اور اس کی نشر و اشاعت کو اپنی نجات اور فلاح دارین کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

ابھی کچھ عرصے پہلے کی بات ہے کہ اسرائیل نے قرآن میں کچھ تحریف کر کے اس کو دنیائے عرب میں پھیلانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی سعودی عرب کے شاہ فیصل شہیدؒ سے کرادی، اور پاکستان میں فرقۂ ضالہ قادیانیوں نے اس کی ناکام کوشش کی تو علمائے حق نے اس کوشش کا ناکام بنادیا۔ غرض یہ کہ ان تفصیلات سے ہر سمجھ دار شخص یہ فیصلہ بہ آسانی کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کن انوکھے طریقوں سے قرآن پاک کی حفاظت کرا رہے ہیں۔

تراجمِ قرآن کی یہ فہرست تو وہ ہے جس میں مختلف ممالک میں شایع شدہ تراجم کی نشان دہی کی گئی ہے، اس کے بعد ہم پاک و ہند کے تراجم کی فہرست پیش کرتے ہیں، جن سے قارئین کو یہ اندازہ ہوجائے گا کہ ان دونوں ملکوں کا خدمت قرآن میں کتنا حصہ ہے۔ اس تفصیل سے قبل میں اپنے پیرو مرشد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہٗ کا تبرکاً قرآن کریم کے متعلق ایک مقولہ درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ مولاناؒ نے فرمایا:

"قرآن نازل ہوا حجاز میں، پڑھا گیا مصر میں، سمجھا گیا ہندوستان میں۔"

مولاناؒ کا یہ مقولہ تقسیم ہند یعنی پاکستان بننے سے پہلے کا ہے، چناں چہ اس مقولے کی صداقت کا اندازہ آپ اردو کے تراجم و تفاسیر سے کرسکتے ہیں۔

پاک و ہند کے اردو تراجم اور مترجمین قرآن ایک نظر میں:

اس فہرست کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین واقف ہوسکیں کہ علمائے کرام کا قرآن کریم کی خدمت میں کتنا حصہ ہے اور غیر علما کا کتنا۔ یہ فہرست سنِ طباعت کے لحاظ سے ترتیب دی گئی ہے، ہم یہ تعارف ماہ نامہ "دارالعلوم" اگست ۱۹۵۵ء محترم سید محبوب رضوی کے مضمون سے اخذ کر کے شکریے کے ساتھ پیش کررہے ہیں۔

① ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ:

آپ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے صاحب زادے ہیں۔ اردو زبان میں آپ کا یہ ترجمہ سب سے زیادہ پرانا اور سب سے پہلا ہے، جو مستند ہونے کے ساتھ ساتھ بامحاورہ اور سہل وآسان بھی ہے۔ اس کے متعلق علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر اردو زبان میں اللہ تعالیٰ قرآن نازل فرماتے تو حضرت شاہ صاحب والے ہی الفاظ ہوتے۔

میں نے اپنے اساتذہ اور بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ ترجمہ بارہ سال کی مدت میں اعتکاف میں بیٹھ کر کیا ہے اور جس پتھر سے آپ کمر لگا کر بیٹھتے تھے اس میں کمر کا نشان پڑ گیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ترجمے کو ایسا شرفِ قبولیت بخشا کہ آج تک علما اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے خوشہ چینی کر رہے ہیں۔

یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء میں کلکتہ سے دو جلدوں میں شائع ہوا تھا۔ پہلی جلد سورۂ کہف تک، دوسری جلد سورۂ مریم سے ختم تک۔ پھر ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء میں مطبع احمدی دہلی میں چھپا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے اس ترجمے کو دو سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے، اس عرصے میں بہت سے لوگوں نے اس میں کافی کاٹ چھانٹ کر دی، جس کی اصلاح ہندوستان کے مشہور مفسر قرآن مولانا سید اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی مدظلہٗ نے ''محاسنِ موضح قرآن'' نامی کتاب میں فرمائی ہے۔ پھر اس کا ایک تصحیح شدہ نسخہ بھی مرتب کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے۔ آمین!

وہ اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

> ''خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر واحسان ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل وکرم سے امام المفسرین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ ابن حضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ کے نایاب ونادر اور مبارک ومقبول اردو

ترجمہ ''موضح قرآن'' کو لفظی اور معنوی تحریفات سے محفوظ کر کے اور حضرت شاہ صاحبؒ کے تفسیری فوائد اور ترجمہ کے علمی، ادبی اور تفسیری محاسن و لطائف کو آسان اردو زبان میں واضح اور مشرح کر کے ''مستند موضح قرآن'' کی شکل میں پیش کرنے کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔

''محاسن موضح قرآن'' میں ''مستند موضح قرآن'' کا تعارف کراتے ہوئے اس کی حسب ذیل خصوصیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

① مستند موضح قرآن میں سابق نسخوں کی کتابتی غلطیوں اور لفظی تحریفات کو دور کر کے ایک صحیح نسخہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

② پرانے اردو، ہندی الفاظ اور محاورات کی ضروری تشریح کر کے ترجمہ اور فوائد کو معنوی تحریف سے محفوظ کیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے ترجمہ اور فوائد میں جن علمی، ادبی اور تفسیری محاسن و لطائف کی رعایت فرمائی ہے انھیں حاشیے کی گنجایش کے مطابق واضح کیا گیا ہے۔

④ حضرت شاہ صاحبؒ نے جن تشریحی فوائد میں اپنی اجتہادی بصیرت کے مطابق سب سے الگ راہ اختیار کی ہے اس پر روشنی ڈالی ہے۔

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اور مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ نے اپنے تشریحی حواشی میں اگرچہ حضرت شاہ صاحبؒ کے تفسیری فوائد کو کہیں حضرت شاہ صاحبؒ کا نام لے کر اور کہیں نام لیے بغیر اپنی عبارت میں سمو کر پیش کیا ہے، لیکن جن فوائد کی عبارت کو مشکل پایا ہے انھیں بالکل چھوڑ دیا ہے۔ (راقم نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ان مجتہدانہ فوائد کے اقتباسات ''محاسن موضح قرآن'' کے آخر میں مستقل عنوان کے تحت شایع کر دیے ہیں۔ تاکہ ان سے استفادہ کرنے میں آسانی ہو)۔ لیکن ''مستند موضح قرآن'' میں کوشش کی گئی ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کا کوئی

بیش قیمت تفسیری فائدہ (خواہ اس کی عبارت اختصار اور پرانی زبان ہونے کی وجہ سے کتنی ہی مشکل نظر آئے) ایسا نہ رہے جس کی نادر کلامی اور اعتقادی معارف سے قارئین محروم رہیں۔

⑤ حضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ، حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کے فارسی اور اردو تراجم کے درمیان جہاں جہاں کوئی فکر انگیز اختلاف پایا جاتا ہے اور اس میں کوئی تفسیری نکتہ پوشیدہ ہوتا ہے اسے بھی نمایاں کیا گیا ہے۔

⑥ تفسیری فوائد میں حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے جن اقوال کو حضرت شاہ صاحبؒ نے ماخذ بنایا ہے ان کی طرف بھی ضروری تشریح کے ساتھ اشارہ کر دیا گیا ہے۔

⑦ حضرت شاہ صاحبؒ نے تفسیری روایات میں بعض اسرائیلی روایات کو ان کی شہرت کی وجہ سے قبول کرلیا ہے، ان کی نشان دہی بھی حسب موقع کردی گئی ہے اور ان روایات میں محققین اہل تفسیر، امام بغویؒ۔ صاحب معالم التنزیل متوفی ۵۱۶ھ/۱۱۲۲ء، امام فخر الدین رازیؒ متوفی ۶۰۶ھ/ ۱۲۱۰ء، علامہ ابن کثیر دمشقیؒ متوفی ۷۷۴ھ/ ۱۳۷۷ء، علامہ ابوالقاسم محمد ابن عمر زمخشری متوفی ۵۳۸ھ/ ۱۱۴۴ء کی تحقیقات پیش کردی گئی ہیں۔

⑧ ہندوستان کے ایک طبقے کی جانب سے حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمے پر جو سطحی قسم کے اعتراضات کیے گئے ہیں، علمی اور تحقیقی انداز سے ان کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ یہ اہم علمی اور تحقیقی کام ہندوستان کے صبر آزما حالات میں بارہ سال کے اندر کس طرح انجام پایا؟ خاکسار اسے خدا تعالیٰ کا خالص فضل و کرم اور خاندان ولی اللّٰہی کی روحانی کرامت ہی سمجھتا ہے۔

پچھلے دو سو برس میں موضح قرآن کے جتنے ایڈیشن چھپے اور قلمی خطی نسخے جو

ملک کی مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں اور لدھیانہ پنجاب کی عیسائی مشنری کی طرف سے رومن میں چھپا ہوا ایڈیشن..... ان بیس کے قریب نسخوں کو سامنے رکھ کر ''موضح قرآن'' کی کتابتی اغلاط کی تصحیح کی گئی۔

انڈیا آفس لندن کی مطبوعہ فہرست میں جن قدیم نسخوں کا تذکرہ ہے ان کی چھان بین میں فرزندم ڈاکٹر شریف حسین قاسمی سلمہٗ استاذ شعبۂ فارسی دلّی یونی ورسٹی نے خاک سار کی مدد کی۔

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی کے پیش نظر مطبوعہ ایڈیشن کے بارے میں اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسانی سعی کی حد تک کتابت واملا کی تمام غلطیوں سے اور حضرت شاہ صاحبؒ کے فوائد میں فرقۂ شیعہ اور اہل باطل نے جو تحریفات کی تھیں ان سے یہ ایڈیشن بالکل محفوظ ہے۔ اور اس طرح ولی اللّٰہی خاندان کا یہ الہامی ترجمہ جو اہل علم کے طبقے میں قریب قریب متروک ہوتا جارہا تھا، پھر اہل علم کی پیاس بجھانے اور عوام کو ہدایت دینے کے قابل ہوگیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک!'' (مستند موضح قرآن ص ۱۳، ۱۴)

مولانا قاسمی مدظلہٗ کا یہ علمی شاہ کار پاکستان کے قدیم ناشر کتب جناب حاجی محمد زکی مرحوم (خلیفہ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ) کے صاحب زادگان نے خوب اہتمام سے ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سے شایع کیا ہے۔

② ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ

آپ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے حقیقی بھائی ہیں۔ آپ کا یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۲۵۶ھ/ ۱۸۴۰ء میں کلکتہ کے مطبع اسلامی پریس میں چھپا۔ اس کے بعد سے آج تک اس کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔

③ زادُ الآخرت ۱۲۴۴ھ:

یہ قرآن مجید کا منظوم ترجمہ ہے۔ اس کے مصنف مولوی عبدالسلام صاحبؒ ہیں،

ان کا تخلص سلآم ہے۔ ترجمہ کا ''زادالآخرت'' تاریخی نام ہے، جس سے ۱۲۴۴ھ نکلتا ہے، ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۴ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے چار جلدوں میں شایع ہوا ہے۔

④ ترجمہ سر سید احمد خاں:

یہ ترجمہ تفسیر القرآن کے ساتھ شایع ہوا ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں شایع ہوئی، اس کے بعد وقتاً فوقتاً ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء تک اس کی چھ جلدیں شایع ہوئیں، جو سورۂ بنی اسرائیل تک کے ترجمہ وتفسیر پر مشتمل ہیں۔ ساتویں جلد میں سورۂ انبیاء کا ترجمہ اور تفسیر ہے، یہ جلد چھپنے نہ پائی تھی کہ مترجم کا انتقال ہوگیا۔

مصنف ''مسدس حالی'' خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم نے اس تفسیر کے متعلق اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی ہے:

> ''سر سید نے اس تفسیر میں جابجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض بعض مقامات پر اُن سے رکیک لغزشیں ہوئی ہیں۔'' (حیاتِ جاوید حصہ اول، ص:۱۸۴)

⑤ ترجمہ مولانا عبدالحق صاحب حقانی:

علمائے کرام نے اس ترجمے کو مستند مانا ہے۔ تفسیر فتح المنان معروف بہ ''تفسیر حقانی'' کے ساتھ آٹھ جلدوں میں شایع ہوا ہے۔

پہلی سات جلدیں ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۸ء سے لے کر ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء تک اور آٹھویں جلد جو پارۂ عم پر مشتمل ہے ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں مطبع مجتبائی دہلی میں چھپی۔ اس کے بعد کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ خواص وعوام میں ''تفسیر حقانی'' کے نام سے مشہور ہے۔

⑥ خلاصۃ التفاسیر:

مصنفہ مولانا فتح محمد صاحب تائب لکھنوی۔ یہ ترجمہ قرآن مع تفسیر کے چار جلدوں میں مطبع انوار محمدی لکھنو سے ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۶ء سے ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۳ء تک چھپتا رہا۔

⑦ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد دہلویؒ:

ڈپٹی صاحب مرحوم کا یہ ترجمہ مع حواشی پہلی مرتبہ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء میں، پھر دوسری مرتبہ ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں مطبع انصاری میں چھپا ہے اور اب تک کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

ڈپٹی صاحب کے اس ترجمے کے بعض حصوں پر علما نے اعتراض کیا ہے۔ اس سلسلے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے ''اصلاح ترجمۂ دہلویہ'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے۔

⑧ترجمہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ:

یہ ترجمہ ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں پہلی مرتبہ مطبع ''خیر المطابع'' لکھنؤ میں چھپا ہے، اس کے بعد اب تک کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اس ترجمے کے متعلق حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن محدث دیوبندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''بندہ کے احباب میں اول مولوی عاشق الٰہی سلمہ ساکن میرٹھ نے ترجمہ کیا، اس کے بعد مولانا اشرف علی صاحب سلمہ اللہ نے ترجمہ کیا۔ احقر نے دونوں ترجموں کو تفصیل سے دیکھا ہے، جو جملہ خرابیوں سے پاک وصاف اور عمدہ ترجمے ہیں۔'' (مقدمہ موضح قرآن)

⑨ترجمہ ڈاکٹر عبدالحکیمؒ:

مترجم نے ترجمے کے ساتھ حواشی بھی لکھے ہیں، جو ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کے نام سے موسوم ہیں۔ ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۷ء میں شایع ہوا ہے، مقامِ اشاعت ترادڑی، ضلع کرنال مشرقی پنجاب (انڈیا) مطبع عزیزی ہے۔ ترجمہ نہایت سلیس وشستہ اور بامحاورہ ہے۔

⑩ ترجمہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری:

مولانا مرحوم نے قرآن پاک کی تفسیر لکھی، اس کا نام ''تفسیر ثنائی'' ہے۔ اسی تفسیر کے ذیل میں ترجمہ بھی لکھا ہے جو تفسیر کے ساتھ سات جلدوں میں مولانا نے اپنے زیر اہتمام ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۸ء میں مطبع اہلِ حدیث امرتسر سے چھپوا کر شایع کیا۔

⑪ ترجمہ مرزا حیرت دہلویؒ:

مرزا حیرتؒ اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ مرزا صاحبؒ کا خود اپنا مطبع تھا، جو کرزن پریس کے نام سے مشہور تھا۔ اس ترجمے پر کچھ حواشی بھی لکھے ہیں، ترجمے میں بہت سے اغلاط ہیں، جن کی اصلاح اور نشان دہی کے لیے حضرت مولانا تھانویؒ نے ''اصلاح ترجمہ مرزا حیرت'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے۔ مولانا کا یہ اصلاحی رسالہ مطبع قیومی کان پور میں ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں چھپا ہے۔

⑫ ترجمہ احمد رضا خان صاحب بریلوی:

اس ترجمے کا تاریخی نام ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) ہے۔ پہلے مطبع نعیمی اور مطبع اہل سنت مراد آباد سے دو مرتبہ چھپا، تیسری مرتبہ دہلی میں چھپا۔ پاکستان بننے کے بعد تاج کمپنی نے چھاپا، اس کے بعد موصوف سے عقیدت رکھنے والے اداروں نے چھاپنے کا اہتمام کیا۔ موصوف نے اپنے ترجمے میں فحش تحریفات کی ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا سید حامد میاںؒ کا تبصرہ ''نقد و تبصرہ''۔ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہم کی تالیف ''تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین'' اور حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہٗ کی تالیف ''فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن پر ایک نظر'' ملاحظہ کیجیے۔

⑬ ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ:

حضرت مرحوم کا جیسے نام روشن ہے اسی طرح ترجمہ بھی روشن ہے۔ یہ ترجمہ

بامحاورہ اور علماوعوام دونوں کے لیے یک ساں مفید ہے۔ یہ ترجمہ مولاناؒ نے اپنی مشہور تفسیر ''بیان القرآن'' کے ضمن میں کیا ہے۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ کے ترجمۂ قرآن کے تعارف میں حضرت مولانا تھانویؒ کے ترجمے کے متعلق حضرت شیخ الہندؒ کی رائے ہم پیش کر چکے ہیں۔

مولاناؒ کا یہ ترجمہ اور تفسیر پہلی مرتبہ ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء میں مطبع مجتبائی دہلی نے بارہ جلدوں میں شایع کیا تھا، اس کے بعد سے تادمِ تحریر تاج کمپنی اور دیگر مطابع شایع کر چکے ہیں۔ تھانہ بھون سے مولانا شبیر علی مرحوم نے تفسیر بیان القرآن شایع کی تھی، وہ سب سے معتبر ہے۔ کثرتِ اشاعت کے اعتبار سے حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمے کے بعد اس کا نمبر ہے۔

⑭ ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیو بندیؒ:

چوں کہ تراجم کا تعارف سن طباعت کے حساب سے پیش کیا جارہا ہے، اس لیے استاذ الاساتذہ شیخ الکل حضرت مولانا محمود حسنؒ کے ترجمے کا تعارف ان کے شاگرد حضرت مولانا تھانویؒ کے تعارف کے بعد پیش کیا گیا ہے، ورنہ دل یہ چاہتا تھا استاذ کے ترجمے کا تعارف شاگرد سے پہلے پیش کیا جاتا۔

حضرت شیخ الہندؒ نے اس ترجمے کی ابتداء ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں کر دی تھی، لیکن تکمیل بحرۂ روم کے جزیرۂ مالٹا میں بہ زمانۂ اسارت ہوئی۔ مولاناؒ کا انتقال ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ انتقال کے بعد ''مدینہ پریس بجنور'' (انڈیا) کے مالک مولوی مجید حسن صاحب مرحوم نے حضرت شیخ الہندؒ کی اہلیۂ مرحومہ سے اس کے حقوقِ اشاعت لے کر ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء میں شایع کیا، پورے قرآن مجید کا ترجمہ اور سورۂ نساء تک کی تفسیر حضرت شیخ الہندؒ کی ہے۔ قرآن کریم کا یہ ترجمہ اور اس کے حواشی اپنی ظاہری اور معنوی خوبیوں اور محاسن کے اعتبار سے اب تک شایع ہونے والے تمام حواشی میں بے مثال اور شاہ کار کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ ترجمہ اور حواشی علمائے کرام اور جدید تعلیم یافتہ حضرات

کے لیے بڑے مفید ہیں۔

حضرت شیخ الہندؒ کا یہ ترجمہ اصل میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے ترجمہ اور مطالب کی تجدید و تفصیل ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ کی تفسیر و ترجمہ میں اردو کے جو الفاظ پرانے یا متروک ہوگئے تھے ان کو تبدیل کر کے نیا جامہ پہنایا ہے۔ چناں چہ مقدمۂ قرآن میں حضرت شیخ الہندؒ لکھتے ہیں:

''میں نے ترمیم صرف دو امر میں کی ہے، اول لفظ متروک کو بدل دینا اور کہیں کہیں حسب ضرورت اجمال کو کھول دینا۔''

درس بخاری شریف کے وقت استاذ مرحوم حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے اپنا ایک خواب سنایا تھا کہ حضرت شیخ الہندؒ آگے آگے چلے جا رہے ہیں اور میں شیخ کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں۔ پہلے تو میں یہ سمجھا کہ خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرتؒ کی وفات کے بعد اب میرا وقت بھی قریب ہے۔ اس کے بعد حضرتؒ کے باقی ماندہ حواشی کی تکمیل کی خدمت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لی، تب خواب کی تعبیر واضح ہو کر سامنے آئی کہ پیچھے چلنے سے اشارہ تھا باقی ماندہ حواشی کی تکمیل کا۔

مولوی مجید حسن صاحبؒ نے تو باقاعدہ اس کے حقوق خرید کر اور حضرت شیخ الہندؒ کی اہلیہ سے اجازت لے کر شایع کیا تھا، مگر پاکستان بننے کے بعد لوگوں نے بے روک ٹوک چھاپنا شروع کر دیا اور بے شمار مرتبہ پاکستان میں چھپ چکا ہے اور چھپ رہا ہے۔

حکومت سعودیہ عربیہ نے بھی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی کوششوں سے چھاپ کر حجاج میں کئی سال تک تقسیم کیا، لیکن غیر مقلدین نے بڑے اثر و رسوخ سے اسے بند کرا دیا۔

⑮ ترجمہ خواجہ حسن نظامی دہلویؒ:

خواجہ صاحبؒ نے قرآن مجید کی عربی کے نیچے پہلے حضرت شاہ رفیع الدین

صاحب دہلویؒ کا ترجمہ رکھا ہے، اس کے نیچے خواجہ صاحب کا اپنا ترجمہ ہے۔ ترجمے میں قرآن کے مفہوم کو واضح اور عام فہم بنانے کے لیے قوسین میں لمبی لمبی تشریحی عبارتیں لکھ کر مطلب کو واضح کیا ہے۔ اسی وجہ سے خواجہ صاحبؒ نے اس کو ترجمہ کے بجائے ''عام فہم تفسیر'' کا نام دیا ہے۔

ملا واحدی مرحوم نے یہ ترجمہ اپنے اہتمام سے ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء میں ہر پارہ علاحدہ علاحدہ تیس حصوں میں دہلی میں شایع کیا تھا۔

⑯ ترجمہ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ:

مولانا کا یہ ترجمہ ''ترجمان القرآن'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ترجمہ دو جلدوں میں سورۂ مومنون تک چھپا تھا۔ پہلی جلد سورۂ انعام تک، دوسری سورۂ مومنون تک ہے۔ مولاناؒ کے مقام سے کم وبیش ہر شخص واقف ہے۔ مولاناؒ نے قرآن کے مطلب کو الفاظ کے بجائے مفہوم کی صورت میں واضح کیا ہے اور حواشی کے بجائے متن کے ترجمے میں تشریحات کا اضافہ کیا ہے، جس کے لیے جابجا قوسین میں تشریحی اور توضیحی عبارتیں بڑھائی ہیں۔ اس ترجمے میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر مولانا کا ایک شاہ کار اور پورے ترجمے کی جان ہے۔

اس کے باوجود مولاناؒ سے کہیں کہیں لغزش بھی ہوئی ہے اور اس کی وجہ مولاناؒ کا ایک متعین نظریہ ہے، اس قسم کی لغزشوں کی طرف حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مرحوم نے ''قصص القرآن'' میں توجہ دلائی ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء میں جید پریس دہلی میں اور دوسری ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء میں مدینہ پریس بجنور (انڈیا) میں چھپی ہے۔ مولانا کے انتقال کے بعد ۱۹۸۲ء میں اس کی تیسری جلد شایع ہوئی۔ یہ مولانا محمد عبدہٗ کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اس میں سورۂ نور سے آخر قرآن تک ترجمہ وتفسیر مکمل ہوگئی۔ اگرچہ اس میں سب ترجمہ اور تفسیر مولانا آزادؒ کی نہیں ہے، لیکن تکلم کے طور پر عمدہ کاوش ہے۔

⑰ ترجمہ وحید الزماں:

موصوف نے ترجمۂ قرآن کے ساتھ اس کے تفسیری حواشی بھی لکھے ہیں، جو ''تفسیر وحیدی'' کے نام سے موسوم ہیں، ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء میں ''مطبع القرآن والسنۃ'' امرتسر سے شایع ہوا ہے۔

موصوف پہلے غیر مقلد تھے، اس کے بعد قادیانی ہوگئے اور اسی مذہب پر انتقال ہوا۔ یہ ترجمہ قادیانی ہونے سے پہلے کا ہے۔

⑱ ترجمہ حضرت مولانا فتح محمد صاحب جالندھریؒ:

یہ ترجمہ اردو صرف ونحو کی مشہور کتاب ''مصباح القواعد'' کے مصنف کا ہے۔ ترجمہ عام فہم اور سلیس ہے اور اپنے مستند ہونے کی وجہ سے علمائے کرام کے نزدیک بھی معتبر و مفید ہے۔

پاکستان بننے سے پہلے لاہور کے مشہور ہندو تاجر کتب عطر چند کپور نے بھی اس کا ایڈیشن چھاپا تھا، اب پاکستان کے متعدد ناشرین نے بھی شایع کر دیا ہے۔

⑲ نظم المعانی ترجمہ کلامِ ربانی:

علی گڑھ (انڈیا) کے ایک شاعر مطیع الرحمٰن خادم نامی نے قرآن مجید کا یہ منظوم ترجمہ کیا ہے، جس کو ''نظم المعانی'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ شاعر موصوف نے قرآن کریم کے مختلف تراجم سامنے رکھ کر ان سے شاعری کا جامہ پہنایا ہے۔ ''زادالآخرت'' کے بعد یہ دوسرا ترجمہ ہے جو اشعار کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ بعض بعض مقامات پر غالباً ضرورتِ شعری کی وجہ سے شاعرانہ بے اعتدالیاں بھی ہوگئی ہیں۔ مترجم نے خود اپنے اہتمام سے اس کو آگرہ کے ''مفید عام پریس'' میں طبع کرایا ہے۔

⑳ ترجمۃ القرآن مسمّٰی بہ کشف الرحمٰن:

یہ ترجمہ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی محنت و کاوش

کا نتیجہ ہے، جو مرحوم نے حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی سرپرستی میں علما کی ایک جماعت کے مشورے سے کیا ہے۔ ترجمے کا نام ''کشف الرحمٰن'' ہے۔ حاشیے پر ایک مختصر تفسیر ''تیسیر القرآن'' ہے، اس کے بعد دوسری مفصل تفسیر ہے، اس کا نام ''تسہیل القرآن'' ہے۔ اس ترجمے کے متعلق حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ مہتمم دار العلوم دیوبند کی رائے پیش کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔

''یہ واقعہ ہے میں تو اس ترجمے سے بہت ہی منشرح ہوا۔ مجھے تمام تراجم میں بہ وجہ بلاغت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کا ترجمہ پسند تھا، لیکن یہ ترجمہ شگفتگی میں اس سے بھی کچھ سوا ہی نظر آتا ہے۔ ارادہ کرتا ہوں کہ اپنی تحریرات میں جہاں آیات کے ترجمے درکار ہوں گے تو اس ترجمہ کی نقل پر قناعت کروں گا۔''

اس ترجمے کا مقدمہ حضرت قاری صاحب ؒ نے لکھا ہے۔ اس میں ایک جگہ مولانا مرحوم کے متعلق لکھتے ہیں:

''گھر کے کونے میں وہ خود تھے اور ان کے دل کے کونوں میں اللہ کی کتاب تھی۔ حافظ قرآن پہلے سے تھے، مفسر بن کر محافظ قرآن آخر میں ہو گئے اور اسی کے الفاظ و معانی کی خدمت میں اپنا وقت اخیر کر دیا۔ عین وفات کے دن جب یہ ناکارہ بھی ان کے مکان پر جنازے کے سامنے حاضر تھا تو معلوم ہوا کہ کل ہی تفسیر قرآن مکمل ہوئی ہے۔ گویا اجل مسمّٰی کو اسی کی تکمیل کا انتظار تھا۔''

دہلی کے شگفتہ اور ٹکسالی زبان دانوں میں مولاناؒ کا خاص مقام ہے۔ مولاناؒ کا یہ ترجمہ سلیس اور عام فہم اتنا ہے کہ معمولی استعداد رکھنے والا شخص بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔

پندرہ پندرہ پاروں کی دو جلدوں میں ''دینی بک ڈپو۔ دہلی'' نے شایع کیا تھا۔

اس کے مفسر، مترجم اور ترجمہ کا مادہ مندرجہ ذیل ہے۔

مفسر تفسیر تسہیل القرآن (مترجم) ترجمہ کشف الرحمٰن

۵۷ ء ۱۹ ۷۷ ھ ۱۳

سحبان الہند مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب دہلوی دام اقبالہم

۵۷ ء ۱۹

کشف الرحمٰن کا تعارف راقم الحروف کا ہے، کیوں کہ جناب محبوب رضوی صاحب نے جب اس پر تبصرہ لکھا تھا اس وقت صرف چند سورتوں کا ترجمہ نمونے کے طور پر شایع ہوا تھا، پورا ترجمہ بعد میں شایع ہوا۔

خدا کا شکر ہے پاکستان میں اس کی اشاعت کی سعادت مکتبہ رشیدیہ- کراچی نے حاصل کی۔ شایقین اس مکتبہ سے خرید فرما سکتے ہیں۔

۲۱ حاشیہ قرآن، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ نے قرآن پاک کو اپنے مرتبہ حاشیے سے مزین فرمایا ہے۔ گویا یہ حاشیہ قرآن پاک کی تفسیر ہے۔ مولانا مرحوم کو تفسیر قرآن پڑھانے کا جو ملکہ تھا اس سے علما بہ خوبی واقف ہیں۔ قارئین اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر علما مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر ماہ رمضان المبارک میں دورۂ تفسیر پڑھ کر دامنِ مراد بھر بھر کر سند لے کر جاتے تھے۔

یہ قرآن ''انجمن خدام الدین'' شیرانوالہ گیٹ کی طرف سے چھاپا گیا ہے۔

اس فصل میں بیس تراجم قرآن کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ درمیان میں ایک ترجمے کا تعارف ہم نے قصداً چھوڑ دیا ہے، وہ محمد علی لاہوری (مرزائی) کا ہے، جس کے متعلق محبوب رضوی صاحب لکھتے ہیں:

> ''واقعہ یہ ہے کہ محمد علی صاحب نے اپنا یہ ترجمہ وتفسیر انگریزی دانوں ہی کے لیے لکھا ہے اور اب تک جتنے افراد اس تفسیر کے مطالعے سے گم راہ ہوئے وہ انگریزی خواں ہی تھے۔''

اس تعارف میں حضرت شیخ الہندؒ کے تعارف میں میں نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے مرتب کردہ قرآن کا تعارف بھی اپنی طرف سے شامل کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ کراچی میں جناب اثر زبیری صاحب لکھنوی نے قرآن پاک کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ موصوف آج کل تاریخی شہر کراچی میں قیام پذیر ہیں۔ جس کی کتابت مشہور کاتب قرآن جناب منشی محمد یامین صاحب مرصع رقم نے کی ہے۔ اس کی کتابت کے افتتاح کی سعادت اس ناچیز کو حاصل ہوئی۔

ان کے علاوہ مولانا پروفیسر عبدالصمد صارم الازہری صاحب نے قرآن کریم کے اردو تراجم کی تعداد اکتالیس بتلائی ہے۔ جن کا ہم نے تعارف پیش کیا ہے اُن پر جن تراجم کا اضافہ ہے وہ یہ ہیں:

۲۲۔ ترجمہ محمد حسین قلی ۲۳۔ ترجمہ فتح الدین ازہر
۲۴۔ ترجمہ اقبال خانم ۲۵۔ ترجمہ مودودی صاحب
۲۶۔ ترجمہ محمد ابراہیم ۲۷۔ ترجمہ مولوی فتح محمد تائب لکھنوی
۲۸۔ ترجمہ نواب وقار نواز جنگ ۲۹۔ ترجمہ ابومحمد مصلح
۳۰۔ ترجمہ مولوی عبدالرحیم ۳۱۔ ترجمہ روح اللہ میرٹھی
۳۲۔ ترجمہ آغا شاعر قزلباش منظوم ۳۳۔ ترجمہ منظوم خواجہ دلؒ محمد
۳۴۔ ترجمہ شمس الدین شائق ۳۵۔ ترجمہ مولوی نجم الدین سیوہاروی
۳۶۔ ترجمہ بی شیریں لکھنوی ۳۷۔ ترجمہ محمد باقر لکھنوی
۳۸۔ ترجمہ احسان اللہ عباسی ۳۹۔ ترجمہ یٰسین شاہ
۴۰۔ ترجمہ امام الدین (رومن اردو میں) ۴۱۔ ترجمہ سید محمد شاہ

قرآن مجید کی اردو تفاسیر:

پاک و ہند کے علمائے کرام کی قرآن کریم کی خدمت کا اندازہ اردو تراجم کی

فہرست سے بہ خوبی ہو جاتا ہے۔تراجم کے علاوہ تفسیر قرآن کی بے مثال خدمت میں بھی ان علما کا نام سرفہرست اور نمایاں ہے۔ایک نظر تفاسیر کی فہرست پر ڈال لینا مفید اور کارآمد رہے گا۔

ا۔موضح القرآن — حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ ابن حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ
۲۔فتح العزیز — حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ ابن حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ
۳۔جامع التفاسیر — حضرت نواب قطب الدین صاحب دہلویؒ
۴۔تفسیر قرآن — حضرت نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ
۵۔ترجمان القرآن — حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ
۶۔تفسیر بیان القرآن — حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ
۷۔تفسیر حقانی — حضرت مولانا عبدالحق حقانیؒ
۸۔کنزالایمان فی تفسیر القرآن — احمد رضا خاں بریلوی/نعیم الدین مراد آبادی
۹۔تفسیر قرآن — شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ
۱۰۔تفسیر ماجدی — حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ
۱۱۔معارف القرآن — حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ
۱۲۔معارف القرآن — حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۱۳۔تفسیر حل القرآن — حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانویؒ
۱۴۔تفہیم القرآن — سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی

ان تراجم وتفاسیر کے وعلاوہ بعض عربی تفاسیر کے اردو میں ترجمے بھی ہوگئے ہیں۔مثلاً:

① تفسیر ابن کثیرؒ ② تفسیر جلالینؒ
③ تفسیر ابن عباسؓ ④ تفسیر قادریؒ
⑤ تفسیر اتقان ⑥ تفسیر کبیر ⑦ تفسیر مظہری۔

ان کے علاوہ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی خلیفہ حضرت مولانا احمد علی صاحب

لاہوریؒ نے ''خدام الدین'' لاہور کے قرآن نمبر ۱۹۷۱ء میں پہلی صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری تک مفسرین قرآن کا تعارف پیش کیا ہے، جن کی تعداد تین سوستر ہے۔

ان تفصیلات سے قرآن کریم کی تاریخ، اس کا اعجاز اور حفاظت کے طریقے سب بالکل واضح ہو جاتے ہیں، جن سے عقل سلیم رکھنے والا خود بہ خود یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم واقعی خدا کی سچی کتاب ہے۔

علمائے دیو بند اور ترجمۂ قرآن کریم:

(۱) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق حقانیؒ

(۲) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ

(۳) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۴) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیو بندیؒ

(۵) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا فتح محمد جالندھریؒ

(۶) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

(۷) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

(۸) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا فیروز الدین لاہوریؒ

(۹) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا سید ممتاز علی دیو بندیؒ

(۱۰) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا عبدالحق عباسؒ

(۱۱) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

(۱۲) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجمین حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ محترم حافظ نذر احمد

(۱۳) ترجمۂ قرآن مجید (کشمیری) مترجم حضرت مولانا سید میرک شاہ اندرابیؒ تلمیذ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ

(۱۴) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

(۱۵) ترجمۂ قرآن مجید (انگلش) مترجم حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
(۱۶) ترجمۂ قرآن مجید (سندھی) مترجم حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹیؒ
(۱۷) ترجمۂ قرآن مجید (سندھی) مترجم حضرت مولانا محمد مدنی سندھیؒ
(۱۸) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ
(۱۹) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت علامہ سید عبدالدائم الجلالیؒ
(۲۰) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا محمد عثمان کاشف الہاشمیؒ
(۲۱) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا قاضی عبیداللہ ڈیرویؒ
(۲۲) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا حبیب احمد کیرانویؒ
(۲۳) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ
(۲۴) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ تلمیذ حضرت مدنیؒ
(۲۵) ترجمۂ قرآن مجید (پشتو) مترجم حضرت مولانا فضل الرحمٰن پشاوریؒ
(۲۶) ترجمۂ قرآن مجید (انگلش) مترجم اہلیہ محترمہ حضرت مولانا عزیز گل سخاکوٹیؒ
(۲۷) ترجمۂ قرآن مجید (انگلش) مترجم حضرت مولانا محمد طفیل فاروقیؒ
(۲۸) ترجمۂ قرآن مجید (گجراتی)
(۲۹) ترجمۂ قرآن مجید (پشتو) مترجم حضرت مولانا فضل ودودؒ، حضرت مولانا گل رحیم اساریؒ
(۳۰) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا شائق احمد عثمانیؒ تلمیذ حضرت شیخ الہندؒ
(۳۱) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ
(۳۲) ترجمۂ قرآن مجید (گجراتی) مترجم حضرت مولانا غلام صادق
(۳۳) ترجمۂ قرآن مجید (تلیگو) مترجم حضرت مولانا عبدالغفور کرلولی (فاضل دیوبند)
(۳۴) ترجمۂ قرآن مجید (کنٹری) مترجم۔
(۳۵) ترجمہ وتفسیری نوٹس (فرانسیسی) مترجم حضرت ڈاکٹر حمید اللہؒ
(۳۶) ترجمۂ قرآن مجید (اردو) مترجم حضرت حافظ نذر احمد
(۳۷) ملخص اردو ترجمہ تفسیر معالم التنزیل مترجم مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

(۳۸)تفسیر جلالین اردو ترجمہ مترجم مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ
(۳۹)ترجمۂ قرآن مجید (انگلش) مترجم حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ
(۴۰)ترجمۂ قرآنِ مجید (ہندی) مترجم مخدومی حضرت السید ارشد مدنی مدظلہٗ

علمائے دیوبند اور تفاسیر قرآن:

(۱)تفسیر بیان القرآن، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ بارہ حصوں میں مکمل ہے۔
(۲)تفسیر موضح الفرقان، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ محدث دیوبندی اور افضل المفسرین حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ۔ ایک جلد میں مکمل ہے۔ سورۂ بقرہ و نساء کی تفسیر حضرت شیخ الہندؒ نے اور بقایا حضرت علامہ عثمانیؒ نے لکھی ہے۔
(۳)تفسیر معارف القرآن، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ۔ آٹھ جلدوں میں مکمل ہے۔
(۴)تفسیر معارف القرآن، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ۔ چھ جلدیں حضرت کاندھلویؒ کی ہیں اور تکملہ دو جلدوں میں صاحب زادۂ محترم حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ تلمیذ حضرت مدنی قدس سرہٗ کا ہے۔
(۵)تفسیر درس قرآن، حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ اور ان کے رفقائے کرام۔
(۶)تفسیر درس قرآن، حضرت محمد احمد کراچویؒ۔ گیارہ جلدوں میں مکمل ہے۔
(۷)تفسیر تسہیل القرآن و تفسیر تیسیر القرآن، سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ۔ یہ دونوں تفسیریں ترجمۂ کشف الرحمٰن [1] کے ساتھ چار جلدوں میں شایع ہو چکی ہے۔
(۸)تفسیر جواہر القرآن، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ۔ تین جلدوں میں مکمل ہے۔
(۹)تفسیر حل القرآن، حضرت مولانا حبیب احمد کیرانویؒ۔ تین جلدوں میں مکمل ہے۔
(۱۰)حواشی قرآن مجید از حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔ ترجمے کے ساتھ شایع ہو چکا ہیں۔
(۱۱)حواشی قرآن مجید از حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ۔ ترجمے کے ساتھ شایع ہو چکا ہیں۔
(۱۲)حواشی قرآن مجید، حضرت مولانا فتح محمد جالندھریؒ۔ ترجمے کے ساتھ شایع ہو چکا ہیں۔
(۱۳)حاشیہ تسہیل القرآن از حضرت مولانا فیروز الدین لاہوریؒ۔ ترجمے کے ساتھ شایع ہو چکا ہے۔

[1] ”کشف الرحمٰن“، مکتبۂ رشیدیہ، اردو بازار-کراچی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۱۴) تفسیر بے نظیر حضرت مولانا حسین علیؒ

(۱۵) تفسیر تبیان از حضرت مولانا حسین علیؒ

(۱۶) تفسیر ودودی حضرت مولانا فضل ودود، حضرت مولانا گل رحیمؒ

(۱۷) تفسیر انوار القرآن، حضرت مولانا سید انوار الحق کا کاخیل پشاوریؒ

(۱۸) تفسیر قرآن حضرت مولانا نور الحق علویؒ

(۱۹) انوار التبیان فی اسرار القرآن (عربی) حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ

(۲۰) حاشیہ تفسیر بیضاوی (عربی) حضرت مولانا عبدالرحمٰن امروہی

(۲۱) منحۃ الجلیل فی بیان مافی معالم التنزیل مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

(۲۲) تفسیر تعلیم القرآن یا آسان تفسیر۔ حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ

(۲۳) تفسیر معالم القرآن حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ

(۲۴) تفسیر اسرار التنزیل حضرت مولانا محمد اکرم اعوان

(۲۵) تفسیر قرآن پاک حضرت مولانا محمد یوسف میر واعظؒ۔ یہ کشمیری زبان میں مکمل قرآن کی تفسیر ہے۔

(۲۶) تفسیر قرآن حضرت مولانا محمد مدنی سندھیؒ۔ یہ سندھی زبان میں آخری پندرہ پاروں کی تفسیر ہے۔

(۲۷) تفسیر عبیدیہ، حضرت مولانا قاضی عبیداللہؒ۔

(۲۸) تلخیص البیان فی بیان القرآن۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

(۲۹) تفسیر تیسیر القرآن اردو، حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ

(۳۰) انوار البیان فی کشف اسرار القرآن، ۵ جلدیں۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی البرنی مہاجر مدنیؒ

(۳۱) تفسیر انوار القرآن۔ حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندیؒ۔ بارہ جلد

(۳۲) موضح الفرقان (ہندی) مخدومی حضرت مولانا السید ارشد مدنی دامت برکاتہم

تفسیری افادات کے مجموعے:

(۱) بلغۃ الحیران۔ افادات: حضرت مولانا حسین علیؒ، مرتب: شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان

(۲) الہام الرحمٰن (عربی)۔ افادات: امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مرتب: مولانا موسیٰ جار اللہ

(۳) المقام المحمود۔ افادات: امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مرتب: مولانا عبداللہ لغاریؒ
(۴) درس قرآن۔ افادات: حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ، مرتب: محترم عثمان غنی
(۵) معالم العرفان فی دروس القرآن۔ افادات: حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہٗ، مرتب: الحاج لعل دین۔ یہ تفسیر ۲۰ جلدوں میں مکمل ہے۔
(۶) البیان فی علوم القرآن۔ افادات: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مرتب: حضرت مولانا سعید احمد تھانویؒ
(۷) اشرف التفسیر۔ افادات: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف اعلی تھانویؒ، مرتب: حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ

مختلف سورتوں اور آیات کی تفسیر:

(۱) تفسیر سورۂ فاتحہ۔ افادات: حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ، مرتب: حضرت مولانا اصغر علی عباسی
(۲) تفسیر معوذتین۔ حجۃ الاسلام سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
(۳) مشکلات القرآن۔ محدث کبیر حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ
(۴) التعوذ فی الاسلام۔ حضرت مولانا محمد طاہر قاسمیؒ
(۵) تفسیر سورۂ یوسف۔ حضرت مولانا محمد طاہر قاسمیؒ
(۶) خلافۃ الکبریٰ تفسیر سورۂ بقرہ۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ
(۷) بیان تفسیر سورۂ آل عمران۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ
(۸) الصراط المستقیم تفسیر سورۂ انفال وتوبہ۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ
(۹) عبرت تفسیر سورۂ یوسف۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ
(۱۰) برہان تفسیر سورۂ نور۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ
(۱۱) سبیل الرشاد تفسیر سورۂ حجرات۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ
(۱۲) ذکریٰ تفسیر پارہ عم۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ
(۱۳) سبل السلام تفسیر سورۂ مجادلہ تا تحریم۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی فاروقیؒ۔ یہ تمام حصے اصل

میں ''تفسیر الفرقان فی معارف القرآن'' کے ہیں۔

(۱۴)الدر المکنون فی تفسیر الماعون۔حضرت مولانا عبدالصمد صارم از ہریؒ

(۱۵) آیات محکمات۔ مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۱۶)صفات المومنین فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۱۷)صفات المتقین فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۱۸)صفات الذاکرین فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۱۹)صفات المستغفرین والتوابین فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۲۰)صفات المسبحین معہ آیات تسبیح۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۲۱)صفات الخاشعین فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۲۲)صفات المقبرین فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۲۳)صفات المتصدقین فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۲۴)صفات اہل جنت فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۲۵)صفات المجاہدین فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۲۶)اہل دوزخ کی صفات فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۲۷)صفات المنافقین فی القرآن۔مولانا حکیم علاؤالدین صدیقی پھلتیؒ

(۲۸)ہدیۃ المہدیین فی آیت خاتم النبیین۔مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ

(۲۹)القول المتین فی تفسیر سورۃ التین۔مولانا مظہر الدین شیر کوٹیؒ

(۳۰)پارہ اوّل معہ ترجمہ وتفسیر۔مولانا عبدالشکور طوروی۔یہ پشتو زبان میں ہے۔

(۳۱)تفسیر سورۂ فیل منظوم۔حضرت حافظ عبدالواحد علوی ہزارویؒ

(۳۲)تفسیر آیات قرآن۔حضرت حافظ عبدالواحد علوی ہزارویؒ

(۳۳)تفسیر سورۂ مزمل۔حضرت حافظ عبدالواحد علوی ہزارویؒ

(۳۴)قرآن اور تعمیر اخلاق۔مولانا سمیع الحق

(۳۵)تفسیر سورۂ بقرہ۔حضرت قاری محمد عارف

(۳۶)تفسیر سورۂ لقمان۔حضرت قاری محمد عارف

(۳۷)تفسیر سورۂ حجرات۔حضرت قاری حافظ فیوض الرحمٰن

(۳۸) خلاصۃ تفسیر القرآن۔حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی

(۳۹)امثال القرآن۔حضرت مولانا نجم الدین جہلمی۔

(۴۰)تفسیر سورہ نساء۔مولانا میاں منظور احمد سیالکوٹی۔

(۴۱)تفسیر سورۂ مائدہ۔مولانا میاں منظور احمد سیالکوٹی۔

(۴۲)بدر العلی فی تفسیر الضحیٰ۔حضرت قاری لطف اللہ جالندھری۔

(۴۳)تفسیر سورۂ بقرہ۔حضرت قاری لطف اللہ جالندھری۔

(۴۴)تفسیر سورۂ آل عمران۔حضرت قاری لطف اللہ جالندھری۔

(۴۵)تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن (عربی) مولانا عبد الباری شاہ منصوری۔

(۴۶)تفسیر نکات القرآن۔مولانا عبد الرحمٰن اشرفی۔

(۴۷)تفسیر سورۂ فاتحہ۔حضرت مولانا شائق احمد عثمانیؒ

(۴۸)تفسیر سورۂ ملک۔افادات: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب قاسمیؒ۔مرتب: حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہٗ

(۴۹)تفسیر سورۂ قلم۔افادات: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب قاسمیؒ۔مرتب حافظ تنویر احمد شریفی

(۵۰)تفسیر سورۂ فاتحہ۔خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ

(۵۱)تفسیر سورۂ منافقون۔خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ

(۵۲) مجالس سبعہ (آیات مختلفہ کی تفسیری نکات) افادات: شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنیؒ،مرتب: مؤرخ ملّت حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ

کتب تفاسیر کے تراجم:

(۱)تفسیر مظہری۔مصنف: حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ،مترجم: حضرت مولانا سید عبد الدائم جلالی۔بارہ جلد

(۲)تفسیر جلالین۔مصنف: حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ،مترجم: حضرت مولانا محمد نعیمؒ۔آٹھ جلد

(۳) تفسیر ابن عباسؓ۔ مصنف: حضرت مجد الدین فیروز آبادیؒ، مترجم: مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی۔ ۳ جلد
(۴) تفسیر مدارک (نسفی) مصنف: حضرت امام عبداللہ نسفیؒ، مترجم: حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری مدظلہٗ
(۵) تفسیر ابن کثیر۔ مصنف: حضرت امام عماد الدین ابن کثیرؒ، مترجم: حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری مدظلہٗ
(۶) الہام الرحمان۔ مرتب: مولانا موسیٰ جار اللہؒ، مترجم: مولانا عبدالرزاق انقلابی۔ صرف سورۂ بقرہ تا سورۂ مائدہ ہے اور مقدمہ و سورۂ فاتحہ اور سورۂ انعام تا سورۂ توبہ کا ترجمہ مولانا محمد قاسم صاحب نے کیا ہے۔

اصول تفسیر وعلوم القرآن:

(۱) مقدمۃ القرآن مشمولہ کشف الرحمٰن۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
(۲) التحریر فی اصول التفسیر۔ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ
(۳) منازل العرفان فی علوم القرآن۔ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ
(۴) قصص القرآن۔ مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
(۵) تذکرۃ الانبیاء۔ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ
(۶) یتیمۃ البیان فی مشکلات القرآن۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
(۷) تفصیل البیان فی مقاصد القرآن۔ حضرت مولانا ممتاز علی دیوبندیؒ
(۸) مقدمۃ القرآن۔ حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری مدظلہٗ
(۹) تاریخ القرآن۔ حضرت مولانا عبدالصمد صارم الازہریؒ
(۱۰) تاریخ تفسیر۔ حضرت مولانا عبدالصمد صارم الازہریؒ
(۱۱) تاریخ قرآن۔ حضرت عبدالقیوم ندوی
(۱۲) تاریخ قرآن۔ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ (زیر نظر کتاب)
(۱۳) فضائل قرآن۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ
(۱۴) آداب القرآن۔ حضرت مولانا قاری اجمل خانؒ
(۱۵) قرآن کی فضیلت وعظمت۔ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ
(۱۶) لغات القرآن۔ حضرت مولانا عبدالرشید نعمانیؒ۔ ۶ جلد

(۱۷)لغات القرآن ۔حضرت مولانا فتح محمد خان

(۱۸)لغات القرآن ۔مولانا عبدالکریم پاریکھؒ

(۱۹)شرح الفاظ القرآن ۔مولانا عبدالرشید گجراتیؒ

(۲۰)مطالعۂ قرآن کے اصول ومبادی۔حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

(۲۱)تاریخ ارض القرآن ۔حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ

(۲۲)اشاریہ قرآن مجید۔حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

(۲۳)حیوانات قرآنی ۔حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

(۲۴)اعلام القرآن ۔حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

(۲۵)فہرست مضامین قرآن ۔شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

(۲۶)لغات القرآن ۔حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ

(۲۷)تذکرۃ المفسرین ۔حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ

(۲۸)ضرورت القرآن ۔حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ

(۲۹)فہرست مضامین قرآن ۔حضرت مولانا فیروز الدین لاہوریؒ

(۳۰)دینی دعوت کے قرآنی اصول۔حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

(۳۱)ترتیب نزول قرآن ۔حضرت مولانا اجمل خانؒ

(۳۲)احکام القرآن ۔حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ

(۳۳)مفردات القرآن ۔حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ

(۳۴)مشکلات القرآن ۔حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ

(۳۵)علوم القرآن ۔حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ

(۳۶)اعجاز قرآن ۔افضل المفسرین حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(۳۷)اعجاز القرآن ۔حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

(۳۸)تدوین قرآن ۔حضرت علامہ مناظر احسن گیلانیؒ

(۳۹)العون الکبیر شرح الفوز الکبیر۔حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری مدظلہٗ

(۴۰)فہم قرآن۔حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ

(۴۱) وحی الٰہی۔ حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ
(۴۲) علوم القرآن۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ
(۴۳) مقدمہ معارف القرآن، مشمولہ معارف القرآن: از حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ
(۴۴) تدریس القرآن۔ حضرت مولانا اجمل خانؒ
(۴۵) تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہٗ
(۴۶) معارف القرآن۔ حضرت مولانا زاہد الحسینیؒ
(۴۷) علم تفسیر اور مفسرین۔ حضرت مولانا ڈاکٹر رشید احمد جالندھریؒ
(۴۸) تعارف قرآن۔ کرنل (ر) حافظ فیوض الرحمٰن مدظلہٗ
(۴۹) فوائد القرآن۔ حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ
(۵۰) اصول ترجمۃ القرآن۔ حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ
(۵۱) آداب القرآن۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۲) اصلاح ترجمہ دہلویہ۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۳) اصلاح ترجمہ حیرت۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۴) وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۵) زیادات علیٰ کتب الروایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۶) ذنابات المانی الروایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۷) تقریری بعض البنات فی بعض الایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۸) رفع البناء فی السماء۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۵۹) احسن الاثاث فی النظر الثانی فی تفسیر المقامات الثلاث۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۶۰) التقصیر فی التفسیر۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۶۱) الہادی للحیران فی وادی تفصیل البیان۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۶۲) تمہید الفرش فی تحدید العرش۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۶۳) تبصیر الزجاج مولانا۔ حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانویؒ
(۶۴) سبق الغایات فی نسق الایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

باب ⑥

فضائل قرآن مجید

یہ باب چار فصول پر مشتمل ہے۔

اس عنوان کے ضمن میں مندرجہ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں:

فصل ①

۱۔ قیامت کے دن انسان کا سب سے بڑا سفارشی قرآن ہوگا۔
۲۔ قرآن بغیر سمجھے پڑھنے والوں کے اعتراض کا جواب۔
۳۔ الٓمّٓ میں تین نکتے۔

فصل ②

۴۔ حروف مقطعات کے متعلق صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ کے اقوال۔
۵۔ نماز اور غیر نماز میں قرآن پڑھنے کے ثواب میں تفاوت۔
۶۔ قرآن کی ایک آیت سننے کا ثواب۔
۷۔ قرآن کی ایک آیت سیکھنے کا ثواب سو نفل سے زیادہ ہے۔

فصل ③

۸۔ قرآن مجید حفظ و ناظرہ پڑھنے کا ثواب۔
۹۔ اگر کوئی قرآن پڑھتے پڑھتے ختم سے پہلے فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی تعلیم کے لیے قبر میں ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں۔

فصل ④

۱۰۔ قرآن پڑھ کر بھلا دینے کا عذاب۔

فضائل قرآن مجید

اگرچہ قرآن کریم کے فضائل بے شمار ہیں اور شروع کتاب سے یہاں تک جو کچھ بیان ہوا ہے یہ سب بھی فضائل قرآن ہی کا حصہ ہے۔ اس سلسلے میں کاتب الحروف نے ایک کتاب بھی ''قرآن کی فضیلت وعظمت'' کے نام سے علاحدہ لکھی ہے، پھر بھی حصول برکت کے لیے مختصر سا بیان کیا جاتا ہے۔

چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

فَضْلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَآئِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ. (بیہقی فی شعب الایمان)

''قرآن پاک کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بابرکت ذات ساری مخلوق کے مقابلے میں۔''

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے آپ کی امت (محمدیہ) کو ایسی نعمت عطا کی ہے جو اس سے پہلی امتوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا وہ کون سی نعمت ہے؟ حضرت جبرئیل عایہ السلام نے جواب دیا وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ.

''تم مجھ کو یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔'' (رسالہ قشیریہ)

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک دراصل اللہ تعالیٰ کے خطوط ہیں، جو

اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہمارے پاس بھیجے ہیں۔ ہم لوگ ذرا غور کریں اور سوچیں کہ اگر کسی دنیاوی بادشاہ کا کوئی تحفہ یا خط ہمارے پاس آجائے تو اس کو کتنی شہرت وعزت دیتے ہیں، اس کو اپنی عزت وشہرت کا ذریعہ اور وسیلہ بناتے ہیں اور فریم کرا کر ایسی جگہ لگاتے ہیں جہاں ہر آنے جانے والے کی نگاہ پڑے۔

اس کے بعد اس پر غور کریں کہ احکم الحاکمین مالک الملک کے مقدس کلام کے ساتھ ہم کیا معاملہ کر رہے ہیں؟

حضرت عکرمہؓ کے متعلق لکھا ہے جب وہ قرآن پڑھنے کے لیے کھولا کرتے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔ جب ہوش آتا تو زبان سے فرماتے:

هٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ هٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ.

"یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے۔"

بعض بزرگان دین نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے جس طرح ایک غلام اپنے آقا اور مالک کے خط کو ایک گوشے میں بیٹھ کر خوب توجہ اور غور سے بار بار پڑھتا ہے اور نہ صرف پڑھنے پر اکتفا کرتا ہے بلکہ اس کے لکھے ہوئے پر عمل بھی کرتا ہے اور ہر وقت یہ فکر بھی رہتی ہے کہ اگر اس کے خلاف ہوگیا تو بادشاہ کی طرف سے جو انعامات واکرام کی بارش ہونے والی ہے وہ رک جائے گی۔

اس کے مقابلے میں قرآن کریم کے ساتھ اپنے معاملے میں غور کریں کہ کبھی یہ خیال بھی آتا ہے کہ اگر ہم اس کو نہیں پڑھیں گے اور عمل نہیں کریں گے تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ حال آں کہ خود ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا
وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ (سورۂ طٰہٰ:۱۲۴)

"جو شخص میری نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لیے (قیامت سے پہلے دنیا میں اور قبر میں) تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کر کے (قبر سے) اٹھائیں گے۔" (ترجمہ از بیان القرآن)

فصل ①

قیامت کے دن انسان کا سب بڑا سفارشی قرآن ہوگا

مخبر صادق پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم جیسے گناہ گار لوگوں کو مژدہ سنایا اور خوش خبری دی کہ مسلمان اگر قرآن سے تعلق پیدا کرلیں تو قیامت کے دن یہ سب سے بڑا سفارشی ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، يَقُوْلُ الصِّيَامُ يَارَبِّ اِنِّىْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ، وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ يَارَبِّ اِنِّىْ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ، فَيُشَفَّعَانِ (بیہقی فی شعب الایمان)

"روزہ اور قرآن انسان کی (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکا تھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات میں (زیادہ) سونے سے روکا تھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ (روزہ اور قرآن) دونوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔"

قارئین غور فرمائیں کہ اس حدیث میں قرآن مجید کے سفارشی ہونے کے ساتھ ساتھ روزے کا سفارشی ہونا بھی بتلایا گیا ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا:

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اَفْضَلُ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَا نَبِيٌّ وَّلَا مَلَكٌ وَّلَا غَيْرُهٗ.

''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک قرآن سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا، نہ کوئی نبی، نہ کوئی فرشتہ وغیرہ۔''

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتٰبِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَ مِيْمٌ حَرْفٌ.

''جو شخص ایک حرف کتاب اللہ (قرآن) کا پڑھے اس کے لیے ایک حرف کے بدلے میں ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ہے۔ (پھر آپ نے فرمایا) میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک ہے۔''

گویا الٓمّٓ تین حرفوں کا مجموعہ ہے، صرف اس جملے کی تلاوت سے تیس نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔

یہ کلمہ پہلے پارے کی سورۂ بقرہ کا ہے اور قرآن کریم میں چھ جگہ آیا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔	سورۂ بقرہ،	پارہ نمبر:۱	رکوع نمبر:۱
۲۔	سورۂ آل عمران،	پارہ نمبر:۳	رکوع نمبر:۹
۳۔	سورۂ عنکبوت،	پارہ نمبر:۲۰	رکوع نمبر:۱۲
۴۔	سورۂ روم،	پارہ نمبر:۲۱	رکوع نمبر:۴
۵۔	سورۂ لقمان،	پارہ نمبر:۲۱	رکوع نمبر:۱۰
۶۔	سورۂ سجدہ،	پارہ نمبر ۲۱	رکوع نمبر:۱۴

قرآن بغیر معنی سمجھے ہوئے پڑھنے میں بھی فائدہ ہے:

جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید بغیر معنی سمجھے پڑھنے سے کیا فائدہ؟ وہ اس پر غور کریں کہ صرف ''الٓمٓ'' میں تین مفید نکتے ہیں۔

پہلا نکتہ:

حروف ابجد کے حساب سے الف کا ایک عدد، لام کے تیس عدد اور میم کے چالیس عدد ہوتے ہیں۔ الف سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات، جو ایک ہے۔ اس کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے قرآن مجید کے تیس پارے (جو لام کے عدد ہوتے ہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس سال کی عمر سے نازل ہونے شروع ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے قرآن مجید کے تیس پارے چالیس کی عمر سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمانے شروع کیے۔ گویا شروع میں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کی پوری تاریخ صرف ایک جملہ الٓمٓ میں بیان فرمادی۔

دوسرا نکتہ:

الف انتہائی حلق سے نکلتا ہے اور انتہائے حلق سے حروف کی ابتدا ہوتی ہے۔ لام زبان کی کروٹ سے نکلتا ہے اور میم ہونٹوں سے نکلتا ہے، جو تمام مخارج کا اخیر ہے۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندے کا ذکر اول وآخر ہر حال میں اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے۔

تیسرا نکتہ:

بعض لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کا کیا فائدہ؟

اس قسم کے لوگوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مثال پر غور کرنا چاہیے کہ آپ نے مثال میں ایسا جملہ (الٓمٓ) ارشاد فرمایا، جس کے معنی کے متعلق بڑے سے بڑا عالم، بڑے سے بڑا مفسر قرآن یہی لکھتا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ کہ ان حروف مقطعات کے معنی اور مراد اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

(ملفوظات شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

جس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تلاوت..... خواہ معنی سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو، ہر حال میں ثواب ہے۔ اگر کوئی ترجمہ بھی سمجھتا ہے تو یہ نور علی نور ہے۔ ترجمہ نہ سمجھتا ہو تو اس صورت میں بھی ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نہایت آزادی سے صاف صاف کہوں گا کہ جو لوگ بغیر معانی سمجھے الفاظِ قرآن پڑھنے کو بے کار کہتے ہیں واللہ وہ حضرات اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کے حافظ پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ محفوظ رہے اور یہ لوگ دنیا سے حفظ قرآن کو مٹانا چاہتے ہیں۔

کیوں کہ تجربہ شاہد ہے کہ حفظ قرآن بچپن ہی میں اچھا ہوتا ہے، بڑے ہو کر ویسا حفظ نہیں ہوتا جیسا بچپن میں ہوتا ہے۔ اور بچپن میں بچہ معانی قرآن سمجھنے کے قابل نہیں ہوتا۔ تو اب اگر ان لوگوں کے مشورے پر بچوں کو قرآن نہ پڑھایا جائے تو انجام یہی ہے کہ حفظ کا دروازہ بند ہو جائے۔ مگر:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ○

''یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ (پھونکوں) سے بجھا دیں، حال آں کہ اللہ تعالیٰ بدون (بغیر) اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے مانے گا نہیں، گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔''

(ملفوظات حکیم الامتؒ المعروف بہ ''الفاظ قرآن'')

فصل ②

حروفِ مقطعات

اوران کے متعلق صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال

قرآن مجید فرقانِ حمید میں انتیس سورتیں ایسی ہیں جو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں۔ ان میں بعض سورتیں ایسی بھی ہیں جن کے شروع میں یہ حروف مکرر آئے ہیں۔ مثلاً حٰمٓ سورۂ مؤمن کے شروع میں آیا ہے، سورۂ زخرف کے شروع میں بھی آیا ہے، سورۂ دخان اور سورۂ جاثیہ کے شروع میں بھی آیا ہے۔ اس قسم کے مکرر آنے والے حروف مقطعات کو اگر حذف کر دیں تو پھر چودہ سورتیں ایسی رہ جاتی ہیں جو حروفِ مقطعات سے شروع ہوتی ہیں، ویسے انتیس ہی ہیں۔

① حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے:

"ہر آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کا ایک بھید اور راز ہوا کرتا ہے، قرآن پاک میں وہ بھید حروف مقطعات میں پوشیدہ ہے۔" (تفسیر کبیر)

② حضرت علیؓ کی رائے:

"ہر کتاب کا ایک خلاصہ اور لب لباب ہوا کرتا ہے، قرآن مجید کا خلاصہ اور نچوڑ حروف تہجی میں پوشیدہ ہے۔" (تفسیر کبیر)

③ حضرت علیؓ سے یہ بھی منقول ہے:

"یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، ان سے سورت کو شروع کیا گیا۔"
(تفسیر مظہری)

چناں چہ حضرت علیؓ دعا کے وقت کٓھٰیٰعٓصٓ - یا - حٰمٓ عٓسٓقٓ کہا کرتے تھے۔

بعض علما نے یہ بھی لکھا ہے ان حروف مقطعات سے کوئی صفت یا اسم الٰہی یا اور

کوئی خاص مطلب مراد ہے، جس کی طرف ایک حرف سے اختصار کے طور پر اشارہ کر دیا گیا۔

④ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

''علما ان کے اسرار و بھید سمجھنے سے عاجز آ گئے ہیں۔'' (تفسیر کبیر)

⑤ امام شعبیؒ (تابعی) سے کسی نے ان حروف مقطعات کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا:

''یہ اللہ تعالیٰ کا بھید ہے، اس کی تلاش میں مت پڑو۔'' (تفسیر کبیر)

چوں کہ حروف مقطعات قرآن مجید کا اہم جز ہیں، اس لیے ان کا ہم نے مختصر سا بیان کر دیا، تا کہ ان کی اہمیت واضح ہو جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید ہی اللہ کی وہ بابرکت اور مقدس کتاب ہے جس کے صرف الفاظ کی تلاوت میں بھی ثواب ہے اور نہ صرف پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے بلکہ سننے والا بھی اس سے محروم نہیں رہتا۔

نماز اور غیر نماز میں پڑھنے کے اجر وثواب میں تفاوت:

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قِرَأَةُ الْقُرْاٰنِ فِي الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَأَةِ الْقُرْاٰنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلٰوةِ وَقِرَأَةُ الْقُرْاٰنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ.

(بیہقی فی شعب الایمان)

''نماز میں قرآن کی تلاوت خارج نماز کی تلاوت سے افضل ہے اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح وتکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور

صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ ڈھال ہے آتش دوزخ سے۔"

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ (دامت برکاتہم) اپنی مشہور تصنیف "فضائل قرآن" میں لکھتے ہیں:

"صاحب احیا (حضرت امام غزالیؒ) نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھا اس کو ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں ملیں گی اور جس شخص نے نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھا اس کے لیے ہر حرف پر پچاس نیکیاں اور جس نے خارج نماز میں باوضو پڑھا اس کے لیے پچیس نیکیاں اور جس نے بلا وضو پڑھا اس کے لیے ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں اور جو شخص پڑھے نہیں بلکہ صرف پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اس کے لیے بھی ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ہے۔" (ص ۲۸)

قرآن کی ایک آیت سننے کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اسْتَمَعَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ مُّضَاعَفَةٌ. (رواہ احمد)

"جو شخص کلام اللہ کی ایک آیت سنے اس کے لیے دگنی نیکی لکھی جاتی ہے۔"

حضرت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں:

"اللہ اکبر! قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر ہی سن لیا کرے، وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جائے گا۔ خدا کے بندو! یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں۔" (حیوۃ المسلمین)

حضرت خالد ابن معدانؒ سے روایت ہے کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے اس کو

اکہرا ثواب ملے گا اور سننے والے کو دوہرا ثواب ملے گا۔ (دارمی)

قرآن کی ایک آیت سیکھنے کا ثواب سو رکعت نفل سے زیادہ ہے:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مشہور صحابی حضرت ابوذرؓ سے ارشاد فرمایا:

یَـا اَبَـا ذَرٍّ لَاَنْ تَغْدُوْ فَتَعَلَّمَ اٰیَةً مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تُصَلِّیَ مِائَةَ رَکْعَةٍ. (ابن ماجہ)

''اے ابوذرؓ! اگر تم صبح کو ایک آیت کلام اللہ کی سیکھ لو تو یہ سو رکعت نفل سے بہتر ہے۔''

فصل ④

قرآن مجید حفظ وناظرہ پڑھنے کا ثواب

اور جنت میں اس کا مقام

قرآن کے بے شمار فضائل میں سے ایک فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمائی ہے:

قِرَاْءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْاٰنَ فِيْ غَيْرِ الْمُصْحَفِ اَلْفُ دَرَجَةٍ وَ قِرَاْئَتُهٗ فِي الْمُصْحَفِ تَضْعَفُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلٰى اَلْفَيْ دَرَجَةٍ. (بیہقی فی شعب الایمان)

”قرآن مجید کا حفظ پڑھنا ہزار درجے ثواب رکھتا ہے اور دیکھ کر (ناظرہ) پڑھنا دو ہزار درجے تک بڑھ جاتا ہے۔“

ایک حدیث میں ہے:

مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ وَحَفِظَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ. (ابن ماجہ)

”جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔“

اس کے علاوہ حافظ قرآن کا جنت میں درجہ اور اعزاز ان الفاظ میں بیان فرمایا:

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَاْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَاُهَا.

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی وغیرہ)

”صاحب قرآن (حافظ) سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھیر ٹھیر کر پڑھ جیسا کہ دنیا میں ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کرتا تھا۔ پس تیری منزل وہی ہے جہاں آخری آیت

پڑھتے پڑھتے پہنچے۔"

بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ سارے قرآن میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ حافظ قرآن کو اتنا اونچا درجہ ملے گا۔ اللہ اکبر! کیا ٹھکانہ ہے انعامات خداوندی اور حافظ قرآن کے درجات کی بلندی کا؟

ایک حدیث میں ہے:

"حافظ قرآن اپنے گھر کے دس لوگوں کی شفاعت کرے گا، جو مستحق دوزخ ہوں گے۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث میں قرآن کریم حفظ کرنے والے اور قرآن حفظ کرانے والے والدین و استاذ کے جنت میں بلندیٔ درجات کی بشارت دی گئی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا:

"اے ابو ہریرہؓ! تو قرآن مجید سیکھ، پھر لوگوں کو سکھا اور اسی کام (پڑھنے پڑھانے) میں لگا رہ، یہاں تک کہ تجھے موت آجائے۔ اگر اسی حالت میں تجھے موت آگئی تو تیری قبر پر فرشتے اس طرح زیارت کو آئیں گے جس طرح مؤمن لوگ خانۂ کعبہ کی زیارت کو آتے ہیں۔"

(قرآن کی فضیلت وعظمت)

اگر کوئی ختم کرنے سے پہلے فوت ہوجائے تو اللہ تعالیٰ قبر میں ایک فرشتہ اس کی تعلیم کے لیے مقرر فرمادیتے ہیں:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جو آدمی قرآن مجید ختم کرنے سے پہلے (یعنی پڑھتے پڑھتے) مرجائے تو ایک فرشتہ قبر میں آکر اس کو تعلیم دیتا ہے اور وہ

اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ (قبر میں) قرآن حفظ کر چکا ہو گا۔

(شوقِ وطن)

ان فضائل کو پڑھ کر ہر مسلمان کو قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مانا کہ وقت کی قلت اور کارہائے دنیا کا ہجوم اتنی مہلت نہیں دیتا کہ آدمی چند منٹ بھی نکال کر پڑھ سکے، مگر آدمی اگر سعی کرے تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اگر اس نیک کام میں جدو جہد کرتا کرتا مر گیا تب بھی کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نیتوں کو دیکھتا ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا:

اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَّمَا حِلٌ مُّصَدِّقٌ مَّنْ جَعَلَهٗ اَمَامَهٗ قَادَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ سَاقَطَهٗ اِلَى النَّارِ. (ابن حبان، حاکم)

”کہ قرآن ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا، جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے (یعنی اس پر عمل کرے) اس کو یہ جنت کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو دوزخ میں پہنچا دیتا ہے۔“

غور کر کے دیکھا جائے تو یہ انعامات و اکرام سوائے قرآن پاک کے اور کسی آسمانی کتاب میں نظر نہیں آئیں گے۔

فضائل قرآن کے سلسلے میں بے شمار حدیثیں ہیں، ہم انہی چند احادیث پر اکتفا کرتے ہیں۔

فصل ④

قرآن پڑھ کر بھلا دینے کا عذاب

گزشتہ فصل میں فضائل قرآن کے بیان میں تصویر کا ایک رخ یعنی اس کے پڑھنے پڑھانے کے فضائل وانعامات بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد تصویر کے دوسرے رخ یعنی قرآن پڑھ کر بھلا دینے یا نہ پڑھنے پر کتنا عذاب ہے؟ اس پر بھی سرسری نظر ڈال لیجیے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے تو یہ مسئلہ سمجھ لیجیے کہ ہر مسلمان پر اتنا قرآن مجید حفظ کرنا فرض ہے جس سے نماز ادا کر سکے اور پورا قرآن حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ بالفرض کسی بستی یا کسی محلے اور شہر میں ایک مسلمان بھی حافظ قرآن نہ رہے تو اس جگہ کے تمام مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ اس لیے ہر مسلمان پر کم از کم اتنا قرآن حفظ کرنا فرض ہے اور اتنا یاد کر لینا کوئی مشکل نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ قمر میں ارشاد فرمایا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

(آیت ۱۷)

”ہم نے قرآن کو یاد کرنے والوں کے لیے آسان بنا دیا ہے۔“

چناں چہ آپ دیکھیں کہ اس کتاب کا یہ کھلا اور زندہ معجزہ ہے کہ اگر آدمی پختہ ارادہ کر کے حفظ کرنے کا سلسلہ شروع کر دے تو بہت جلدی یاد ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اگر کوشش کرتا رہے تو ایک دن پورے قرآن کا بھی حافظ ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ کا حافظ قرآن پر یہ کتنا بڑا انعام ہے کہ تیس پاروں کو یاد کر لیتا ہے۔ لہٰذا حافظ قرآن کو چاہیے کہ وہ خدا کا شکر ادا کرتا رہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ. (سورۂ ابراہیم: ۷)

ارشادِ خداوندی ہے اور شکریہ ہے کہ اس کی تلاوت سے غافل نہ ہو۔

حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں اگر انسان کا قلب پاک ہوتو قرآن کی تلاوت سے کبھی پیٹ نہ بھرے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَا لَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا. (صحیحین)

''قرآن شریف کی خبر گیری کرو، قسم بہ خدا! جس کے قبضے میں میری جان ہے قرآن پاک جلد نکل جانے والا ہے سینوں سے بہ نسبت اونٹ اپنی رسی سے نکل بھاگنے کے۔''

یعنی آدمی اگر جانور کی حفاظت سے غافل ہوجائے اور اس کی رسی کھل جائے تو وہ نکل جائے گا۔ اسی طرح جو حافظ قرآن پاک کی نگہداشت (یعنی تلاوت اور ورد) چھوڑ دے گا تو قرآن بھول جائے گا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے سامنے امت کے تمام گناہ پیش کیے گئے تو میں نے ان میں سب سے بڑا گناہ یہ دیکھا کہ ایک شخص کو قرآن شریف کی کوئی سورت یا آیت یاد تھی اور اس نے اس کو بھلا دیا۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت سعد ابن عبادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''جس شخص نے قرآن پڑھ کر بھلا دیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس کی ملاقات جذامی (کوڑھی) بن کر ہوگی۔'' (ابوداؤد)

قرآن پاک میں فرمایا گیا:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا

وَّنَحۡشُرُهٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اَعۡمٰی O (سورۂ اعراف:۱۲۴)

''جو شخص ہمارے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس کی روزی تنگ کر دیتے ہیں اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے۔''

اس پر وہ کہے گا کہ

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِیۡۤ اَعۡمٰی وَقَدۡ کُنۡتُ بَصِیۡرًا O (سورۂ اعراف:۱۲۵)

''یا اللہ! میں تو (دنیا میں) آنکھوں والا تھا مجھے اندھا کیوں کر دیا؟''

جواب ملے گا:

قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتۡکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیۡتَهَا وَکَذٰلِکَ الۡیَوۡمَ تُنۡسٰی O (سورۂ اعراف:۱۲۶)

اس لیے کہ تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تو نے ان کو بھلا دیا۔''

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنۡ جَعَلَهٗ خَلۡفَ ظَهۡرِهٖ سَاقَطَهٗ اِلَی النَّارِ. (ابن حبان، حاکم)

''جو شخص اس (قرآن) کو پس پشت ڈال دے اس کو یہ جہنم میں لے جاتا ہے۔''

پس پشت ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے کے بعد کبھی اس کو کھول کر بھی نہ دیکھے اور بھلا دے، یا کبھی تلاوت کی بھی توفیق نہ ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارِ خداوندی میں ان کی شکایت فرمائیں گے:

وَقَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَهۡجُوۡرًا O (سورۂ فرقان:۳۰)

''اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں گے اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا۔''

باب نمبر ⑦

قرآن مجید جسمانی روحانی بیماریوں کا طبیب ہے

یہ تین فصول پر مشتمل ہے۔

اس عنوان کے ضمن میں مندرجہ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں:

فصل ①

۱۔ گناہوں سے دل زنگ آلود ہو جاتا ہے، اس کا علاج تلاوت قرآن اور موت کی یاد ہے۔

فصل ②

۲۔ قرآن مجید سے چند جسمانی بیماریوں کا علاج۔

۳۔ آنکھوں کی روشنی اور نگاہ کی کمزوری روکنے کا علاج۔

۴۔ سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لیے شفا ہے۔

فصل ③

۵۔ فراخ روزی اور ادائے قرض کا عمل۔

۶۔ نماز برائے ادائے قرض۔

۷۔ سکونِ قلب اور نیند آنے کا عمل۔

۸۔ نیند سے بیدار ہونے کا عمل۔

۹۔ چوری سے حفاظت کا عمل۔

۱۰۔ پتھری، درد گردہ وغیرہ کا علاج۔

۱۱۔ یرقان کا علاج۔

۱۲۔ لقوہ کا علاج۔

۱۳۔ حافظے کی زیادتی کے مجرب عمل۔

قرآن مجید جسمانی روحانی بیماریوں کا طبیب ہے

ارشاد خداوندی ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ.

(سورۂ بنی اسرائیل:۸۲)

اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَشِفَآءٌ لِّمَافِي الصُّدُوْرِ ۝ (سورۂ یونس:۵۷)

"اور دلوں کے روگ (بیماریوں) کے لیے شفا ہے۔"

حضرت الشیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"قرآن مجید روحانی طبیب ہے، مگر اس کے اثر کے لیے یہ شرط ہے کہ پڑھنے والا خود بھی عامل ہو بے عمل اور بد دین نہ ہو۔" (الاتقان)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک انگریز آیا اور اس نے کہا:

"مولانا! آپ حضرات کہتے ہیں کہ ہمارے قرآن میں ہر چیز ہے، کیا یہ بات سچ ہے؟"

حضرت شاہ صاحبؒ نے کہا:

"سچ ہے۔"

اس انگریز نے کہا:

"کیا آپ کے قرآن میں کیمیا کا نسخہ بھی ہے؟"

آپ نے کہا:

''ہاں ہے۔''

اس کے بعد آپ نے کہا کہ تانبا لاؤ، چناں چہ تانبے کا ایک پترا لاکر آپ کو دیا گیا۔ آپ نے قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھ کر اس پر دم کیا تو وہ خدا کے حکم سے سونا ہوگیا۔

یہ دیکھ کر اس انگریز نے پوچھا اچھا کوئی اور شخص بھی یہ آیت پڑھ کر سونا بنا سکتا ہے؟

تو حضرت شاہ صاحبؒ نے جواب دیا:

''قرآن شریف کی تاثیر میں کچھ فرق نہیں، صرف زبانوں کا فرق ہے۔''

(کمالات عزیزی)

اس لیے ہم نے عرض کیا کہ پڑھنے والا خود بھی عامل ہو، بددین نہ ہو۔ اس کے بعد بہ طور نمونہ قرآن پاک سے چند عمل بیان کیے جاتے ہیں تاکہ کم زور ایمان والوں کے ایمان میں پختگی پیدا ہو اور ساتھ ہی اعجاز قرآن کا بھی اندازہ ہو جائے۔

فصل ①

گناہوں سے دل زنگ آلود ہو جاتا ہے

اُس کا علاج تلاوت قرآن اور موت کی یاد ہے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدَ اِذَا اَصَابَهُ الْمَآءُ، قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَائُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ. (بیہقی فی شعب الایمان)

''دلوں کو بھی لوہے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! قلب سے زنگ دور کرنے کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا موت کو بہ کثرت یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔''

قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ O

(سورۃ مطففین:۱۴)

''ہرگز ایسا نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔''

(ترجمہ از بیان القرآن)

یعنی حقیقت یہ ہے کہ گناہوں کی کثرت و مزاولت کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گئے ہیں، اس لیے حقایق صحیحہ کا انعکاس ان میں نہیں ہوتا۔

حدیث میں فرمایا گیا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر

لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کرلی تو مٹ گیا، ورنہ جوں جوں گناہ کرتا جائے گا وہ نقطہ بڑھتا اور پھیلتا رہے گا، تا آں کہ قلب بالکل کالا سیاہ ہوجائے گا کہ حق و باطل کی تمیز باقی نہ رہے۔ (موضح الفرقان:۶۶۷)

یہی روحانی بیماری ہے جس کا علاج شریعت نے استغفار تجویز فرمایا ہے۔

فصل ②

قرآن مجید سے چند جسمانی بیماریوں کا علاج

آنکھوں کی روشنی اور نگاہ کی کم زوری روکنے کا عمل:

گذشتہ صفحات میں حدیث شریف کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے کہ قرآن دیکھ کر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے ایک تو پڑھنے کا۔ دوسرے دیکھ کر پڑھنے کا۔ اس کے علاوہ دیکھ کر قرآن کریم کی تلاوت نگاہ کے لیے بھی مفید ہے۔

قرآن کریم کی سورتوں اور آیتوں کی تاثیر کے سلسلے میں علما اور بزرگان دین نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ''اعمال قرآنی''۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم دہلویؒ نے ''طب روحانی''۔ حضرت مولانا شیخ محمد محدث تھانویؒ نے ''بیاض محمدی'' وغیرہ۔

ان اوراق میں، ہم بھی ان بزرگوں کی تصنیفات سے چند عمل درج کرتے ہیں:

① آیت فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآئَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○ (سورۂ ق: ۲۲) جس کی نگاہ کم زور ہو وہ ہر فرض نماز کے بعد یہ آیت تین مرتبہ پڑھ کر انگوٹھوں پر دم کر کے دونوں انگوٹھے آنکھوں پر پھیر لے۔

② ایک عمل یہ بھی ہے جو شخص وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف منہ کر کے ایک مرتبہ سورۂ قدر اِنَّـآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْ..... الخ پڑھ لیا کرے، ان شاء اللہ اس کی نگاہ کم زور نہ ہو گی۔

③ جس کی نگاہ کم زور ہو یا آنکھیں دکھ رہی ہوں، یا آنکھوں میں جالا ہو تو سورۂ تکویر اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ پڑھ کر دم کرنا مفید ہے۔

④ اسی طرح اگر کسی کی آنکھیں دکھ رہی ہوں تو تین روز تک سورۂ ملک پڑھ کر دم کرنا بھی مفید ہے۔

سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لیے شفا ہے:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کے بڑے فضائل بیان فرمائے ہیں، چناں چہ آپ نے ارشاد فرمایا:

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ ○ (احمد، بیہقی)

''سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لیے باعث شفاء ہے۔''

① صحابۂ کرامؓ نے سانپ، بچھو کے کاٹے ہوئے اور مرگی کے مریض اور دیوانوں تک پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور خدا کے فضل سے لوگ اچھے ہو گئے۔

② حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں تھے، راستے میں ایک جگہ قیام کیا، وہاں ایک لڑکی آئی اور کہنے لگی ہمارے قبیلے کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے، ہمارے آدمی اس وقت ادھر ادھر کام کاج پر گئے ہوئے ہیں، ڈیرے پر کوئی نہیں، آپ میں کوئی ایسا ہے کہ جھاڑ پھونک کا کام کرتا ہو؟

یہ سن کر ہم میں سے ایک آدمی اس لڑکی کے ساتھ چل دیا، مگر ہمیں اس شخص کے متعلق یہ معلوم نہ تھا کہ یہ جھاڑ پھونک بھی کرتا ہے۔ اس نے وہاں پہنچ کر کچھ پڑھ کر دم کیا، خدا کے فضل سے وہ سردار بالکل تندرست اور بھلا چنگا ہو گیا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں ہم نے اس سے پوچھا کہ تو نے کیا پڑھ کر دم کیا تھا؟ تو اس نے بتلایا میں نے صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے شفا بخشی۔

③ حضرت شعبیؒ کے پاس ایک شخص آیا اور درد گردہ کی شکایت کی تو آپ نے اس سے کہا تو اساس القرآن پڑھ کر درد کی جگہ دم کر لے۔ اس نے دریافت کیا اساس القرآن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا سورۂ فاتحہ۔

④ اسی طرح دانتوں کے درد اور درد سر اور پیٹ کے درد کے لیے سات مرتبہ پڑھ کر دم کرنا بھی مفید ہے۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے فضائل قرآن میں بھی سورۂ فاتحہ کے بہت سے فوائد مظاہر حق کے حوالے سے نقل کیے ہیں۔

ترکیب: علما نے لکھا ہے جو شخص فجر کی دو سنتیں پڑھ کر فرضوں سے پہلے بسم اللہ کو سورۂ فاتحہ سے ملا کر چالیس روز ۴۱ بار پڑھے...... یعنی اس طرح پڑھے (رَحِیْمِ الْحَمْدُ) اگر وہ مقروض ہے تو قرضہ ادا ہو جائے گا، محتاج ہے تو غنی ہو جائے گا، بیمار ہے تو تندرست ہو جائے گا، ملازمت سے معزول ہو گیا تو بحال ہو جائے گا اور اگر کسی جادو کے مریض پر اسی طرح پڑھ کر پانی پر دم کر کے اس کو پلائے تو ان شاء اللہ اچھا ہو جائے گا۔

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ (دامت برکاتہم) ''فضائل قرآن'' میں لکھتے ہیں:

> ''مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ کو ایمان وایقان کے ساتھ پڑھے تو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے۔ دینی ہو یا دنیوی، ظاہری ہو یا باطنی۔ لکھ کر گلے میں لٹکانا اور چاٹنا بھی امراض کے لیے مفید ہے۔'' (ص ۵۵)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

> ''اگر کوئی لڑکا بد چلن ہو تو اس کو پانی پر دم کر کے پلانا یا لکھ کر پلانا بھی مفید ہے۔'' (تذکرۃ الرشید)

پتھری، درد گردہ وغیرہ کا علاج:

جس شخص کے پتھری ہو یا مثانہ میں درد ہو تو ایسے مریض کو سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلانے سے ان شاء اللہ پتھری ریزہ ریزہ ہو کر نکل جائے گی۔ یہی عمل درد مثانہ کے لیے بھی مفید ہے۔

اگر پیشاب بند ہو جائے تو یہ آیتیں لکھ کر گلے میں ڈال دیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ط بَلٰغٌ ج فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(سورۂ احقاف: ۳۵)

ان شاء اللہ پیشاب جاری ہو جائے گا۔

یرقان کا علاج:

یرقان کے مریض کے لیے سورۂ بینہ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْ لکھ کر باندھنا اور پانی پر دم کر کے پلانا نافع ہے۔

لقوہ کا علاج:

جس کو لقوہ کا مرض ہو گیا ہو تو سورۂ زلزال اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ چینی کی پلیٹ پر لکھ کر پانی سے دھو کر مریض کو پلانا بے حد مفید ہے۔

ہم نے بہ طور نمونہ یہ چند عمل لکھ دیے ہیں، جن سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم نہ صرف یہ کہ روحانی بیماریوں کے لیے نسخہ کیمیا ہے، بلکہ جسمانی بیماریوں کے لیے بھی تریاق کا حکم رکھتا ہے۔

فصل ۴

روحانی تکالیف کا علاج

فراخ روزی اور ادائے قرض کا عمل:

اسی طرح علما اور بزرگان دین نے لکھا ہے جو شخص مقروض ہو تو اس کے لیے مندرجۂ ذیل آیت پڑھنا مفید ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (سورۂ آل عمران: ۲۶، ۲۷)

اس کی کئی ترکیبیں ہیں، مگر مجرب اور مفید ترکیب یہ ہے کہ

① ہر فرض نماز کے بعد سات مرتبہ یہ آیت پڑھے، اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھے۔ اس طریقے سے پڑھنے کے متعلق لکھا ہے چالیس دن کے اندر اندر ان شاء اللہ اثر ظاہر ہونا شروع ہو جائے گا۔

② جو شخص بہ کثرت بلا تعداد مقرر کیے یہ آیت فرض نمازوں اور نوافل کے بعد اور سوتے وقت پڑھا کرے تو اس کی روزی میں وسعت ہو اور مال میں برکت اور تنگ دستی دور ہو۔

نماز برائے ادائے قرض:

بعض بزرگوں نے مندرجۂ بالا آیت پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی لکھا ہے، نماز

عشاء کے بعد وتر پڑھنے سے پہلے دو رکعت بہ نیت ادائے قرض اس ترکیب سے پڑھے کہ پہلی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد یہ آیت کریمہ پانچ پانچ مرتبہ پڑھے، سلام پھیر کر پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔

سکون قلب اور نیند آنے کے عمل:

اگر کسی کو نیند نہ آتی ہو تو سورۂ نباء عَمَّ يَتَسَآءَ لُوْنَ سے وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (آیت نمبر ۱ سے ۹ تک) تک بستر پر لیٹے لیٹے پڑھتا رہے، ان شاء اللہ نیند آجائے گی۔

اسی طرح اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O (سورۂ احزاب: ۵۶) تک پڑھنا بھی نیند آنے کا بہترین عمل ہے۔

بَعْدَ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا (سورۂ آل عمران: ۱۵۴) ایک سو مرتبہ پڑھے، اس سے ان شاء اللہ سکون قلب بھی حاصل ہوگا اور نیند بھی آجائے گی۔

حسب منشا نیند سے بیدار ہونے کا عمل:

جو شخص سوتے وقت سورۂ کہف کی آیت اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے ختم سورت تک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، یا اللہ مجھے اس وقت جگا دے، تو ان شاء اللہ اسی وقت پر آنکھ کھل جائے گی۔

چوری سے حفاظت کا عمل:

سورۂ بنی اسرائیل سُبْحٰنَ الَّذِیْ کی آخری آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سورت کے ختم تک سوتے وقت پڑھ لینے سے خدا کے فضل و کرم سے چوری سے حفاظت رہتی ہے۔

حافظے کی زیادتی کے لیے مجرب عمل:

ہم نے یہ چند عمل بہ طور نمونہ پیش کیے ہیں، اگر عملیات کا بیان کیا جائے تو اس کے لیے مستقل کتاب کی ضرورت ہے، چوں کہ یہ کتاب مضامین قرآن پر مشتمل ہے، جسے پڑھ کر کسی کو قرآن شریف حفظ کرنے کا شوق ہوسکتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ حافظے کی کم زوری کی وجہ سے یاد کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ اس لیے اس مرض کے ازالے کے لیے بھی چند عمل بیان کرتے ہیں۔

① سات اتوار تک مندرجہ ذیل عمل کرے۔

بہتر صورت یہ ہے کہ چاند کے مہینے کے پہلے اتوار سے یہ عمل شروع کرے۔ صرف سات اتوار کا عمل ہے، ہر اتوار کو ایک آیت کاغذ پر لکھ کر نہار منہ نگل لے۔

الف۔ پہلے اتوار کو: اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ. (آیۃ الکرسی مکمل)

ب۔ دوسرے اتوار کو: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ. (سورۂ انعام:۱۲۴)

ج۔ تیسرے اتوار کو: اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ. (سورۂ شوریٰ:۱۹)

د۔ چوتھے اتوار کو: الٓمّٓصٓ O كٓهٰيٰعٓصٓ O طٰهٰ O

ہ۔ پانچویں اتوار کو: يٰسٓ O حٰمٓ O عٓسٓقٓ O حٰمٓ O

و۔ چھٹے اتوار کو: طٰسٓمٓ O طٰسٓ O الٓمّٓرٰ O

ز۔ ساتویں اتوار کو: قٓ O نٓ O اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ O

② جس کو قرآن مجید حفظ کرنا ہو تو سوتے وقت عشاء کی نماز کے بعد روزانہ سو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھا کرے، ان شاء اللہ قرآن یاد ہونے لگے گا۔

③ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ O وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ O وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ O يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ O (سورۂ طٰہٰ:۲۵ تا ۲۸)

ہر روز بعد نماز فجر اکیس مرتبہ پڑھنے سے حافظ قوی ہونے لگتا ہے۔

④ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا O (سورۂ نساء:۱۱۳)

جو بچہ کند ذہن ہو اس کو یہ آیت لکھ کر پانی میں گھول کر پلائے۔ روزانہ یہ عمل نہ ہو سکے تو چاند کی پہلی تاریخ سے سات تاریخ تک ضرور پلائے۔

⑤ سورۂ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لکھ کر پانی میں گھول کر پلانے سے خدا کے حکم سے قرآن حفظ کرنے میں آسانی ہوگی۔

⑥ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا.

ہر (فرض) نماز کے بعد جس قدر ہو سکے پڑھنے سے حافظہ قوی ہونے لگتا ہے۔

⑦ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ.

۷۸٦ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے طلوع آفتاب کے وقت پینے سے ذہن کھل جاتا ہے۔

⑧ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ عَلِيۡمٍ ○

جو قرآن پڑھ کر بھول گیا ہو وہ قرآن یاد ہونے تک ہر روز ایک ہزار مرتبہ پڑھتا رہے، اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھے۔

باب ⑧

تلاوت قرآن کے آداب

یہ باب چار فصول پر مشتمل ہے۔

ان عنوان کے ضمن میں مندرجۂ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں۔

فصل ①

ا۔ تلاوت کے آداب وطریقے۔

۲۔ تلاوت کے ظاہری آداب۔

فصل ②

۳۔ استاذ کا ادب۔

فصل ③

۴۔ سورۂ قیامہ وغیرہ سورتوں کے ختم پر کیا پڑھا جائے؟

۵۔ سجدۂ تلاوت کا بیان۔

٦۔ تلاوت قرآن کے چند احتیاطی مسائل۔

فصل ④

۷۔ قرآن کی بے ادبی کرنے والے کا عبرت ناک واقعہ۔

۸۔ باطنی آداب۔

فصل ①

تلاوت قرآن کے آداب وطریقے

ادب تین حرفوں کا مجموعہ ہے، مگر یہ ایسا جوہر ہے کہ انسان اس کی وجہ سے قرب خداوندی حاصل کر کے جنت تک پہنچ جاتا ہے۔ اردو میں فارسی کا یہ محاورہ ہر شخص سمجھتا ہے۔ ''بے ادب بے نصیب، باادب بانصیب۔''

اسی کو مندرجۂ ذیل شعر میں یوں ادا کیا گیا ہے ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

''ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں، اس لیے کہ بے ادب اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔''

غرض یہ کہ باادب آدمی قرب کا بڑے سے بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے ؎

ادب تاجیست از لطفِ الٰہی
بنہ برسر برو ہرجا کہ خواہی

''ادب فضل الٰہی کا زبردست تاج ہے، اس کو پہن کر جہاں چاہو چلے جاؤ۔''

گویا ادب دین کا اہم شعبہ ہے، اس لیے قرآن مجید پڑھنے والے کو یہ اعتقاد کر کے تلاوت کرنی چاہیے کہ یہ کلام -- اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ جب آدمی تلاوت کرے تو اس کے آداب کا لحاظ رکھے۔

علما نے لکھا ہے کہ قرآن کریم کے آداب دو قسم کے ہیں۔

① آداب ظاہری ② آداب باطنی۔

جو شخص ان آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے تلاوت کرے گا تو ان شاء اللہ یاد بھی جلدی ہوگا اور پڑھنے میں لطف بھی آئے گا۔ اگر آداب ظاہری کا لحاظ رکھا جائے تو اس

کا باطن پر بھی اثر ہوتا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''چوں کہ ظاہر کو باطن تک اثر پہنچانے میں بہت بڑا دخل ہے، اس لیے جب ظاہری صورت احترام کی پیدا کی جائے گی تو قلب میں بھی احترام پیدا ہوگا۔''

اس لیے ہم پہلے ظاہری آداب کا بیان کرتے ہیں۔

تلاوت قرآن کے ظاہری آداب:

تلاوت قرآن ایسی نعمت ہے کہ یہ صرف انسان ہی کو حاصل ہے اور فرشتے بھی انسان کی زبان سے قرآن سننے کے لیے زمین پر گھومتے رہتے ہیں۔ سوائے سیدنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماہ رمضان میں دور کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنے بڑے شرف سے نوازا ہے تو اس کو چاہیے کہ تلاوت کے وقت ان ظاہری آداب کا لحاظ رکھے جو باطن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً

① بلا طہارت اور بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگائے۔ یعنی جسم ظاہری اور ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو۔ جنبی اور ناپاک آدمی، ایسے ہی حیض ونفاس والی عورت کو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا (اور زبانی تلاوت کرنا) جائز نہیں۔ البتہ (وہ جو حالتِ جنابت یا حیض ونفاس میں نہ ہو، لیکن بے وضو ہو تو) اگر نماز کے علاوہ قرآن مجید حفظ پڑھے تو اس صورت میں بلا وضو بھی تلاوت کرسکتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوضو تلاوت فرمایا کرتے تھے، البتہ جنابت (ناپاکی) کی حالت میں تلاوت نہیں کیا کرتے تھے۔

② وضو کرتے وقت مسواک کرنا اور اچھا ہے۔

③ بدن پر لباس پاک صاف ہو۔ تلاوت سے پہلے خوش بو لگالے تو اور بھی اچھا ہے۔

④ قبلہ رو ہو کر تلاوت کرے۔ تلاوت کی جگہ پاک صاف اور اونچی ہو۔
⑤ تلاوت تعوذ، تسمیہ یعنی اَعُوْذُ الخ اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر شروع کرے۔
⑥ تلاوت کے وقت تکیہ لگا کر نہ بیٹھے، کیوں کہ یہ تکبر کی نشانی ہے۔
⑦ ٹھیر ٹھیر کر اور اطمینان سے تلاوت کرے۔
⑧ قرآن شریف کسی اونچی جگہ پر رکھ کر تلاوت کرے، جیسے رحل، تپائی (ڈیسک) وغیرہ۔
⑨ تلاوت کے وقت کسی سے بات نہ کرے۔ اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے تو قرآن بند کر کے بات کرے، بات سے فراغت کے بعد اَعُوْذُ پڑھ کر پھر تلاوت کرے۔
⑩ قرآن شریف کا ادب کرے۔ ادب یہ ہے کہ اس کی طرف نہ تو پاؤں کرے نہ پیٹھ۔
⑪ قرآن شریف پڑھنے والے کو اگر کوئی سلام کرے تو یا تو قرآن بند کر کے جواب دے یا ہاتھ کے اشارے سے دیدے۔ اگر جواب بھی نہ دے تو کوئی گناہ نہ ہوگا۔ (اس لیے کہ جو قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہو اس کو سلام نہیں کرنا چاہیے، یہ سلام بے موقع ہے، اس لیے جواب دینا واجب نہیں ہے)۔

تلاوت قرآن کے باطنی آداب:

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”جس طرح قرآن کو ہاتھ لگانے کے لیے طہارت اور وضو کی ضرورت ہے اسی طرح اس کے معنی دل میں بٹھانے کے لیے قلب کی طہارت اور تمام اخلاق رذیلہ سے پاکی لازم ہے۔“

اس لیے قرآن کریم کی تلاوت کے وقت جیسے ظاہری آداب کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے اسی طرح باطنی آداب کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ باطنی آداب میں سے چند یہ ہیں:

① تلاوت سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، نام ونمود اور دکھلاوا مقصود نہ ہو۔
② اگر آواز سے پڑھنے میں ریا کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے۔
③ تلاوت کے وقت حق تعالیٰ کی ارفع واعلا ذات کی عظمت وجلال کا خیال رکھے۔
④ تلاوت کے وقت دل کو وساوس اور خطرات کے پاک رکھنے کی کوشش کرے۔
⑤ تلاوت اطمینان سے ٹھیر ٹھیر کر کرے۔ بہتر اور افضل بات تو یہی کہ قواعد تجوید کا لحاظ رکھ کر پڑھے، لیکن قواعد تجوید سے واقفیت چوں کہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں اس لیے کم از کم اتنا تو ضرور کرے کہ آہستہ اور رُک رُک کر پڑھے۔
⑥ خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کرے، کیوں کہ حدیث میں ہے جو شخص خوش الحانی کے ساتھ نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ مگر جس کی آواز ہی اچھی نہ ہو تو اس کے لیے قدرتی مجبوری ہے۔
⑦ ہر سورت شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھے، مگر دسویں پارے کی سورۂ برات پر نہ پڑھے۔ اگر کوئی منزل اس سورت سے شروع کرے تو اعوذ باللہ پڑھ کر شروع کر دے۔
⑧ تلاوت میں سورتوں کی ترتیب کا لحاظ رکھے یعنی ترتیب وار پڑھے۔
⑨ جس قسم اور جس مضمون کی آیت ہو اسی کے مناسب اپنی حالت بنانے کی کوشش کرے یعنی اگر آیت رحمت ہو تو دل میں سرور پیدا کرنے کی کوشش کرے اور آیت عذاب ہو تو دل میں ڈر اور خوف پیدا کرنے کی کوشش کرے [1]۔
⑩ تلاوت کے وقت رونے کی کوشش کرے، اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنا لے۔

حضرت امام غزالیؒ نے ایک روایت احیاء العلوم میں بیان کی ہے کہ جناب

---

[1] **نماز اور غیر نماز میں رونے کا مسئلہ:** یہ صورت غیر نماز کی تلاوت یا نفل نماز تہجد وغیرہ میں روا ہے۔ فرض نماز میں رونے کے دوران اگر تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کی مقدار میں خاموش ہو جائے یا آیت کو بار بار دہرائے تو احناف کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شریفی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن پاک کی تلاوت کرو اور گریہ و بکا کرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت ہی بنالو۔

حضرت عکرمہؓ جب قرآن مجید پڑھنے کے لیے کھولتے تو ھٰذَا کَلَامُ رَبِّیْ، ھٰذَا کَلَامُ رَبِّیْ کہتے کہتے بے ہوش ہو کر گر جاتے۔

(۱۱) تلاوت کے وقت قرآن کے معانی و مطالب پر غور کرے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اگر علم چاہتے ہو تو قرآن کریم کے معانی میں غور و فکر کرو، کیوں کہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ساری رات اس آیت کی تلاوت اور فکر میں گذار دی:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (سورۂ انعام:۱۱۸)

"یا اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو تو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔"

حضرت سعید ابن جبیرؓ ساری رات:

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ (سورۂ یٰسین:۵۹)

پڑھتے رہتے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اے مجرمو! آج قیامت کے دن تم فرماں برداروں سے الگ ہو جاؤ۔"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض سورتوں کے ختم پر کچھ دعائیہ الفاظ منقول ہیں، اس لیے یہ بھی آداب میں سے ہے کہ جب وہ سورتیں پڑھے یا سنے تو وہ دعائیہ الفاظ کہہ لے۔

سورۂ قیامہ وغیرہ سورتوں کے ختم پر کیا پڑھنا چاہیے؟

قرآن کریم کے بعض سورتوں کے ختم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض دعائیہ

کلمات منقول ہیں، جن کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ جو شخص فرض نماز کے علاوہ یہ سورتیں تلاوت کرے تو اس کو یہ الفاظ پڑھ لینا مستحب ہے۔

① حضرت معاذ ابن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ بقرہ کے ختم پر آمین کہا کرتے تھے۔

② تَبَارَكَ الَّذِیْ (سورۂ ملک) کی پہلی سورت سورۂ ملک کے ختم پر اَللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ O پڑھا کرتے تھے۔

③ سورۂ قیامہ کے ختم اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی پر بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ O پڑھا کرتے تھے۔

④ سورۂ مرسلات کے ختم فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ O پر اٰمَنَّا بِاللّٰهِ پڑھتے تھے۔

⑤ سورۂ رحمٰن کی فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ O پر فرماتے وَلَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُكَ فَلَكَ الْحَمْدُ.

⑥ سورۂ اعلیٰ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھتے۔

⑦ سورۂ تین اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ O پڑھتے تو آخیر میں بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ کہتے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

مگر یہ دعا کے الفاظ پڑھنا اس وقت سنت ہے، جب فرض یا واجب یا سنت موکدہ نماز یعنی تراویح یا جمعہ وعیدین میں قرآن نہ پڑھا جارہا ہو۔ (ردالمختار)

مطلب یہ ہے نماز سے باہر اگر یہ سورتیں پڑھے یا سنے تو یہ دعا کے الفاظ پڑھ سکتا ہے، نماز میں جواب نہ دینا چاہیے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان:

قرآن مجید میں چودہ مقام ایسے ہیں جن کے پڑھنے یا کسی کو پڑھتے ہوئے سننے سے سجدۂ تلاوت کرنا ضروری اور واجب ہو جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان کونے میں بیٹھ کر روتا ہے اور کہتا ہے، افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا تھا اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے، مجھ کو سجدے کا حکم ہوا تو میں نے نہ مانا میرے لیے جہنم ہے۔ (مسلم)

فہرست آیات سجود ترتیب وار:

قرآن مجید کی چودہ آیات سجدہ سلسلہ وار درج ہیں۔

نمبر	ابتدا آیات سجود	ختم آیات	پارہ	رکوع
۱	اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ	وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ O	۹	۱۴
۲	وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ	بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ O	۱۳	۸
۳	وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَافِی السَّمٰوٰتِ	مَایُؤْمَرُوْنَ O	۱۴	۱۲
۴	قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْلَا تُؤْمِنُوْا ط	وَیَزِیْدُ هُمْ خُشُوْعًا O	۱۵	۱۲
۵	اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ	سُجَّدًا وَّبُكِیًّا	۱۶	۷
۶	اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ	اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَایَشَآءُ O	۱۷	۹
۷	وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا	وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا O	۱۹	۳
۸	اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ	هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ O	۱۹	۲۱
۹	اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ	وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ O	۲۱	۱۵
۱۰	فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ	وَحُسْنَ مَاٰبٍ O	۲۳	۱۱
۱۱	فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا	وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ O	۲۴	۱۹
۱۲	فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ	وَاعْبُدُوْا O	۲۷	۷
۱۳	وَاِذَا قُرِئَ عَلَیْهِمُ الْقُرْاٰنُ	لَا یَسْجُدُوْنَ O (سورۂ انشقاق)	۳۰	
۱۴	كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ	وَاقْتَرِبْ O (سورۂ علق)	۳۰	

سجدہ تلاوت کے چند ضروری مسائل:

① سارے قرآن شریف میں چودہ سجدے ہیں، جن کی تفصیل ابھی ہم بیان کر چکے ہیں۔ قرآن شریف میں سجدے کی ان آیتوں پر باریک لفظوں میں ''السجدۃ'' لکھا ہوا ہوتا ہے۔ جو شخص یہ آیت پڑھے یا سنے، چاہے سننے کا ارادہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں سجدہ واجب ہے اس کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

② جو باتیں نماز کے لیے شرط ہیں وہ سجدۂ تلاوت میں بھی شرط ہیں، یعنی باوضو ہونا، سجدے کی جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا، قبلہ رخ ہو کر سجدہ کرنا۔

③ جن چیزوں سے نماز فاسد ہوتی ہے ان چیزوں سے سجدۂ تلاوت بھی فاسد ہو جاتا ہے۔

④ سجدہ کرنے کی بہتر صورت یہ ہے پہلے سیدھا کھڑا ہو، اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدے میں چلا جائے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھائے۔ سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا بیٹھ جائے۔ بس سجدہ ہو گیا۔ تشہد وغیرہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

اگر بیٹھے بیٹھے بھی سجدہ کرے گا تو ادا ہو جائے گا۔

⑤ کسی نے بلا وضو حفظ سجدے کی آیت پڑھی تو اس وقت سجدہ نہ کرے، جب وضو ہو تب کرلے۔

⑥ کسی کے ذمے بہت سے سجدے واجب ہیں تو ان کو ادا کرے، جب تک ادا نہیں کرے گا گناہ گار ہوتا رہے گا۔

⑦ حیض و نفاس کی حالت میں کسی عورت نے سجدے کی آیت سنی تو اس پر سجدہ واجب نہیں اور اگر ایسی حالت میں سنی جب حیض یا نفاس کا خون آنا بند ہو گیا تھا اور غسل کر کے پاک ہونا باقی تھا تو غسل کرنے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

⑧ ایسی بیماری کی حالت میں کسی نے سجدے کی آیت سنی یا پڑھی کہ سجدہ نہیں کر سکتا تو جس طرح نماز کا سجدہ کرتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی کر لے۔

⑨ کسی نے خارج نماز امام سے سجدے کی آیت سنی، اس کے بعد امام کے سجدۂ تلاوت کر لینے کے بعد اسی رکعت میں شریک جماعت ہو گیا تو جو سجدہ خارج نماز سنا تھا اس کے ادا کرنے کی ضرورت نہیں، اسی رکعت میں شریک ہو جانے سے وہ سجدہ بھی ادا سمجھا جائے گا۔

⑩ کسی نے خارج نماز امام سے آیت سجدہ سنی اور جس رکعت میں آیت پڑھی تھی اس میں شریک نہیں ہوا، بلکہ دوسری رکعت میں شریک ہوا تو نماز پوری کر لینے کے بعد سجدہ کرے۔

⑪ سجدے کی آیت کتابت یا ہجے کرنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

⑫ سجدۂ تلاوت کے وقت کوئی مجبوری ایسی ہے کہ سجدہ نہیں کر سکتا تو اس وقت یہ کلمے پڑھ لے:

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ○

جب مجبوری ختم ہو جائے تو اس وقت سجدہ کر لے۔

⑬ آیت سجدہ اگر فرض نماز میں پڑھی جائے تو سجدۂ تلاوت میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنا بہتر ہے اور نوافل میں یا خارج نماز پڑھی جائے تو اس وقت چاہے سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھے یا سُبْحَانَ اللّٰهِ یا نمبر ۱۲ والی دعا بھی پڑھ سکتا ہے۔

ان کے علاوہ سجدۂ تلاوت کے اور بہت سے مسایل ہیں، ہم ان ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

فائدہ: علما نے لکھا ہے اگر کوئی شخص ایک ہی مجلس میں سجدے کی چودہ آیتیں ایک دفعہ پڑھ کر اپنی کسی مشکل کے دفعہ کے لیے خدا سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے۔

جب یہ چودہ آیتیں پڑھے تو چودہ سجدے ادا کرنا بھی واجب ہے۔

تلاوت قرآن کے وقت چند احتیاطی مسائل:

① تلاوت کرتے وقت اگر اذان ہو جائے تو افضل اور بہتر یہ ہے تلاوت روک کر اذان سنے اور اذان کا جواب دے۔

② بازار اور ناپاک مقامات میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔

③ جس جگہ لوگ کام کاج میں مشغول ہوں اس جگہ قرآن مجید بلند آواز سے نہ پڑھے۔ (نیز مسجد میں جب نمازی اپنی نمازیں ادا کر رہے ہوں تو قرآن کریم پڑھنے والا آہستہ تلاوت کرے)۔

④ قرآن پڑھتے ہوئے شخص کو سلام نہ کرنا چاہیے۔

⑤ لیٹے لیٹے قرآن پڑھ سکتا ہے، لیکن ادب کی بات یہ ہے کہ پڑھتے وقت ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے، جیسے نماز میں ہاتھ باندھتے ہیں۔

⑥ بلا وضو قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں، البتہ بغیر ہاتھ لگائے پڑھ سکتا ہے، لیکن ناپاک آدمی اور حیض و نفاس والی عورت کو نہ تلاوت جائز ہے نہ ہاتھ لگانا۔

⑦ بغیر وضو زبانی قرآن پڑھنا جائز ہے۔

⑧ سواری پر چلتے ہوئے یا راستے میں پیدل چلتے چلتے قرآن کی تلاوت زبانی جائز ہے، مگر اس کا خیال رہے کہ راستے میں نجاست نہ ہو۔

⑨ بعضے سائل قرآن پاک پڑھ پڑھ کر بھیک مانگتے ہیں، ایسے لوگوں کو بھیک دینا مکروہ ہے۔

⑩ جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں قرآن کی تلاوت ناجائز ہے۔

فصل ②

استاذ کا ادب

تعلیم حاصل کرنے کے شایق کو دو باتوں کا اہتمام بہت ضروری ہے، کیوں کہ تجربے سے یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ علم دین کے حصول اور حاصل کر لینے کے بعد اس کے باقی رکھنے میں دو باتیں زیادہ رکاوٹ بنتی ہیں۔ خاص طور پر قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے والے حضرات کو تو ان دونوں روحانی بیماریوں سے بچنا بے حد ضروری ہے۔ جن لوگوں میں یہ بیماریاں پائی گئیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ پڑھا پڑھایا بھول گئے، وہ دونوں بیماریاں یہ ہیں۔

① انسان کا گناہ اور فسق و فجور کی باتوں میں منہمک رہنا۔

② اساتذہ کا ادب نہ کرنا۔

چناں چہ آپ بڑے بڑے علما صلحا اور بزرگان دین کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ ان کو یہ مقام اساتذہ کے ادب و احترام اور ان کی خدمت سے حاصل ہوا۔

پہلے نمبر کی تشریح کے سلسلے میں حضرت امام شافعیؒ کے واقعے پر نظر ڈال لینا ہمارے اس قول کے ثبوت کے لیے کافی ہوگا۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے استاذ سے پڑھ کر بھول جانے اور نسیان کی شکایت کی۔ حدیث شریف میں بھی حافظے کی خرابی کا سبب گناہوں کو بتلایا گیا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کی شکایت اور ان کے استاذ حضرت وکیعؒ کا جواب ملاحظہ فرمائیے:

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْٓءَ حِفْظِيْ
فَاَوْصَانِيْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ

"میں نے وکیعؒ سے حافظے کی خرابی کی شکایت کی، تو انہوں نے مجھے

گناہوں سے بچنے کی وصیت کی۔"

دلیل اس کی یہ ہے:

فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ
وَنُوْرُ اللّٰہِ لَا یُعْطٰی لِعَاصِیْ

"کیوں کہ علم دین اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گناہ گاروں کو عطا نہیں ہوتا۔"

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حافظے کی کم زوری میں گناہ کو بڑا دخل ہے، اس لیے اس سے بچنا بے حد ضروری ہے۔

اس کے بعد دوسرے نمبر کی وضاحت کے لیے درج ذیل واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت امام شمس الائمہ حلوانیؒ کا واقعہ ہے کہ وہ اپنے کسی کام سے ایک گاؤں تشریف لے گئے۔ وہاں ان کے بہت سے شاگرد رہتے تھے، استاذ کی آمد کا سن کر سب استقبال کے لیے آئے، مگر حضرت قاضی ابوبکرؒ (جو ان کے شاگرد تھے) عذر کی وجہ سے نہ آئے۔ استاذ نے دوسرے شاگردوں سے ان کے نہ آنے کی وجہ پوچھی تو بتلایا ان کی والدہ سخت معذور اور ضعیفہ ہیں، ان کی غیر حاضری سے ان کو بہت تکلیف ہوتی ہے اس لیے نہیں آئے۔ یہ سن کر استاذ نے فرمایا ان کے رزق میں تو برکت ہوگی مگر ان کے علم سے لوگوں کو فائدہ نہ پہنچے گا۔

اس واقعے کے ضمن میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

اس واقعے میں حضرت قاضی ابوبکرؒ نے ایک بات میں تو شریعت پر عمل کیا، کیوں کہ ماں کی خدمت واجب تھی۔ مگر تھوڑا سا وقت نکال کر اگر آجاتے تو یہ ممکن تھا۔ اس لیے اس صورت میں انہوں نے ایک کوتاہی کی اور ایک عبادت۔ ماں کی خدمت سے تو ان کی عمر بڑھے گی ہی اور استاذ کی بے ادبی کرنے سے کسی کو ان کے علم سے نفع نہ ہوا۔ یہ شاگرد بڑے عالم تھے، ان دونوں عملوں کا اثر یہ ہوا کہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی، مگر ایسے موانع پیش آئے کہ تمام عمر ایسے دیہات میں قیام رہا کہ ان کے علم سے کسی کو فایدہ نہ ہوا۔ حال آں کہ یہ بہت بڑی بے ادبی نہ تھی، مگر استاذ کو ان کا ملنے نہ

آنا ناگوار ہوا تھا، اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کا علم نہ پھیلا۔ (حق من النیران)

مختصر یہ کہ استاذ کا پورا پورا ادب اور احترام کرنا چاہیے۔ مثلاً:

① استاذ کے سامنے ادب سے بیٹھے، جس سے تواضع اور انکساری کا اظہار ہو۔

② استاذ سے ذرا فاصلے پر بیٹھے، بالکل مل کر نہ بیٹھے۔

③ بات کرتے وقت چیخ کر نہ بولے، استاذ کی بات کا ادب سے جواب دے، آواز کو پست رکھے۔

④ استاذ کی زندگی میں اس کی تن درستی، صحت، سلامتیٔ ایمان کی دعا کرے۔

⑤ استاذ انتقال کر چکا ہو تو دعائے مغفرت میں یاد رکھے۔

⑥ استاذ کی اولاد ہو تو اس سے محبت سے پیش آئے۔ ان کے راحت و آرام کا خیال رکھے۔

⑦ ایک سعادت مند شاگرد کے لیے یہ ضروری ہے کہ استاذ کا مطیع اور فرماں بردار ہو۔ جیسے ایک مریض کسی ڈاکٹر یا طبیب کا مطیع ہوتا ہے کہ جس چیز کے استعمال سے وہ منع کرے اس سے رک جاتا ہے اور جس چیز کے استعمال کی اجازت دے اسے استعمال کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر علم دین حاصل کرنے والے کو اپنے بزرگوں اور اساتذہ کے ادب کی توفیق دے کہ یہی دین و دنیا کی کامیابی کا زینہ ہے۔

فصل ③

قرآن کریم کی بے ادبی کرنے کا
ایک عبرت ناک واقعہ

اگر چہ یہ ضروری اور لازمی نہیں کہ قرآن کریم کی جو بھی بے حرمتی اور توہین کرے دنیا میں ہی اس کو کیے کی قدرت کی طرف سے فوراً سزا مل جائے، پھر بھی کبھی کبھی عبرت اور سبق حاصل کرنے کے لیے قدرت ایسے لوگوں کا حشر دکھلا دیتی ہے۔

چناں چہ ابھی حال میں ایک عبرت ناک واقعہ اخبارات میں شایع ہوا تھا، ہم اس کو یہاں درج کرتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والا شخص عبرت ناک عذاب میں مبتلا رکر مرگیا۔ اس کی نعش میں کیڑے پڑ گئے اور گوشت جسم سے الگ ہوگیا۔

واقعات کے مطابق ملزم بشیر کمالیہ ضلع لایل پور (فیصل آباد) کا رہنے والا تھا، اس نے میلسی (تحصیل ملتان) میں کلام پاک کو نذر آتش کرنے کی ناپاک جسارت کی تھی، جس سے کلام پاک کو نقصان پہنچا۔ چناں چہ میلسی کے عوام مشتعل ہوگئے اور اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کردیا، اسے ڈسٹرکٹ جیل بھیج دیا جہاں اس شخص کا جسم گلنا شروع ہوگیا اور آنکھوں کی بینائی بھی ضایع ہوگئی۔ جس پر ڈسٹرکٹ جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے اسے نشتر ہسپتال بھیج دیا، جہاں ڈاکٹروں نے اس کی بیماری کو دیکھ کر داخل نہ کیا۔ بالآخر اسے جیل کے ہسپتال لایا گیا جہاں اس نے انتہائی خوف ناک چیخیں مار مار کر دم توڑ دیا۔

(روز نامہ ”نوائے وقت“ لاہور: ۱۴/ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ مطابق نومبر ۱۹۷۶ء)

چوں کہ یہ واقعہ ظاہری ادب کے مناسب تھا، ہم نے اس کو اس لیے یہاں درج کردیا کہ لوگ اس کو پڑھ کر سبق حاصل کریں۔

باب ⑨

مختلف ترغیبی مضامین

یہ باب چار فصول پر مشتمل ہے۔

اس عنوان کے ضمن میں مندرجۂ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں:

فصل ①

زمانۂ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں دینی تعلیم کا مرکز ''صفہ''۔

فصل ②

صحابۂ کرامؓ کے قرآن شریف سے شغف کے چند واقعات۔

فصل ③

علما اور بزرگان دین کے قرآن کریم سے شغف کے واقعات۔

عمر ابن العزیزؒ کا قرآن سے شغف۔

فصل ④

ایک خدارسیدہ خاتون کا چالیس سال قرآنی آیات میں گفتگو کرنا۔

فصل ①

زمانۂ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں
دینی تعلیم کا مرکز اور اس کے معلّمین

پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں تمام علمی، عملی، تبلیغی، سیاسی جدو جہد کا مرکز مدینۂ منورہ اور آپ کی مسجد تھی، جہاں چار بڑے معلم (استاذ) اور ایک خوش نویس (کاتب) پانچ حضرات تعلیمی خدمات پر مقرر تھے، جن کی سرپرستی اور نگرانی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

ان معلّمین کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ

② حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ

③ حضرت ابی ابن کعبؓ

④ حضرت معاذ ابن جبلؓ

⑤ معلم کتابت حضرت عبداللہ ابن سعید بن العاصؓ

آپ کی اسی مبارک مسجد میں ہی دنیا کا سب سے پہلا دینی مدرسہ بھی قایم تھا۔

مسجد نبوی میں دنیا کا سب سے پہلا دینی مدرسہ ''صُفّہ'':

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس مسجد میں ایک چبوترہ ہے، جس کے تین طرف پیتل کی جالیوں کا خوب صورت جنگلہ لگا ہوا ہے، اس جگہ کو ''صُفّہ'' کہتے ہیں۔ عربی میں ''صُفّہ'' کے معنی چبوترے کے ہیں۔

یہاں علم دین کی تعلیم حاصل کرنے والے صحابۂ کرامؓ کا ہجوم رہتا تھا۔ اب بھی زایرین کا قرآن کریم کی تلاوت کے لیے یہاں ہجوم رہتا ہے اور اس چبوترے پر بیٹھ

کر بڑا سکون حاصل ہوتا ہے۔

اصحابِ صفہ کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ان کی تعداد ایک سو ایک لکھی ہے اور ان حضرات کے نام بھی لکھے ہیں۔ کبھی گھٹ کر ستر بھی ہو جاتی تھی اور کبھی بڑھتے بڑھتے چار سو بھی ہو جاتی تھی۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد دنیا میں یہاں سب سے پہلا دینی مدرسہ قایم ہوا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب مکّہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینۂ منورہ تشریف لائے تو آپ نے سب سے پہلے اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لیے مسجد نبوی تعمیر فرمائی۔ اسی کے ساتھ مسجد کے ایک حصے میں ایک چبوترہ بنایا جس میں دینی تعلیم کا سب سے پہلا مدرسہ قایم فرمایا، اس میں تعلیم پانے والے حضرات کو ''اصحابِ صفہ'' کہتے ہیں۔

اس کی نگرانی کے لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر انتخاب حضرت عبادہ ابن صامتؓ پر پڑی، گویا اس مدرسے کے ناظم اعلا مقرر ہوئے۔ حضرت عبادہؓ کو تعلیم کا خاص ذوق تھا، قرأت و تجوید ان کا خاص فن تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک اور حیات طیبہ میں انہوں نے پورا قرآن حفظ کر لیا تھا۔ اصحابِ صفہ کی عسرت و تنگی کا حال حضرت ابو ہریرہؓ کی زبانی پڑھیے۔ فرماتے ہیں:

> ''میں نے ستر اصحابِ صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی۔ فقط تہبند تھا یا صرف کمبل جس کو یہ لوگ اپنی گردن میں باندھ لیتے تھے۔ کمبل بھی اتنا چھوٹا کہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا، کسی کے ٹخنوں تک۔ نماز میں ستر کھلنے کا خطرہ رہتا تو کمبل کو ہاتھ سے پکڑے رہتے۔''
>
> (سیرت مبارکہ: ص ۴۴۱)

ان اصحابِ صفہ کا سارا سرمایہ توکل بر خدا تھا، سوال کی ممانعت، تعلیم، روحانی تربیت اور رضا کارانہ خدمات ان کے فرایض و مشاغل ہوتے تھے۔ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ لکھتے ہیں:

''حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانے پینے کی چیز کہیں سے صدقے میں آجاتیں تو آپ خود تناول نہیں فرماتے تھے بلکہ ان اصحاب میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ کیوں کہ صدقہ آپ کے لیے حرام تھا۔ ان حالات سے دوچار ہونے کے باوجود یہ حضرات فاقے سے گھبراتے نہیں تھے، کیوں کہ خود آقائے نام دار صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے لیل ونہار ان کے سامنے تھے کہ آپ پر کئی کئی وقت فاقوں میں گذر جاتے تھے۔'' (سیرۃ مبارکہ: ص ۴۴۱)

کوشش بسیار کے باوجود کتاب مختصر ہونے کے بجائے طویل ہوتی جارہی ہے، قلم روکنے کے باوجود نہیں رکتا، دل چاہتا ہے ابھی اور لکھتا رہوں، مگر بادل ناخواستہ کتاب کو مختصر کررہا ہوں۔

اب کچھ ایسے واقعات بیان کرکے جن سے قرآن کی عظمت دل میں زیادہ ہو اور پڑھنے کا شوق زیادہ بڑھے — کتاب کو ختم کردوں گا۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ.

جمع قرآن کے تین دور کے ضمن میں تفصیل سے بتلایا جاچکا ہے کہ صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ کو قرآن کریم سے کتنا شغف اور لگاؤ تھا، پھر بھی چند واقعات اور پیش کیے جاتے ہیں۔

فصل ④

صحابۂ کرامؓ کے قرآن سے شغف کے چند واقعات

صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ کے ذوق وشوق اور قرآن سے عشق کا اندازہ تو صرف اتنی سی بات سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت تمیم داریؓ، حضرت سعید ابن جبیرؓ، حضرت امام ابوحنیفہؒ ان چار حضرات نے خانۂ کعبہ میں ایک رات میں پورا قرآن مجید ختم کیا ہے۔ (مقدمہ انوار الباری شرح بخاری: ج ۱، ص ۵۶)

حضرت زید ابن ثابتؓ کا قرآن سے شغف:

حضرت زید ابن ثابتؓ مشہور کاتب وحی ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جمع قرآن کی اہم ذمے داری اور خدمت آپ کے سپرد کی تھی۔ یہ گیارہ سال کی عمر میں مدینۂ منورہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

چناں چہ مسلمان ہوتے ہی قرآن شریف یاد کرنا شروع کر دیا اور جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینۂ منورہ تشریف لائے ہیں تو یہ سترہ سورتیں حفظ کر چکے تھے۔ یہ شوق ہی کی بات ہے کہ بغیر کسی لالچ وحرص اور دباؤ کے خود اپنی مرضی سے اتنی سورتیں یاد کر لیں، جب کہ ہم اپنے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ قرآن پڑھ پڑھ کر بھلا دیتے ہیں۔

حضرت عمرو ابن سلمہؓ کا اسلام لانے سے پہلے قرآن یاد کرنے کا شوق:

حضرت عمرو ابن سلمہؓ صحابی فرماتے ہیں:

''میں چھ سات سال کا تھا، میرے والدین اور قبیلے کے لوگ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے، ہمارا گاؤں مدینہ کے راستے میں پڑتا تھا، میں روز راستے میں (جہاں سے لوگوں کا گذر ہوتا) آکر بیٹھ جاتا تھا اور مدینۂ طیبہ سے

آنے والے لوگوں سے پوچھ پوچھ کر قرآن یاد کیا کرتا تھا۔ کچھ دن بعد جب میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے اور میں بھی مسلمان ہوا تو وہ لوگ مجھ ہی کو نماز میں امام بناتے تھے، کیوں کہ میں نے (اسلام لانے سے پہلے ہی) راستے پر گذرنے والوں سے قرآن مجید کا بہت سا حصہ یاد کرلیا تھا اور مجھ سے زیادہ کسی کو یاد نہ تھا۔"

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو قرآن سے اُنس ومحبت:

آپ سیدنا حضرت عمرؓ کے نام ور فرزند ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے ایمان لانے کے وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے، اس لیے آپ کی نگاہوں سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات پوشیدہ نہ تھی۔ قرآن کریم میں تدبر وتفکر، اس کی تلاوت سے آپ کو خاص انس اور تعلق تھا، جس کا اندازہ صرف اسی ایک بات سے کیا جاسکتا ہے کہ

"سورۂ بقرہ میں آپ نے چودہ سال صرف کیے۔"

(سیر الصحابہؓ: ج۳، ص۱۸)

یہ تعلق آپ کو کیسے پیدا ہوا؟ اس کی وجہ آپ خود بتلاتے ہیں:

كَانَ بَيْتِي الْمَسْجِدَ قَبْلَ اَنْ اُنْكِحَ.

"نکاح سے پہلے مسجد (نبوی) ہی میرا مکان تھا۔"

یعنی مسجد میں سارا وقت گذارنے کا مطلب ہوا خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری۔ جب ہر وقت حاضری ہو تو قرآن سے تعلق پیدا ہونا لازمی بات ہے۔ چناں چہ قرآن سے تعلق اور لگاؤ کو آپ کے شاگرد خاص حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ

"حضرت ابن عمرؓ ساری رات نماز پڑھتے رہتے۔ پڑھتے پڑھتے دریافت فرماتے، نافع! کیا صبح ہوگئی؟ اگر وہ کہہ دیتے ابھی صبح نہیں ہوئی تو پھر نماز

پڑھنے میں مشغول ہو جاتے۔" (الاصابہ)

حضرت سالمؒ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا.

"ابن عمرؓ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔"

اور یہ نتیجہ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت فرمانے کا۔ آپ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَهٗ.

"اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح مت ہو جانا، وہ پہلے رات کو تہجد پڑھتا تھا پھر چھوڑ دی۔"

چناں چہ شب بیداری آپ کی زندگی کا جزولاینفک بن گئی تھی۔ آپ کا رات بھر کا معمول تھا کہ نوافل پڑھتے رہتے، نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو تھوڑی دیر بستر پر کمر سیدھی کر لیتے، اس کے بعد وضو کر کے پھر نماز میں مشغول ہو جاتے، رات بھر میں چار پانچ مرتبہ آپ اسی طرح کرتے۔ (الاصابہ)

کسی نے حضرت نافعؒ سے دریافت کیا، حضرت ابن عمرؓ گھر میں کیا کرتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ

اَلْوُضُوْءُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ وَالْمُصْحَفُ فِيْمَا بَيْنَهُمَا.

"ہر نماز کے لیے وضو اور درمیان میں تلاوت قرآن۔"

قارئین! اس سے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا قرآن سے تعلق کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

حضرت عمار ابن یاسر اور حضرت عبادہ ابن بشرؓ کا قرآن سے انس و محبت کا واقعہ:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوے سے واپس تشریف لاتے وقت رات کو ایک جگہ قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا آج کی شب میں چوکی داری کون کرے۔

گا؟ تو ان دونوں حضرات نے اپنی خدمات پیش کیں۔ آپ نے ایک پہاڑی...... جہاں سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا امکان تھا، بتلا دی اور فرمایا تم دونوں رات کو یہاں قیام کرو اور دشمن کا خیال رکھنا۔

چناں چہ ان دونوں حضرات نے آپس میں یہ طے کیا کہ آدھی رات ایک سوتا رہے دوسرا جاگ کر پہرہ دیتا رہے۔ آدھی رات کے بعد سونے والا بیدار ہو جائے اور جاگنے والا سو جائے۔ چناں چہ فیصلے کے مطابق ایک سو گیا دوسرا جاگتا رہا۔ جاگنے والے نے نماز کی نیت باندھ لی، دشمن کا ایک آدمی آیا اور اس نے کھڑے ہوئے صحابی کے ایک تیر مارا، اس کے بعد دوسرا تیر مارا، پھر تیسرا مارا، یہ نماز میں مشغول تیر کھاتے رہے اور نماز کی حالت میں تیر نکال نکال کر پھینکتے رہے۔ اس کے بعد اطمینان سے رکوع کیا، سجدہ کیا، نماز پوری کر کے ساتھی کو جگایا۔ ساتھی نے اٹھ کر دیکھا تو تین جگہ سے خون بہہ رہا تھا۔ یہ حالت دیکھ انہوں نے کہا تم نے مجھے جگا کیوں نہ لیا؟ زخمی ساتھی نے جواب دیا میں نے نماز میں سورۂ کہف شروع کر رکھی تھی، میرا دل نہ چاہا کہ اس کو ختم کرنے سے پہلے رکوع کر دوں۔ اب بھی میں نے تمہیں اس اندیشے کی وجہ سے جگایا کہ کبھی تیر برستے برستے میری موت آجائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خدمت سپرد کر رکھی ہے اس میں کوتاہی ہو جائے، اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں مرجاتا مگر سورت ختم کیے بغیر سلام نہ پھیرتا۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس مرتبے کو پہنچ گئے تھے کہ ان کی برابری تو کیا ان کے پاؤں کی خاک کی برابری کا دعویٰ تمام اولیائے امت مل کر بھی نہیں کر سکتے ؎

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
جو نہ تھے خود راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

فصل ④

بزرگانِ دین کا شغفِ قرآن

حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ کو قرآن سے شغف اور آپ کی خدمت:

آپ بنی امیہ کے مشہور خلیفہ اور تابعی ہیں۔ آپ کا زمانۂ خلافت خلفائے راشدینؓ کے دور کی طرح مثالی گذرا ہے، اسی لیے آپ کو عمر ثانی کہا جاتا ہے۔ آپ کے زمانۂ خلافت میں قرآن کی اتنی اشاعت ہوئی کہ رعایا میں ہر وقت قرآن کا چرچا نظر آتا تھا۔ جب کسی جگہ دو مسلمان ملتے تو ایک دوسرے سے پہلا سوال یہ ہوتا تھا کہ تم نے کتنا قرآن حفظ کرلیا ہے؟ کب تک ختم کرلو گے؟ میں تو اتنے پارے حفظ کر چکا ہوں۔

آپ کے زمانے کے حالات پڑھ کر عہد صحابہؓ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اسی لیے آپ کے عہد کو خلافت راشدہ کا تتمہ کہا جاتا ہے۔ خود حضرت عمر ابن العزیزؒ بھی صحابۂ کرامؓ جیسی زندگی گذارتے تھے۔ جس کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ. (بخاری ومسلم)

”زمانوں میں بہتر زمانہ میرا ہے، پھر میرے بعد کا زمانہ، پھر اس کے بعد والا زمانہ۔“

خیر القرون پر ایک ضروری فائدہ:

اس حدیث پاک میں خیر القرون سے مراد قرون ثلاثہ ہیں، جس کی تفصیل علما نے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

قرن اوّل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ۱۱۰ھ تک جو زمانہ رسالت اور عہد صحابہؓ کہلاتا ہے، اس کو قرن اول کہا جاتا ہے۔

قرن ثانی: ۱۱۱ھ سے ۱۷۰ھ تک کو قرن ثانی کہتے ہیں۔ یہ تابعین کا زمانہ ہے۔ تابعی اس مسلمان کو کہتے ہیں جس نے حالت اسلام میں کسی صحابیؓ کو دیکھا ہو یا اس سے ملاقات ہوئی ہو اور اسی میں اس کا انتقال ہوا ہو (یعنی حالت ایمان میں)۔

قرن ثالث: ۱۷۱ھ سے ۲۲۰ھ تک قرن ثالث کہلاتا ہے۔ یہ تبع تابعین کا زمانہ ہے۔ تبع تابعی اس مسلمان کو کہتے ہیں جس نے حالت اسلام میں کسی تابعی کی زیارت کی ہو یا ملاقات کی ہو اور اسی میں اس کا انتقال ہوا ہو۔

امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ کا قرآن سے شغف:

حضرت امام اعظمؒ کے متعلق صاحب انوارالباری حضرت مولانا احمد رضا بجنوریؒ مختلف علما کے اقوال درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

① حضرت امام ابوحنیفہؒ رات کو سوتے نہیں تھے۔ (بہ روایت حضرت یحیٰ ابن ایوب الزاہدؒ)

② حضرت امام ابوحنیفہؒ شب کی نماز (تہجد) میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے اور جس جگہ آپ کی وفات ہوئی ہے وہاں امام صاحب نے سات ہزار قرآن ختم کیے تھے۔

③ حضرت مسعر ابن کدامؒ کا بیان ہے کہ ایک رات میں مسجد میں گیا تو کسی کے قرآن پڑھنے کی دل کش آواز سنی جو دل میں اتر گئی، وہ پڑھتے ہی رہے یہاں تک کہ پورا قرآن مجید ایک رکعت میں ختم کر دیا۔ میں نے دیکھا تو وہ (حضرت امام) ابوحنیفہؒ تھے۔

④ حضرت خارجہ ابن مصعبؒ کا قول ہے کہ خانۂ کعبہ میں چار اماموں نے پورا قرآن پڑھا ہے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت تمیم داریؓ، حضرت سعید ابن جبیرؒ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ۔

ان حضرات کا تذکرہ پہلے بھی آچکا ہے، کہ ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہے۔

⑤ حضرت قاسم ابن معنؒ کا بیان ہے کہ ایک رات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نماز میں یہ آیت پڑھی بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ اور تمام رات اس کو دہراتے رہے اور شکستہ دلی سے روتے رہے۔ (مقدمہ انوار الباری، ج۱،ص۵۶)

ممکن ہے ان ہستیوں کے حالات پڑھ کر دل میں یہ خیال آئے کہ پہلے زمانے کی ہستیوں جیسے نہ ہمارے ایمان ہیں نہ قُویٰ، ہم لوگ تو اگر ایک قرآن بھی پڑھ لیں تو بڑی بات ہے۔

اس خیال اور وسوسے کے دفعیہ کے لیے ہم اس چودھویں صدی کے چند بزرگوں کے حالات درج کرتے ہیں۔ یہ واقعات شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی کتاب ''اکابر کا رمضان'' اور دیگر کتب سے ماخوذ ہیں۔

ماہ رمضان المبارک چوں کہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اس لیے سال کے گیارہ مہینوں سے زیادہ اس مہینے میں بزرگان دین اور عام مسلمانوں اور قاری وحفاظ کے قرآن شریف سے شوق اور محبت کا اندازہ زیادہ ہوتا ہے۔ جس کو خدا سے جتنا تعلق زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی اس کے کلام سے بھی تعلق کا اثر اس کی زندگی میں نمایاں ہوگا۔ اور ایک خاص بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے اوقات میں برکت بھی عطا فرماتا ہے، جس کا اندازہ ان واقعات کو پڑھ کر کیا جاسکتا ہے۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا عصر سے مغرب تک قرآن ختم کرنا:

ہندوستان میں ایک قصبہ مینڈھو ضلع علی گڑھ میں ہے، وہاں ایک بزرگ حضرت امیر شاہ صاحبؒ تھے، جو زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے لیکن بزرگوں کے صحبت یافتہ تھے۔ حافظہ ایسا قوی تھا کہ جس بزرگ سے جو بات سنی اس کو من وعن بیان کردیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے جو باتیں جس بزرگ سے سنیں ان کو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

کے حکم سے ایک صاحب نے سن سن کر ایک جگہ جمع کرلیا، پھر ان کو''امیر الروایات'' کے نام سے کتابی شکل میں جمع کر دیا۔ اس کتاب میں حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ مولوی عبدالحی صاحبؒ ایک بزرگ نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے اوقات میں بھی برکت عطا فرماتا ہے اور جو کام کئی روز میں نہیں ہوسکتا وہ اس کو چند گھنٹوں میں کر لیتے ہیں۔ چناں چہ بعض لوگ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا نام لے کر فرمایا کہ یہ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر لیتے ہیں۔ یہ سن کر لوگ شاہ صاحبؒ کو لپٹ گئے کہ ہم بھی اس کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ چناں چہ گومتی (دریا) کے پل پر لوگ جمع ہو گئے اور مولاناؒ نے ہزاروں آدمیوں کے سامنے عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر دیا۔'' (امیر الروایات: ص ۵۱،۵۲)

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا قرآن سے شغف:

حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت مولانا تھانویؒ سے فرمایا:

''تمہاری تعلیم کے لیے کہتا ہوں یہ فقیر (حاجی صاحب) عالم شباب میں اکثر راتوں کو نہیں سویا، خصوصاً رمضان المبارک میں بعد مغرب دو لڑکے نابالغ (نفلوں میں) حافظ یوسف ولد حافظ ضامن صاحبؒ و حافظ احمد حسین (میرا بھتیجا) سوا سوا پارہ عشاء تک سناتے تھے۔ بعد عشاء دو حافظ اور سناتے تھے۔ ان کے بعد ایک حافظ نصف شب تک (تراویح میں) اس کے بعد تہجد کی نماز میں دو حافظ۔ غرض کہ تمام رات اسی میں گذر جاتی تھی۔'' (امداد المشتاق)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کا شوق:

مولاناؒ نے ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۱ء کے سفر حجاز میں ماہ رمضان المبارک میں قرآن

پاک حفظ کیا تھا، ایک مرتبہ ایک رکعت میں ستائیس پارے پڑھے۔ اگر کوئی اقتدا کرتا تو اس کو منع فرمادیتے اور تمام شب تنہا پڑھتے رہتے۔ (سوانح قاسمی)

مولانا کا قرآن حفظ کرنے کا کسی کو پتہ نہ تھا، جب تراویح میں سنایا تو لوگوں کو معلوم ہوا۔ پاؤ پارہ روزانہ یاد کرنے کا اوسط تھا۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا معمول:

آپ کی عمر جب ستر سال سے بھی متجاوز ہوچکی تھی اس وقت بھی آپ کے مجاہدے کی یہ حالت تھی کہ دیکھنے والوں کو آپ پر ترس آتا تھا۔ کثرت عبادت کا یہ عالم تھا کہ دن بھر کا روزہ اور بعد مغرب چھ کی جگہ بیس رکعت صلوٰۃ الاوابین پڑھا کرتے تھے، جس میں تخمیناً دو پارے تلاوت فرماتے تھے۔

نماز اوابین سے فارغ ہوکر گھر کھانا کھانے تشریف لے جاتے، پھر عشاء کے لیے تشریف لاتے۔ اس دوران میں کئی پارے ختم کرلیتے تھے۔ پھر تراویح میں قرآن سناتے، اس کے بعد چند گھنٹے آرام فرما کر تہجد میں مصروف ہوجاتے اور سحری کھانے تک مصروف رہتے۔ ظہر کے بعد حجرہ بند کر کے عصر تک تلاوت میں مصروف رہتے۔

خلاصہ یہ کہ اور نمازوں میں فرض نمازوں کے علاوہ نصف قرآن پاک کی تلاوت آپ کا معمول تھا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا معمول:

آپ کو دیگر بزرگوں کی طرح قرآن پاک سے خاص شغف تھا، آپ حافظ قرآن تھے اور رات کا قریب قریب سارا وقت تلاوت قرآن میں صرف ہوتا تھا۔ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں شاید آپ گھنٹہ بھر سے زیادہ نہ سوتے ہوں۔ افطار و سحر دونوں کا کھانا بہ مشکل دو پیالی چائے اور آدھی یا ایک چپاتی ہوتا تھا۔ شروع میں آپ قرآن مجید تراویح میں خود سناتے اور دو ڈھائی بجے فارغ ہوتے تھے۔ مگر آخر عمر

میں جب ضعف دماغ زیادہ ہوگیا تو خود کسی حافظ کے پیچھے تراویح پڑھتے اور اپنی تلاوت کے علاوہ تین چار ختم سن لیا کرتے تھے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندیؒ کے معمولات:

رمضان المبارک میں مولانا کی خاص حالت ہوتی تھی اور دن رات عبادت خداوندی کے سوا کوئی کام ہی نہ ہوتا تھا۔ دن کو لیٹتے اور آرام فرماتے، لیکن رات کا اکثر حصہ بلکہ تمام رات قرآن مجید سننے میں گذار دیتے تھے۔ کئی کئی حافظ سنانے پر مقرر تھے، کیوں کہ حضرت شیخ الہندؒ خود حافظ نہیں تھے۔

تراویح میں مختلف حفاظ سے قرآن کریم سنتے۔ تراویح سے فارغ ہوکر دیر تک حاضرین کو مضامین علمیہ اور حکایات اکابر سے محظوظ فرماتے۔ پھر اگر موقع ملتا تو چند منٹ کے لیے لیٹ جاتے۔ اس کے بعد نوافل میں ایک حافظ دو چار پارے سنا کر فارغ ہوکر آرام کرتا، مگر حضرتؒ اسی طرح مستعد رہتے اور دوسرا حافظ شروع کر دیتا۔ اسی طرح متعدد حفاظ باری باری کئی کئی پارے سناتے۔ قاری بدلتے رہتے تھے مگر مولاناؒ کبھی دو تین بجے تک اور کبھی بالکل سحر کے وقت تک اسی طرح کھڑے سنتے رہتے اور تمام رات یہی لطف رہتا تھا۔

اس قدر طویل قیام سے پاؤں ورم کر جاتے تو خدام و مخلصین کو رنج ہوتا اور حضرتؒ دل میں خوش ہوتے کہ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ میں سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نصیب ہوا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا قرآن سے شغف:

حضرتؒ — شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ کے جاں نثار شاگرد اور مالٹا کے قید خانے کے خادم خاص ہیں۔ حضرت شیخ الاسلامؒ سفر نامۂ اسیر مالٹا میں اپنے متعلق لکھتے ہیں:

''کاتب الحروف حسین احمد کا اشتغال؛
مجھ کو طالب علمی کے زمانے سے شوق تھا کہ قرآن شریف حفظ کروں، مگر بدقسمتی سے کبھی ایسا فارغ وقت نہ ملا تھا کہ اس مراد کے حصول کی کوئی صورت ہوتی۔ مدینۂ منورہ میں بڑی بڑی مشکلوں سے سورۂ بقرہ اور آل عمران کئی دفعہ یاد کی، مگر سنبھال نہ سکا، بھول بھول گیا۔ جب طائف پہنچا پھر اس کو دہرایا اور سورۂ نساء، مائدہ، انعام یاد کرلیں۔ مگر جب مکۂ معظمہ آنا ہوا پھر بھول گیا۔ کثرت اشتغال نے مہلت نہ دی کہ آگے بڑھتا یا انہی کی حفاظت کرتا، مگر حفظ کرنے کے شوق میں کوئی کمی نہ آئی۔''

ایک جگہ لکھتے ہیں:

''مالٹا میں داخل ہونے کے وقت بلکہ اسیر (قید) ہونے کے زمانے ہی سے میری تین آرزوئیں تھیں۔ ترکی زبان سیکھنا، قرآن شریف حفظ کرنا، باطنی اشتغال میں ترقی کرنا۔ مالٹا پہنچ کر چند دن تو وہاں کے انتظامات وغیرہ میں خرچ ہوگئے۔ اس کے بعد تقریباً نصف جمادی الاولیٰ سے اواخر شعبان (یعنی ساڑھے تین ماہ میں) تک پندرہ پارے یاد ہوگئے۔ رمضان شریف کے بعد پھر یاد کرنا شروع کیا اور ماہِ صفر تک پورا ختم ہوگیا، (گویا سات آٹھ ماہ میں پورا قرآن خدا کے فضل سے حفظ کرلیا)۔''

قارئین! غور کریں کہ قرآن شریف حفظ کرنے کا بہترین زمانہ اور عمر نابالغی کا زمانہ ہوتا ہے، جوں جوں انسان کی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے قرآن مجید حفظ کرنا اتنا ہی مشکل ہوتا جاتا ہے۔ نابالغی کے زمانے میں بھی اگر کسی بچے کا حافظہ اچھا ہو تب بھی پورا قرآن حفظ کرنے میں دو سال لگ جانا معمولی بات ہے۔ مگر مولاناؒ نے پکی عمر میں اور جیل خانے میں صرف سات آٹھ ماہ کے قلیل عرصے میں پورا قرآن حفظ کرلیا۔ یہ خدا کی عطا اور دین ہے، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ.

یہ کمال شوق سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود

مولانا کا معمول دیکھا کہ بعد نماز مغرب مکان کا دروازہ بند کر کے ایک دو خادم آپ کے پیچھے نیت باندھ کر کھڑے ہو جاتے اور دو پارے روزانہ پڑھنے کا معمول تھا۔ مولانا جلیل احمد صاحبؒ آپ کے خاص سامع اور مقتدی ہوتے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ ''اکابر کا رمضان'' میں فرماتے ہیں:

''فرائض کی اقتدا تو اس ناکارہ کو سینکڑوں مرتبہ ہوئی ہوگی، لیکن ماہ مبارک (رمضان) میں حضرت (مدنی) قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کی کبھی توفیق نہیں ہوئی۔ البتہ تراویح میں دو مرتبہ اقتدا کی نوبت آئی۔ پہلی مرتبہ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ/ اگست ۱۹۴۴ء میں جب کہ حضرت مدنی قدس سرہٗ الٰہ آباد جیل سے رہا ہو کر ۱۴؍ رمضان المبارک یک شنبہ (اتوار) کی صبح کو سہارن پور پہنچے اور اسی وقت دوسری گاڑی سے دیوبند روانہ ہو گئے۔ اور ایک شب دیوبند قیام کے بعد دہلی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی وفات کے سلسلے میں تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ مولانا کا ۲۱؍ رجب ۱۳۶۳ھ/ جولائی ۱۹۴۴ء کی صبح کو انتقال ہوا تھا، اس روز آپ نے حضرت نظام الدینؒ میں نماز عشاء پڑھی۔ تراویح کے وقت حضرت مدنیؒ نے فرمایا جو امام تراویح ہے وہی تراویح پڑھائے، میں (شیخ الحدیث) نے عرض کیا کس کی ہمت ہے کہ آپ کے سامنے تراویح پڑھا سکے، آج تو آپ ہی کو پڑھانی ہے۔ تھوڑی سی رد و قدح کے بعد حضرتؒ نے قبول فرمالیا اور اس شب کی تراویح کی امامت حضرتؒ نے فرمائی اور اپنی تراویح کا قرآن جو پہلے سے شروع کیا ہوا تھا، اس میں پارہ نمبر ۱۴ کے نصف سے سورۂ بنی اسرائیل کے ختم تک ایک پارہ بیس رکعت میں ایسے اطمینان سے پڑھا کہ لطف آ گیا۔ دوسری مرتبہ دوسرے ہی سال رمضان ۱۳۶۴ھ/ اگست ۱۹۴۵ء کی پہلی تراویح حضرتؒ نے سہارن پور کے اسٹیشن پر پڑھائی۔''

حضرت شیخ الحدیثؒ کی زبانی ان دو واقعات کے بیان کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ آج کل ہم لوگ کسی سفر میں جا رہے ہوں تو فرض نماز ہی گول کر دیتے ہیں۔ لیکن حضرت مدنیؒ نے سفر میں حضرت نظام الدین میں تراویح پڑھائی۔ اس سے بھی زیادہ اہم واقعہ سہارن پور کے اسٹیشن پر بیس تراویح جماعت سے پڑھانے کا ہے۔ جس سے قرآن سے شغف اور تراویح کی سنت پر عمل دونوں باتیں ایسی ہیں جو بزرگان دین کی ولایت و بزرگی کی دلیل ہیں۔

فصل ④

عرب کی ایک خدا رسیدہ خاتون کا چالیس سال تک قرآنی آیات میں گفتگو کرنا

راقم الحروف شریف احمد ابن نیاز احمد رحمہ اللہ درس نظامی کے آخری سال میں دورۂ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت میں پڑھ رہا تھا۔ یہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء کی بات ہے، جس کو آج ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۸ء میں پورے چالیس سال کی طویل مدت گذر رہی ہے۔

ایک روز ایک کتاب کی تلاش میں اس زمانے کی میری قلمی بیاض سامنے آگئی، جواب بہت شکستہ اور بوسیدہ ہو چکی ہے۔ اس میں اس خاتون کا یہ محیر العقول واقعہ درج تھا۔ چوں کہ یہ واقعہ اس کتاب کے موضوع سے کچھ مناسبت رکھتا ہے، اس لیے خیال ہوا کہ اس تاریخی واقعے کو اپنی اس کتاب کی زینت بنادوں تا کہ واقعہ بھی محفوظ رہے اور پڑھنے والے حضرات اس سے سبق بھی حاصل کریں۔

اس واقعے میں ایسے لوگوں کے لیے بڑی عبرت اور سبق ہے جو صبح سے شام تک اپنی زبان سے نہ معلوم کیا کیا بے ہودہ اور ناجائز باتیں کرتے رہتے ہیں اور کبھی جائز ناجائز ہونے کا دل میں وسوسہ تک نہیں آتا۔

یہ واقعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد خاص اور مشہور بزرگ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں:

میں حج سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد پاک اور روضۂ اطہر کی زیارت کے ارادے سے سامان سفر باندھ رہا تھا کہ میرے ساتھیوں کا قافلہ روانہ ہو گیا اور میں تنہا رہ گیا۔ جذبۂ شوق التوائے سفر کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ خدا کا نام

لے کر تنہا ہی چل کھڑا ہوا۔ خود ہی سوار تھا خود ہی ساربان۔ ہر قدم پر رہزن بدوؤں کا خوف۔ ہوا کی سرسراہٹ کانوں میں خوف ناک آوازیں بن کر آرہی تھی۔

اس غیر متناہی سلسلے میں یا ہوا سے ہلتے ہوئے دیوہیکل کھجوروں کے پتے یا ریت کے بادل نظر آتے تھے، ورنہ ہر طرف سنسان اور ہو کا عالم تھا۔ اچانک ایک نحیف و ناتواں خاتون تن تنہا چادر میں لپٹی نظر آئی، جس کا کمال یہ تھا کہ وہ ہر بات کا جواب قرآن کریم کی آیت سے دیتی تھی۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ ایسے جنگل میں تنہا اور نحیف و ناتواں عورت کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور اس کے قریب جا کر ڈرتے ڈرتے گفتگو شروع کی۔

چوں کہ یہ گفتگو خاصی طویل ہے، سائل حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ اور جواب دینے والی خاتون ہیں، اس لیے اس اہم واقعے کو حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ اور جواب دینے والی ولیہ کو خاتون کے عنوان سے بیان کیا ہے۔ پہلے سوال میں حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ اس کے بعد ہر سوال میں صرف عبداللہؒ کا عنوان رکھا ہے۔ جواب میں آیتوں کے حوالے کا اضافہ میں نے خود کیا ہے۔ اس کے بعد ناظرین اصل واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ نے خاتون کے قریب جا کر کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

خاتونؒ: نے جواب دیا: سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○ (سورۂ یٰسین:۵۸)

''خدائے رحیم کی طرف سے اہل جنت کو سلام پہنچایا جائے گا۔''

عبداللہؒ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔ ''آپ اس ویرانہ میں کیوں پھر رہی ہیں؟''

خاتونؒ: مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. (سورۂ اعراف:۱۸۶)

''جسے اللہ تعالیٰ گم کردہ راہ کر دے تو اسے کوئی راہ پر نہیں لا سکتا۔''

عبداللہؒ: میں خاتون کے جواب سے سمجھ گیا کہ یہ قافلے سے بچھڑ کر راستہ بھول گئی ہیں۔ چناں چہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ

''آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟''

خاتونؒ: سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی. (سورۂ بنی اسرائیل:۱)

''پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام (خانۂ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک۔''

حضرت عبداللہؒ خاتون کے جواب سے سمجھ گئے کہ حج سے فارغ ہو کر اب بیت المقدس جانا چاہتی ہیں۔

عبداللہؒ: محترمہ اس جنگل میں کب سے سرگرداں پھر رہی ہیں؟

خاتونؒ: ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا. (سورۂ مریم:۱۰)

''تین راتوں سے پھر رہی ہوں۔''

عبداللہؒ: آپ کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں؟

خاتونؒ: ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ○ (سورۂ شعراء:۷۹)

''اللہ تعالیٰ ہی مجھ کو کھانے پینے کو دیتا ہے۔''

عبداللہؒ: آپ وضو کس چیز سے کرتی ہیں؟

خاتونؒ: فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا (سورۂ نساء:۴۳)

''اگر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔''

عبداللہؒ: میرے پاس کھانا ہے، اگر خواہش ہو تو پیش کروں۔

خاتونؒ: ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ. (سورۂ بقرہ:۱۸۷)

''شام تک روزے کو پورا کرو۔''

خاتون کا مطلب یہ تھا کہ میں روزے سے ہوں۔

عبداللہؒ: محترمہ! اب تو رمضان نہیں ہے۔

خاتونؒ: وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ○ (سورۂ بقرہ:۱۵۸)

''جو شخص خوشی سے کوئی نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی قدردانی کرتے ہیں۔''

عبداللہؓ: سفر میں تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

خاتونؓ: وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ○ (سورۂ بقرہ:۱۸۴)

''اور اگر تم (سفر میں) روزہ رکھ لو تو تمہارے لیے روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔''

عبداللہؓ: آپ میری طرح اپنی مادری زبان میں گفتگو کیوں نہیں کرتیں؟

خاتونؓ: مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ ○ (سورۂ ق:۱۸)

''انسان منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔''

مطلب یہ ہے میں لغزش اور گرفت کے خوف سے تمہاری طرح مادری زبان میں گفتگو سے بچتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ میرا نامۂ اعمال قرآن کریم سے بھرا ہوا ہو۔

عبداللہؓ: محترمہ! آپ کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہیں؟

خاتونؓ: وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا ○ (سورۂ بنی اسرائیل:۳۶)

''اور جس بات کی تحقیق نہ ہو اس پر عمل نہ کرو، کیوں کہ قیامت کے روز کان، آنکھ، دل سب سے باز پرس ہوگی۔''

عبداللہؓ: خاتون کے اس جواب سے پشیمان ہوئے اور کہنے لگے: محترمہ مجھ سے غلطی ہوئی، کیا آپ میری اس غلطی کو معاف کر دیں گی؟

خاتونؓ: لَا تَثۡرِيۡبَ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ يَغۡفِرُ اللّٰهُ لَكُمۡ. (سورۂ یوسف:۹۲)

''تم پر آج کوئی الزام نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے۔''

عبداللہؓ: محترمہ! میرے پاس سواری کے لیے اونٹ ہے، اگر آپ اپنے قافلے کے ساتھیوں میں شامل ہونا چاہیں تو یہ اونٹ حاضر ہے، میں پہنچا دوں؟

خاتون: نے درخواست قبول کرتے ہوئے جواب دیا:

وَمَاتَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ. (سورۂ بقرہ:۱۹۷)

''اور تم جو نیکی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔''

عبداللہؓ: میں محترمہ کا مطلب سمجھ گیا اور اونٹ بٹھا کر ان سے سوار ہونے کی درخواست کی۔

خاتونؒ: سوار ہونے کے لیے چہرے سے نقاب ہٹاتے ہوئے گویا ہوئیں:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ. (سورۂ نور:۳۰)

''مؤمنوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی کرلیں۔''

گویا ان کا اشارہ میری طرف تھا کہ میں ذرا رخ پھیرلوں تاکہ بے پردگی نہ ہو۔

عبداللہؓ: فرماتے ہیں کہ میں نے آنکھیں بند کرلیں۔اس کے بعد ابھی وہ سوار بھی نہ ہونے پائی تھیں کہ اونٹ اٹھ کھڑا ہوا اور محترمہ اپنی کم زوری کی وجہ سے دھڑام سے زمین پر آگریں۔چوٹ تو زیادہ نہیں لگی مگر پرانے کپڑے پھٹ گئے۔

خاتونؒ: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ. (سورۂ شوریٰ:۳۰)

''جو کچھ تمہیں مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں کا نتیجہ ہوتا ہے۔''

عبداللہؓ: محترمہ! آپ ذرا ٹھیریں میں اونٹ کی ٹانگیں باندھ دوں تاکہ دوبارہ ایسی تکلیف دہ بات نہ ہو۔

خاتونؒ: فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمٰنَ. (سورۂ انبیاء:۷۹)

''اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح مجھے بھی سمجھنے کی توفیق بخشی۔''

عبداللہؓ: محترمہ! میں نے سواری کے اونٹ کو درست کردیا، اب آپ اطمینان سے سوار ہوجائیں۔

خاتونؒ: نے سواری پر سوار ہو کر پڑھا: سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (سورۂ زخرف:۱۳،۱۴)

''وہ (اللہ تعالیٰ کی) ذات ہر عیب سے پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے لیے مسخر بنا دیا، ورنہ ان پر قابو پانا ہمارے بس کی بات نہ تھی اور ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

عبداللہؒ: خاتون جب سوار ہو گئیں اور مجھے اطمینان ہو گیا تو میں نے سواری کی نکیل پکڑ کر اشعار پڑھتے ہوئے تیز رفتاری سے چلنا شروع کیا، تاکہ بچھڑے ہوئے قافلے سے جلد مل جاؤں۔ مگر تیز رفتاری سے خاتون کو تکلیف ہوئی اور بولیں:

خاتونؒ: وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ. (سورۂ لقمان:۱۹)

''اپنی رفتار میں اعتدال رکھو اور آواز کو پست رکھو۔''

عبداللہؒ: ان خاتون نے مجھے اشعار پڑھنے سے روکا اور یہ آیت پڑھی۔

خاتونؒ: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ. (سورۂ مزمل:۲۰)

''جتنا پڑھ سکو قرآن مجید پڑھو۔''

عبداللہؒ: محترمہ! آپ تو مجسم برکت ہیں اور بہ خدا مجھے خیر کثیر مل گئی۔

خاتونؒ: وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ. (سورۂ بقرہ:۲۶۹)

''کہ عقل مند لوگ ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔''

عبداللہؒ: چلتے چلتے میں قافلے کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے خاتون سے دریافت کیا کہ اس قافلہ میں آپ کا کوئی عزیز ورشتہ دار ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

خاتونؒ: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا. (سورۂ کہف:۴۶)

''مال واولاد تو دنیا کی زینت ہیں۔''

عبداللہؒ: خاتون کے اس جواب سے میں سمجھ گیا کہ اس قافلے میں ان کے لڑکے ہیں۔ میں اس شش و پنج میں تھا کہ ان کا پتا کیسے چلاؤں؟ تو خاتون بولیں۔

خاتونؒ: وَعَلٰمٰتٍ وَّبِالنَّجۡمِ هُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ O (سورۂ نحل:۱۶)

''بہت سی نشانیاں ہیں، ستاروں سے بھی لوگ رستہ پا لیتے ہیں۔''

اس جواب سے میں سمجھ گیا کہ خاتون کے لڑکے غیر معمولی روشنی کے مینار ہیں۔

عبداللہؒ: میں نے خیموں کے پاس پہنچ کر خاتون سے دریافت کیا کہ کس نام سے معلوم کروں؟ یا پکاروں؟

خاتونؒ: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا O (سورۂ نساء:۱۲۶)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنالیا خاص دوست۔''

پھر دوسری آیت پڑھی:

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا O (سورۂ نساء:۱۶۴)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خاص طور پر کلام فرمایا۔''

پھر تیسری آیت پڑھی:

يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ. (سورۂ مریم:۱۲)

''اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑو۔''

ان تینوں آیتوں سے میں سمجھ گیا کہ خاتون کے اس قافلے میں تین لڑکے ہیں۔ ابراہیم، موسیٰ، یحییٰ۔ اس کے بعد میں نے ہر ایک کا نام لے کر پکارنا شروع کیا۔ میں نے ابھی پکارنا ہی شروع کیا تھا اور میری آواز پہاڑی دروں میں گونج رہی تھی کہ تین حسین نوجوان لڑکے دوڑتے ہوئے آئے۔ اگر مجھے اس کا یقین نہ ہوتا کہ میں قافلے میں کھڑا ہوا انسانوں کو آواز دے رہا ہوں تو سمجھتا کہ ایک ساتھ تین چاند طلوع ہو گئے، جو اس ولیہ کی کرامت ہے۔

خاتونؒ: فَابۡعَثُوۡۤا اَحَدَكُمۡ بِوَرِقِكُمۡ هٰذِهٖۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ فَلۡيَنۡظُرۡ اَيُّهَاۤ اَزۡكٰى طَعَامًا فَلۡيَاۡتِكُمۡ بِرِزۡقٍ مِّنۡهُ O (سورۂ کہف:۱۹)

''(اب تم) میں کوئی یہ روپیہ لے کر شہر چلا جائے تا کہ حلال اور پاکیزہ کھانا تحقیق کر کے تمہارے پاس لے آئے۔''

ماں کا یہ حکم سنتے ہی فرماں بردار بیٹوں میں سے ایک بیٹا چلا گیا اور کچھ دیر ہی گذری تھی کہ میرے سامنے دستر خوان پر کھانا چن دیا گیا اور میزبان خاتون نے مجھ سے فرمایا:

خاتونؒ: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا ۢ بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ. (سورۂ حاقہ:۲۴)

''کھاؤ اور پیو ان اعمال (حسنات) کے صلے میں جو تم نے (اس سفر میں میرے ساتھ کیے۔''

حضرت عبداللہؒ نے چوں کہ اس سفر میں خاتون کا یہ محیر العقول واقعہ دیکھا کہ ہر سوال کا جواب قرآن پاک سے دیتی رہیں، جو ہمارے زمانے میں سمجھ سے باہر ہے، اس لیے خاتون کے لڑکوں کی طرف متوجہ ہوکر بولے۔

عبداللہؒ: واللہ! میں اس وقت تک کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا جب تک ان محترمہ کے ہوش ربا حالات سے مجھے آگاہ نہ کروگے۔ میری یہ بات سن کر خاتون کا ایک لڑکا بولا:

لڑکا: ''محترم! یہ ہماری والدہ محترمہ ہیں، جنہوں نے صرف اس ڈر سے کہ میری زبان سے کوئی غلط اور ناجائز بات نکل جائے چالیس سال سے آیات قرآنی کے سوا ہر قسم کی گفتگو سے اجتناب کیا ہوا ہے اور آج تک اسی عہد پر قایم ہیں۔''

یہ اس واقعۂ ہوش ربا کا آخری منظر تھا۔

قارئین کرام غور کریں! کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ضعیف اور کم زور جسم رکھنے والی اور خاتون ہر بات کا جواب قرآنی دائرے میں رہتے ہوئے دیتی رہے۔ یہ بات مرد سے بھی ناممکن ہے چہ جائے کہ عورت کی ذات۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں میں یہ سن کر حیران رہ گیا اور میری زبان سے صرف اتنا نکلا:

ایں سعادت بہ زور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

تتمہ

اس میں مندرجۂ ذیل مضامین بیان کیے گئے ہیں:

۱۔قرآن مجید کتنی مدت میں ختم کرنا چاہیے؟
۲۔طریقہ ختم منازل فَمِیْ بِشَوْقٍ اوراس کی برکات۔
۳۔قرآن مجید ختم کرنے کا مسنون طریقہ.......اور
۴۔اس سلسلے کے چند فتاوے۔
۵۔شبینے کے متعلق علما کے فتاوے۔
۶۔شکر نعمت۔
۷۔دعائے اختتام قرآن۔

قرآن مجید کتنی مدت میں ختم کرنا چاہیے:

تلاوت کے آداب کے بعد یہ بیان بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی منزل کتنے دن میں پوری کرنی چاہیے؟ اس سلسلے میں یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ختم قرآن کا تعلق انسان کے شوق اور قرآن سے محبت پر موقوف ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ بعض مرتبہ پوری رات تہجد میں تلاوت کرتے کرتے گذار دیتے تھے۔ اسی کتاب میں پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت میں سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام— ساڑھے سات پاروں کی پانچ سورتیں تلاوت فرمائیں۔ یہ بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ وتر کی ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ بھی ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔

حضرت امام شافعیؒ رمضان المبارک میں ایک ختم دن میں ایک رات کو، یعنی ایک مہینہ میں ساٹھ ختم کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ رمضان میں اکسٹھ ختم کیا کرتے تھے، ایک دن میں، ایک تراویح میں، اس کے بعد ایک تہجد میں۔

خود اس ناچیز نے اپنے استاذ بھائیوں کو دیکھا ہے کہ صبح کو دوکان کھولتے وقت قرآن پڑھنا شروع کیا اور رات کو بند کرنے سے پہلے ختم کر لیا۔ اس دوران ان کو خریداروں سے بھی باتیں کرنی پڑتی تھیں اور نماز پڑھنے کے لیے بھی جاتے تھے۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ان کا ورد رہتا تھا۔

ممکن ہے مادیات کے اس دور میں آدمی کو اس قسم کے واقعات سن کر وحشت ہو، مگر یہ وحشت ایسے لوگوں کو ہی ہوتی ہے جو دین سے دور ہوں اور قرآن سے تعلق اور لگاؤ نہ ہو۔

یہ تو ایسے حضرات کے واقعات تھے جو عاشق قرآن تھے۔ مگر شریعت میں اتنی تنگی نہیں، بلکہ ہر شخص کی ہمت وطاقت کے مطابق مکلف بنایا گیا ہے۔

بعض علما فرماتے ہیں کہ چالیس دن میں کم از کم ایک قرآن ضرور پورا کرنا

چاہیے۔ بعض فرماتے ہیں ایک مہینے میں ایک قرآن ختم کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ بیس دن میں بھی کرسکتا ہے۔ دس دن میں بھی کرسکتا ہے۔ سات دن میں بھی کرسکتا ہے۔ اکثر صحابۂ کرامؓ کا معمول یہ تھا کہ ایک ہفتے میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ جمعہ کو شروع کیا جمعرات کو ختم کردیا۔ اس کا نام ''منازل فمی بشوق'' ہے۔

طریقۂ ختم منازل فمی بشوق:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو مندرجۂ ذیل ترتیب سے قرآن کریم ختم کرنے کی تاکید فرمائی تھی۔

''فمی بشوق'' میں جو الفاظ ہیں ان الفاظ کی ترتیب سے ان منازل کی ابتدا ہوتی ہے۔

ف سے اشارہ ہے سورۂ فاتحہ۔ م سے مائدہ۔ ی سے یونس۔ ب سے بنی اسرائیل۔ ش سے شعراء، و سے والصافات۔ ق سے سورۂ ق۔

شب جمعہ کو	سورۂ فاتحہ سے	سورۂ نساء ختم	(یعنی پوری ایک منزل)
شب ہفتہ کو	سورۂ مائدہ سے	سورۂ براۃ ختم	(دوسری منزل)
شب اتوار کو	سورۂ یونس سے	سورۂ نحل ختم	(تیسری منزل)
شب پیر کو	سورۂ بنی اسرئیل سے	سورۂ فرقان ختم	(چوتھی منزل)
شب منگل کو	سورۂ شعراء سے	سورۂ یسین ختم	(پانچویں منزل)
شب بدھ کو	سورۂ صافات سے	سورۂ حجرات ختم	(چھٹی منزل)
شب جمعرات کو	سورہ ق سے	سورۃ والناس ختم	(ساتویں منزل)

اکثر صحابۂ کرامؓ نماز تہجد میں قرآن مجید اسی ترتیب سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِیْ کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ

''فمی بشوق'' کی ترتیب سے قرآن ختم کرنا بڑا مفید ہے۔''

اس طریقے کو اگر معمول بنالے تو بڑا زوداثر اور تریاق ہے۔ اس طریقے سے

سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمان خصوصاً حافظ قرآن حضرات کو اسی طریقے پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین!

یہاں یہ بات بھی عرض کردوں کہ ایک ہفتے سے کم میں قرآن ختم کرنے کی ممانعت نہیں۔ اس سے کم دنوں میں بھی ختم کرسکتا ہے۔ ایک رات میں بھی کرسکتا ہے۔

ممانعت ایسی تلاوت کی ہے جس میں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ آدمی کیا پڑھ رہا ہے؟ سننے والے کو ایک حرف بھی سمجھ میں نہ آئے۔ ایسے پڑھنے والے کے متعلق حدیث میں فرمایا گیا کہ

رُبَّ قَارٍ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُهٗ.

''بہت سے قاری قرآن ایسے ہیں جن پر قرآن لعنت کرتا ہے۔''

اگر کوئی قواعد تجوید کی رعایت کے ساتھ پڑھے تو جتنی مدت میں چاہے ختم کرسکتا ہے۔

قرآن مجید ختم کرنے کا مسنون طریقہ:

اس عنوان کے تحت ہم قرآن کریم ختم کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہیں، جس سے قارئین پوری طرح اندازہ کرلیں گے کہ پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لیے قرآن کریم کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا۔ یہ سب قرآن کی حفاظت کے طریقے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ الْحَالُ الْمُرْتَحِلُ، قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْحَالُ الْمُرْتَحِلُ؟ قَالَ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ یَضْرِبُ مِنْ اَوَّلِهٖ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰخِرَهٗ وَمِنْ اٰخِرِهٖ حَتّٰی یَبْلُغَ اَوَّلَهٗ كُلَّمَا حَلَّ الْمُرْتَحِلُ. (ترمذی)

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اعمال میں بہترین عمل کون سا ہے؟ آپ

نے فرمایا: حال مرتحل۔ لوگوں نے دریافت کیا حال مرتحل کا کیا مطلب
ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد وہ قرآن خواں ہے جو
اول سے شروع کر کے اخیر تک پہنچے، اس کے بعد پھر آگے چل دے۔"
(یعنی جہاں قرآن پاک ختم ہو دوبارہ پھر شروع کر دے)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت ابی ابن کعبؓ کے واسطے سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ختم کرنے کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھتے، اس کے بعد سورۂ بقرہ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ تک تلاوت فرماتے، اس کے بعد ختم قرآن کی دعا پڑھتے۔ (دارمی)

ختم قرآن کے سلسلے میں لوگوں نے بعض طریقے اپنی طرف سے ایجاد کر رکھے ہیں، اس لیے ہم اس سلسلے میں چند فتاویٰ درج کرتے ہیں تاکہ حق بات واضح ہو کر سامنے آجائے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے تراویح میں ختم قرآن کے متعلق سوال اور اس کا جواب:

اس سے پہلے خارج نماز قرآن ختم کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا، اس کے بعد تراویح میں ختم کا طریقہ بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔ اس سلسلے میں اپنا ایک معمول بیان کردوں، جس کو ۶ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ/ ۳۱ رجولائی ۱۹۵۱ء میں بہ غرض اصلاح استاذ محترم مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھ کر بھیجا تھا۔ جو سوال و جواب کی صورت میں ہے۔

استفتاء:

میں تراویح کی انیسویں رکعت میں سورۂ الناس پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع

کرتا ہوں، اس کے بعد بیسویں رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ O تک پڑھ کر رکوع کرتا ہوں۔

میرا یہ خیال ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے تو وہ بہ حکم حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" پڑھی جاتی ہے۔ اگر سورۂ والناس پڑھ کر رکوع کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سورۂ فاتحہ جو قرآن کے ساتھ پڑھی جانی ضروری ہے، باقی رہ گئی۔ گویا سات آیتیں قرآن میں سے کم ہو گئیں۔ میں حضرت سے اس سلسلے میں اپنی اصلاح کے لیے راہ نمائی چاہتا ہوں۔

جواب:

سورۂ والناس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ آخری دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ والناس پڑھ کر رکوع کر دیا جائے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ O تک پڑھ کر رکعت کی جائے، یہ بہتر ہے۔

سورۂ فاتحہ ہر رکعت میں جو پڑھی جاتی ہے وہ بھی تو قرآن پاک کی سورت کی حیثیت سے پڑھی جاتی ہے۔ اس کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کا ہر رکعت میں پڑھنا لازم کر دیا، اس لیے قرآن مجید پورا کرنے کے لیے کسی رکعت میں اس کو مکرر پڑھنا نہ ضروری ہے نہ ثابت۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

دہلی

حضرت مفتی صاحبؒ کے اس جواب کے بعد میں نے اپنی اصلاح کر لی۔ الحمد للہ! اب میں تراویح میں ختم قرآن اسی طرح کرتا ہوں۔ میرے خیال میں اس جواب سے ہر شخص راہ نمائی حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صراط مستقیم پر چلنے اور قایم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مزید اطمینان اور تشفی کے لیے دو فتوے اور پیش کیے جاتے ہیں۔ ان میں پہلا

حضرت نواب قطب الدین صاحبؒ کا ہے، نواب صاحبؒ مشہور محدث حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔ دوسرا فتویٰ دارالعلوم دیوبند کا ہے۔

فتویٰ حضرت نواب قطب الدین صاحبؒ:

آپ سے مندرجۂ ذیل سوال کیا گیا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ

جب حافظ اور قاری رمضان میں قرآن شریف ختم کرے تو والناس پر کرے یا الٓمٓ سے شروع کر کے مُفْلِحُوْنَ O تک پڑھنا سنت ہے؟

جواب: پہلی رکعت میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ O تک پڑھ کر رکوع کرے اور نماز تمام کردے، جیسا کہ کتب فقہ میں مرقوم ہے۔ اور فتاویٰ غیاثیہ اور فتاویٰ قاضی خاں سے واضح ہے۔

دارمیؒ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابی ابن کعبؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر قرآن شریف ختم کرتے تو پھر سورۂ فاتحہ سے شروع کرتے اور سورۂ بقرہ سے اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O تک پڑھتے۔

فتاویٰ سراجیہ اور غیاثیہ میں ہے:

جب تراویح میں قرآن شریف ختم کرے اور معوذتین سے فارغ ہو پہلی رکعت میں، تو پھر دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے اور فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ کا کچھ حصہ الْمُفْلِحُوْنَ O تک پڑھ کر رکوع کرے۔ (تزکیۃ الصیام)

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں کسی نے ایک استفتاء بھیجا جو درج ذیل ہے:

سوال: رمضان المبارک میں ختم قرآن انیس رکعتوں میں کرتے ہیں اور بیسویں رکعت میں الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ ۝ تک پڑھ کر اسی رکعت میں یہ آیات پڑھتے ہیں، اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ الخ یہ جائز ہے یا بدعت؟

الجواب: یہ تو بعض روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد الٓمٓ سے شروع کر کے چند آیات مُفْلِحُوْنَ ۝ تک پڑھ دیا جائے اور فقہا نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے۔ اس کے سوا دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم مدلل و مکمل: ج۴، ص ۲۶۵)

شبینے کے متعلق علما کے فتاوے:

شبینے کے سلسلے میں ایک ضروری مسئلے کی طرف متوجہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اہتمام اور مداومت کے ساتھ تین آدمیوں سے زیادہ نفل نماز کی جماعت مکروہ ہے۔ آج کل اکثر مساجد میں ماہ رمضان میں شبینے ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ شوق بہت اچھا ہے، مگر ان میں اس بات کی احتیاط نہیں ہوتی اور قاری حضرات مختلف مساجد میں تراویح پڑھا کر نفلوں میں شبینہ پڑھتے ہیں۔ ایسے حضرات کو چاہیے کہ جتنی رکعتیں شبینے میں پڑھنی ہوں اتنی رکعتیں تراویح کی چھوڑ دیں۔ (اور کسی دوسرے سے چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھوا کر بیس رکعت پوری کرا دیں، تاکہ اول وقت تراویح پڑھنے والوں و شواری نہ ہو)۔

احتیاط کی بات:

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ نماز کو ہدایت کی ہے کہ اپنے پیچھے مقتدیوں کا خیال رکھیں، کیوں کہ ان میں ضعیف و بیمار بھی ہوتے ہیں۔ ممکن ہے وہ زیادہ دیر تک کھڑے نہ رہ سکتے ہوں، اس لیے رمضان المبارک میں محتاط حفاظ و قاری حضرات ایسا کرتے ہیں کہ تراویح کی نماز ختم ہونے کے بعد اپنی ہمت و طاقت کے

مطابق تراویح کی نیت کرکے قرآن پڑھتے ہیں۔ یہ حضرات یا تو اول وقت تراویح نہیں پڑھتے یا کچھ رکعتیں رات کو پڑھنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں اور شائقین اپنی مرضی وخوشی سے ان کے پیچھے نفل نماز کی نیت کرکے سنتے رہتے ہیں۔ اس طرح کراہت کے حکم سے نکل جاتا ہے۔ کیوں کہ امام کی نیت تراویح کی اور مقتدی کی تہجد کی ہوجاتی ہے ❶۔

یہ تو نفل نماز کی جماعت کے متعلق ہم نے تحریر کیا۔ اب شبینے کے متعلق فتاوے درج کیے جاتے ہیں:

فتویٰ دارالعلوم دیوبند:

سوال: اگر شبینہ یعنی ختم قرآن مجید نفلوں میں جماعت کے ساتھ کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر شبینہ یعنی ختم قرآن جماعت نفل کے ساتھ ہے تو یہ مکروہ ہے یعنی ناجائز ہے۔ کیوں کہ نفل نماز کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد

---

❶ **شبینے کا جواز:** حضرت مؤلف مدظلہم کا اسی پر عمل رہا ہے۔ یہ طریقہ مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ دہلویؒ نے حضرت قاری صاحب مدظلہم کو تعلیم فرمایا تھا۔ حضرت قاری صاحب مدظلہم نے اسی تعلیم پر ہماری اور دیگر تلامذہ کی تربیت فرمائی اور الحمدللہ! اسی پر اب ہم سب کا عمل ہے۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنیؒ بھی یہی مسئلہ بتلاتے تھے۔ اگرچہ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی نوراللہ مرقدہٗ موطاء امام مالکؒ کی ایک حدیث سے استدلال کرکے رمضان کے آخری عشرے میں نوافل میں جماعت کثیرہ کے ساتھ قرآن کریم پڑھا کرتے تھے۔ اس کی بھی اجازت ہے۔ یہی عمل حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کا بھی رہا ہے (بہ روایت حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ)۔ لیکن ہمارے یہاں احتیاطاً شبینہ تراویح ہی میں پڑھا جاتا ہے اور حضرت امام اعظمؒ کے مسلک پر عمل کیا جاتا ہے۔ افسوس ہے پھر بھی ہماری جماعت کے بعض افراد اس طریقے کو حرام تک کہہ رہے ہیں! ہماری نظر میں حضرت مفتی اعظم ہندؒ کے فتوے کے بعد کسی کے فتوے کی وقعت نہیں ہے۔ (شریفی)

مکروہ تحریمی ہے جو قریب حرام کے ہے۔ پس ناجائز کہنا اس کو صحیح ہو گیا اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی ہوں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ج ۴، ص: ۲۸۴)

فتویٰ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

شبینے میں ایک رات میں پورا قرآن مجید پڑھنے کا حکم:

سوال: شبینہ یعنی کلام اللہ شریف ایک شب میں تراویح میں پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟ بالخصوص ایسی حالت میں کہ ادائے حروف بہ ترتیل حروف حتیٰ کہ تصحیح الفاظ تک نہیں ہوتی اور مقتدیوں پر بار طویل وریائے شہرت علاوہ۔ لہٰذا ایسی صورت میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قرآن شریف کا ایک رات میں ختم کرنا بہ صورت تصحیح الفاظ وغیرہ جائز ہے اور حضرت عثمان غنیؓ سے ایک رات میں ختم کرنا ثابت ہے۔

اور اگر قرآن ترتیل کے ساتھ نہیں پڑھا مگر الفاظ صحیح پڑھے گئے تو اس طرح پڑھنے میں ثواب کم ہوگا اور باترتیل میں ثواب زاید اور ریا تو فرایض میں بھی ممنوع ہے۔ تراویح پر کیا موقوف ہے؟ اور مقتدیوں کو اگر اس طرح پڑھنا دشوار ہوتا ہے تو نہ پڑھیں۔ فقط

رشید احمد

(فتاویٰ رشیدیہ: حصہ اول، ص: ۴۲)

اسی لیے میں نے لکھا ہے احتیاط کی بات اور بہتر صورت یہ ہے کہ نماز تراویح کے بعد شبینہ شروع کیا جائے، تاکہ ضعیف وکم زور تراویح پڑھ لیں۔ اس کے بعد جس کا دل چاہے شبینہ سنتا رہے۔

شکر نعمت اور دعا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

یہ کتاب نزول قرآن کی شب ۲۴ ر رمضان المبارک ۱۳۹۷ ہجری المقدس مطابق ۹ ر ستمبر ۱۹۷۷ء شب جمعتہ المبارک کو جامع مسجد سٹی اسٹیشن۔ کراچی میں اختتام کو پہنچی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور ہر مسلمان کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور اس کی تعلیمات پر عمل کی توفیق مرحمت فرما دے اور قبر میں وحشت دور کرنے کا ذریعہ بنائے اور آخرت میں ذریعہ نجات وشفاعت ہو، آمین۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ بِنِعۡمَتِہٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ ○

بعض روایتوں میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختم قرآن مجید کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ یہ دعا ہر قرآن کے آخر میں چھپی ہوئی بھی ہوتی ہے۔ اس لیے میں بھی اپنی اس کتاب کو اسی دعا پر ختم کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اٰنِسۡ وَحۡشَتِیۡ فِیۡ قَبۡرِیۡ ○ اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِیۡ بِالۡقُرۡاٰنِ الۡعَظِیۡمِ ○ وَاجۡعَلۡہُ لِیۡ اِمَامًا وَّ نُوۡرًا وَّھُدًی وَّرَحۡمَۃً ○ اَللّٰھُمَّ ذَکِّرۡنِیۡ مِنۡہُ مَانَسِیۡتُ وَعَلِّمۡنِیۡ مِنۡہُ مَا جَھِلۡتُ وَارۡزُقۡنِیۡ تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ الَّیۡلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ ○ وَاجۡعَلۡہُ لِیۡ حُجَّۃً یَا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

''یا اللہ قبر میں میری وحشت کو انس سے بدل دینا، یا اللہ قرآن پاک کی برکت سے مجھ پر رحم فرما اور قرآن کو میرا پیشوا اور روشنی اور ہدایت کا ذریعہ

بنا۔ یا اللہ قرآن میں سے جو کچھ بھول گیا ہوں اسے یاد کرادے اور جو کچھ قرآن میں سے میں نہیں جانتا وہ سکھلا دے اور رات دن مجھے اس کی تلاوت کی توفیق دے اور (قیامت کے دن) اس کو میرے لیے حجت بنا اے رب العالمین۔''

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

طالب دعا
خادم القرآن
قاری شریف احمد کان اللہ لہ
خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن،
آئی آئی چندریگر روڈ،
کراچی، پاکستان

ماخذ

''تاریخِ قرآن'' کی تالیف کے وقت مندرجۂ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔القرآن الحکیم

۲۔انوار الباری شرح بخاری	حضرت مولانا احمد رضا بجنوریؒ	مکتبہ ناشر العلوم۔بجنور
۳۔الاتقان فی علوم القرآن	حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ	ادارۂ اسلامیات۔لاہور
۴۔امیر الروایات	حضرت امیر شاہ خان مرحوم	کتب خانہ امداد الغرباء۔سہارن پور
۵۔اعجاز القرآن	حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ	ادارۂ اسلامیات۔لاہور
۶۔اعجاز القرآن	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	جید برقی پریس۔دہلی
۷۔الفاروقؓ	حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ	
۸۔انسائیکلوپیڈیا آف اسلام		
۹۔المقدمۃ الجزریۃ		
۱۰۔الفاظ قرآن	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	
۱۱۔امداد المشتاق	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	
۱۲۔اکابر کا رمضان	حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ	مکتبۂ رشیدیہ۔کراچی
۱۳۔بیان القرآن	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	اشرف المطابع۔تھانہ بھون
۱۴۔تفسیر کبیر	حضرت امام فخر الدین رازیؒ	
۱۵۔تفسیر مظہری	حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ	ایچ ایم سعید کمپنی۔کراچی
۱۶۔تاریخ القرآن	پروفیسر عبد الصمد صارم الازہریؒ	
۱۷۔تاریخ دار العلوم دیوبند	مولانا سید محبوب رضویؒ	دار العلوم۔دیوبند
۱۸۔تاریخ الخلفاء	حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ	
۱۹۔تذکرۂ قادیانِ ہند	جناب قاری مرزا بسم اللہ بیگؒ	کتب خانہ علم و مرکز۔کراچی
۲۰۔تذکرۃ الرشیدؒ	حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ	مطبع عاشقی۔میرٹھ
۲۱۔تزکیۃ الصیام	حضرت مولانا نواب قطب الدین دہلویؒ	

۲۲۔ تذکرۃ الشریف	حافظ تنویر احمد شریفی	تنظیم القراء والحفاظ ٹرسٹ۔ پاکستان
۲۳۔ تعارف قرآن	کرنل (ر) ڈاکٹر فیوض الرحمٰن	مکتبۂ مدنیہ۔ کراچی
۲۴۔ جامع ترمذی	امام محمد ابن عیسیٰ ابن سورۃ الترمذیؒ	ایچ ایم سعید کمپنی۔ کراچی
۲۵۔ جائزہ تراجم قرآنی	مولانا سید محبوب رضویؒ	مجلس و متعارف القرآن۔ دیوبند
۲۶۔ خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ	ادارۂ اسلامیات۔ لاہور
۲۸۔ ذاتی ڈائری	حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ	
۲۹۔ رسالۂ قشیریہ		
۳۰۔ رحمۃ للعالمین ﷺ	حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ	
۳۱۔ سنن ابی داؤد		مکتبۂ امدادیہ۔ ملتان
۳۲۔ سنن ابن ماجہ		قدیمی کتب خانہ۔ کراچی
۳۳۔ سنن دارمی		
۳۴۔ سیرت مبارکہ ﷺ	حضرت مولانا سید محمد میاںؒ	کتابستان۔ دہلی
۳۵۔ سیر الصحابہ	مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ	ادارۂ اسلامیات۔ لاہور
۳۶۔ سوانح قاسمی	حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ	دار العلوم۔ دیوبند
۳۷۔ سفرنامۂ شیخ الہندؒ	حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	مکتبۂ محمودیہ۔ لاہور
۳۸۔ شہادۃ الاقوام علی صدق الاسلام	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	
۳۹۔ شعب الایمان	حضرت امام بیہقیؒ	
۴۰۔ صدیق اکبرؓ	حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ	مکتبۂ رشیدیہ۔ کراچی
۴۱۔ صحیح بخاری	ابو عبداللہ محمد ابن اسماعیل بخاریؒ	قدیمی کتب خانہ۔ کراچی
۴۲۔ صحیح مسلم		قدیمی کتب خانہ۔ کراچی
۴۳۔ ضیاء القراآت	حضرت مولانا قاری ضیاء الدین احمد الہ آبادیؒ	مطبع مجیدی۔ کان پور
۴۴۔ عثمان ذوالنورینؓ	حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ	مکتبۂ رشیدیہ۔ کراچی
۴۵۔ فضائل قرآن	حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ	مکتبۂ رشیدیہ۔ کراچی

۴۶۔فتاویٰ رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	
۴۷۔فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	حضرت مولانا ظفیر الدین مدظلہٗ	دارالعلوم۔دیوبند
۴۸۔قرآن کی فضیلت وعظمت	حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ	مکتبۂ رشیدیہ۔کراچی
۴۹۔کشف الرحمٰن	حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ	مکتبۂ رشیدیہ۔کراچی
۵۰۔کمالاتِ عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	ایچ ایم سعید کمپنی۔کراچی
۵۱۔لائف آف محمد (ﷺ)		
۵۲۔موضح الفرقان	حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ	مدینہ پریس۔بجنور
۵۳۔معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	ربانی بک ڈپو۔دہلی
۵۴۔مجالس سبعہ	حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ	الجمعیۃ بک ڈپو۔دہلی
۵۵۔مشکوٰۃ المصابیح		
۵۶۔مسند احمد	حضرت امام احمد ابن حنبلؒ	
۵۷۔ہدیۃ الوحید	حضرت مولانا قاری عبدالوحید الہ آبادی	مکتبہ انوریہ۔دیوبند
۵۸۔ہفت روزہ خدام الدین لاہور کا ''قرآن نمبر''		انجمن خدام الدین۔لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا

تاریخ حرمین شریفین

[دو حصوں میں مکمل]

بیت اللہ شریف، مسجد الحرام اور مسجد نبوی ﷺ کی تعمیرات

تاریخی ادوار کے آئینے میں

تألیف

حضرۃ مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور

رسالہ مفیدہ نافعہ

راہِ نجات

یعنی

مشتمل بر سہ حصص

تصنیف

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب دامت برکاتہم

خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

جس میں

موت سے پہلے ـــ موت کے وقت ـــ موت کے بعد

اسلام نے جن باتوں کی تعلیم دی ہے، ان کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس
قسم کے سبق آموز واقعات بیان کیے ہیں جن کو پڑھ کر آدمی موت کے بعد کی لافانی
زندگی کی تیاری شروع کر دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

بے شک ان کے قصّہ میں سمجھدار لوگوں کے لیے عبرت ہے

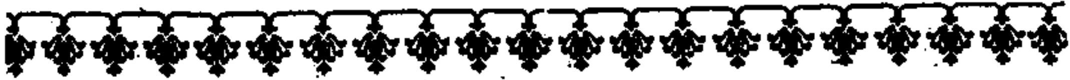
تذکرۃ الانبیاء علیہم السلام

حصّہ اوّل

جس میں آدم علیہ السّلام سے لے کر نبی آخر الزّمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تک کے مشہور انبیاء کرام کے حالات اور اُن کے ماننے والوں کی نجات تکذیب
کرنے والوں کا انجام تفصیلاً بیان کیے گئے ہیں

مُرتّبہ

قاری شریف احمد صاحب خطیب



صاحبِ تالیف

نام	:	قاری شریف احمد ابن حاجی نیاز احمد (مرحوم)
پیدائش	:	۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء، کیرانہ ضلع مظفر نگر۔ یو پی۔ انڈیا
تعلیم	:	حفظ قرآن، ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء (حافظ رحمت اللہ کیرانویؒ سے)
		درس نظامی، ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۳ء (مدرسۂ امینیہ۔ دہلی)
		موقوف علیہ، ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۸ء (مدرسۂ عالیہ فتح پوری۔ دہلی)
		دورۂ حدیث، ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۹ء (جامعہ تعلیم الدین۔ ڈابھیل)
		تجوید وقرأت، ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء (مدرسۂ فرقانیہ۔ لکھنو)
اساتذۂ کرام:		حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا سراج احمد رشیدیؒ، مولانا حافظ عبدالرحمٰن امروہویؒ، مولانا فخر الحسن دیوبندیؒ، مولانا قاضی سجاد حسین دہلویؒ، قاری عبدالمالک علی گڑھیؒ، قاری سید حامد حسینؒ وغیرہ
بیعت وارادت:		شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
		شیخ طریقت حضرت مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہ (خلیفہ حضرت مدنیؒ)
مناصب	:	خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن۔ کراچی
		مدیر جامعہ تعلیم القرآن شریفیہ۔ کراچی
		بانی صدر مجلس یادگار شیخ الاسلامؒ۔ پاکستان، کراچی
		سرپرست اعلیٰ تنظیم القرآء والحفاظ ٹرسٹ پاکستان
		رکن مجلس شوریٰ جامعہ مدنیہ (جدید) رائے ونڈ